اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہی اہل سنت نہ [illegible]

RARE BOOK

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم

SCANNED

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر بن
علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زادت افاداتہما

رئیس کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان سنہ ۱۳۱۰ھ

عرض مصنف لازم ہے کہ جملہ مومنین خصوصاً سادات اس رسالہ عجالہ کو من اولہ الی آخرہ مع حاشیہ دیکھیں اور پڑہیں جملہ مطالب متعلق اصل تحقیق عقد حضرت ام کلثوم مین نہ کوئی امر زاید از مطلب ہے نہ خارج از بحث جہان تک ہو سکے اسکی اشاعت مین کوشان ہون کہ ناسور قلوب مومنین کے لئے مرہم اعجاز ہے والسلام۔

فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

انکار علمای شیعہ از عقد اور اوسکا دلیل بطلان عقد ہونا ۷
حقیقت مذہب شیعہ باقرار اہلسنت ۱۰
معذرات شیعہ و مفید اہلسنت از تسلیم وقوع عقد مع جواب ۱۲
وجہ جواب تسلیمی علمای شیعہ ۱۸
اقوال علمای متاخرین منکرین عقد مع اظہار حالت جواب تسلیمی ۲۰
بحث نکاح دختران رسولؐ ۳۰
لزوم فسادات در صورت تسلیم عقد بر اہلسنت متعلق صحابہ و جناب امیرؑ ۳۳
حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ ۳۸
احکام اہلسنت در صورت لزوم فساد بر صحابہ ۵۳
طبقہ اولی انکارات اہلسنت متعلق قصہ فدک و قرطاس و اخراج الفاظ از صحیح بخاری و مسلم ۵۴
تاویلات اہلسنت بجنات جواب روایت جنیہ ۶۴
عدم عالم تحلیل فروج بنی آدم ۶۶
طبقہ ثانیہ انکار اہلسنت در بارہ معاویہ و یزید از قتل امام حسینؑ ۶۹
طبقہ ثالثہ انکار در بارہ ہارون قصہ عباسہ خواہر ہارون
مقالہ اولی بر بنای اشتباہ رواۃ اصل تحقیق ۷۹
دلائل عادی نتیجہ اصل تحقیقات اثبات جبار ام کلثوم متعلقہ خلیفہ دوم ۸۱
اسباب اشتباہ رواۃ در بارہ روایات عقد عمر ۸۷
دلائل اشتباہ و اغلاط رواۃ اول متعلق صغر سنی ۹۹
دلیل ۳ متعلق مہر ۱۰۴
دلیل چہارم متعلق عقد عون بن جعفر ۱۰۶
دلیل پنجم متعلق عقد عبد اللہ ۱۰۸
دلیل ششم متعلق استحالہ تولد زید و ابطال وفات حضرت ام کلثوم بعہد معاویہ ۱۰۹
شرکت حضرت ام کلثوم در معرکہ کربلا ۱۱۳
معاضدات خارجیہ عدم وقوع عقد قصہ مغیرہ ۱۱۸
مسئلہ کفو و نسب خلیفہ دوم ۱۲۶
نظائر اشتباہ رواۃ اول در بارہ ابوحنیفہ ۱۳۶
در بارہ نام عمر و ابوبکر و دختر الجواری شیخین ۱۴۷
قائلین جمع از متعہ نزد امام مالک و اصول اہلسنت در بارہ روایات فضائل ۱۶۰
قدح اہلسنت در نسب انبیا بغرض مساوات خلیفہ دوم ۱۶۴
مقالہ ثانیہ موضوعیت روایات عقد ۱۶۶
اختفای اہلسنت فضائل اہلبیت و حالات و اغراض وضع روایت ۱۶۸
دلیل اول وضعیت روایت عقد عدم ذکر بخاری و مسلم ۱۷۹
دلیل دوم و سوم عدم ذکر احمد و اجماع حالات کل روایات عقد ۱۸۱
دلیل چہارم اختلاف روایات و اضطراب رواۃ ۱۸۳
دلیل پنجم کذب و ضعف کل روایات عقد ۱۸۷
سفیان ۱۸۸
زید بن اسلم ۱۹۲
زبیر بن بکار ۱۹۳
ابن اسحٰق دجال خر دجال ۱۹۶
عطا خراسانی ۱۹۸
دار قطنی ۱۹۹
سوانح عمری ابوحنیفہ راوی عقد ۲۰۲
ابویوسف شاگرد ابوحنیفہ ۲۱۸
تضعیف و تکذیب روایت ابوحنیفہ و بغض او با اہلبیت طاہرین ۲۲۱
انکار بی بی عائشہ ۲۲۸
بحث دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر قصہ عقد ۲۳۱
اول شہادت دروغ در اسلام ۲۳۲
عدم جواز قیاس و اتفاق کل فقہا بر روایت غلط ۲۳۵
دلائل عدم وقوع عقد ۲۳۸
خاتمہ تحقیق عقد ام کلثوم و وفات آن سیدہ در زمانہ عقد ۲۴۴

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحقّ انّا كنّا نستنسخ ما كنتم تعملون

الحمد لله الملک الوہاب کہ درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر
ولا جواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب ولایت مآب صلوات الله وسلامه
علیهما افحاماً للاعداء والعترة الاطیاب وارغاماً لاناف المعرضین عن جادة الصواب الموسوم

Checked
1937

CHECKED

بالکنز المکتوم فی حلّ عقد ام کلثوم

LIBRARY

من مصنّفات غرة محاسن الایام عمدة الافاضل الکرام النحریر المدقق الحبر المحقق حائز المقامات السنیة
الفائز بالمدارج العلیة قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس الضالین المتعب نفسه فی حمایة الدین
ذی الشرف الازهر الحکیم المولوی السیّد علی اظهر دامت برکاته وزادت افاداته

در مطبع بستان مرتضوی حلیۂ طبع در بر کشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ افقر مولف ذو الفقار حید علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام درمیان علمای فریقین دایر و سایر ہی مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال تصنیف کرکے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح مخالفین سے ضمنا و تطفلا اسکا تذکرہ کیا علمای اہل حق نے بھی اوسیطرح رد و ابطال اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً یہ انکار کلی خواہ الزاماً یہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہی نہ مضر اہل حق لیکن چونکہ تا اینحال کوئی کتاب بالاستقلال اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آئے تو بعض مسایل فروعیہ مین گفتگو شروع کی بے سر و پا رسایل چھاپنے لگے بالخصوص اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انہین سر چڑہایا یہانتک کہ بدانست خود علمائے مذہب حق شیعہ اثنا عشریہ کو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب اور مغلوب ٹھرایا تھی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوئے جیسا اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوئے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے جنکی لیاقت وجہالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی جنکو اپنی قابلیت وہمہ دانی پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس لمن الملکی بجاتے تھے اور سوا اپنے سبکو نافہم بتاتے تھے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی عجز کے فرماتے ہین پھر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہرکیف جب غوغائے بیجا انحضرات کا اس تمام مین بڑہا اور ناقابل تحمل وہ اعراض اہلحق ہوا ناچار کمترین نے بنا بر اصرار بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین تفصیلاً تحقیق اس مسئلہ کی کر کے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور اختلافات اوسکے دکھائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور خائن ودجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے اہلحق کیطرف سے جملہ اعتراضات بیجا وتوہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی بھی دیا گیا ہے اور جو کچھ اغلاط وتحریفات سنیے کہے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث کامل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا پچاس ساٹھ جز سے زیادہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت وکثرت مصارف طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی تجاوز معلوم ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالا لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لا اقل بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آیین وتحقیقات حق آگین کے مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلومین شوق پیدا ہو اور جوش مین آکر اصل کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید اجل موعود آجاے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجاے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ نادر الوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین کی زبانین بند نہون ازین قبیل و چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست کنز مکتوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعاے خیر سے فراموش نکرین

تمہید مفید در اثبات حقوق اہلبیت عظام

تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لا اقل توحید ورسالت ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول اونپر واجب وفرض ہے کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تہا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تہا مل چکا ؏ حریفان بادہا خوردند و رفتند بلکہ لا اقل اتنا ہی لحاظ کرین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی کا اخفا کر دیا جاے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسیقدر چاہتا ہون کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کرین نہ میری یہہ فرمائش ہے کہ جیسے خلفا ؏۱ و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینیات و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاے اور اسکی بھی امید نہین کرسکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے و ابو المطرف فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نشد کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابوبکر باشی ترا در روز سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ درین نوع قضیہ نام دختر ابوبکر بردہ بود ؏۲ یہ آرزو بھی نہین کرسکتا کہ اپنے خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدردانی کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکی طرف [illegible] بلکہ مین فقط اسیقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

ع۱ یقیناً ان امور کا بیان مابعد اسکے ہوگا ۱۲ منہ

ص ۵۶ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ

ع۲ تفصیل اسکی مابعد ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

علیہا السلام کے بارے میں صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہوکر
انصافانہ تحقیق کریں کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھ ہوا یا نہیں ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دہرمی کو دخل نہ دیں پھر دیکھیں کہ عقلا و نقلا کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہے یا نہیں کیونکہ مقصود راقم یہاں صرف تحقیق امر واقعی ہے نہ اظہار مناقب
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہوں کہ بالفرض گر اہلبیتؑ کو مستحق خلافت نہیں جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکے بارے میں نہیں مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
اب تو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہے پھر کیوں
کردار آبائی کے نباہ کے لئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دیں اور ترک مودت
ذوالقربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رائگان کریں بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہے اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلا و نقلا بعد رسول سب سے اعلی اور سب پر مقدم ہے ناحق بغرض اعلاء مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائیں کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہے
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب خواہی نخواہی تہمت لگائی
جائیں اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرمائیں نہ عقل و نقل سے کام لیں نہ تحقیق امر واقعے
فرمائیں یہ بڑی نافہمی ہے اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عاجزی
مذہب شیعہ جانتے ہیں جس سے بڑھکر کوئی غلط فہمی نہ ہوگی کیونکہ اولا توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر یکسان فرض ہے سنی ہو خواہ شیعہ ثانیا
درصورت تخصیص شیعہ انکی بھی اہلبیت طاہرین کے ساتھ اس مسئلہ میں کوئی الزام نہیں ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوئی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہل حق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدی
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدۃ نساء العالمین نے اپنی اولاد کی تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی و معتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ ص ۱۵۹ مین ہے زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان ما کہ انکار تزویج
عمر با ام کلثوم میکنند ولیکن عجبی نیست از ایشان چراکہ اینجماعت با علما اختلاط
نکردہ اند و معہذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشان را
مقلد خود ساختہ در خاطر شان درآوردہ اندکہ حکایت این تزویج دروغ است
بلکہ خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین ص ۹۵۹ مین فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت و افادات شان کہ عقل و نقل از امور مسلمات
و قرآن و حدیث تاسیس آن میکنند ہرگز گوش نمیکنند جا نمیدہند و نقد دین و ایمان
خود را بروایات چندے از ابالسہ دجاجلہ کہ نقیض این احادیث است
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ مبین ہونا انکا اس کلام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین بخوبی مذکور ہے پس اس سے بخوبی ثابت ہے

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول بہی بالمرہ منکر ہین اور روایات اہلبیت طاہرین مین نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مخواہ مولویصاحب اون رواۃ کو ابلیس فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول اور روایات اہلبیت رسول صلعم کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعے کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاءاللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے کیجائے گی لیکن یہان سے لغو بیانی اون علمای اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین پھر کیف بلالحاظ دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول اور اکابر اہلحق کا انکار کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بہی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین اور انکار کے لئے حاجت دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علی المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ مانع ہین مانع کے بارہ مین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین مع ذالک شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین بر عاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال شخص بفرزندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد بر دیگری گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بہی اقرار کرتے ہین پس بقول شاہصاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر سے تھے

ط ان شاء اللہ المستعان
عنقریب معلوم ہوگا کہ ابلیس و دجال
کذاب و وضاع و مفتری کس
کی ہے فانتظروا
وانا معکم من المنتظرین ۱۲

ف انکار علمای شیعہ دلیل بطلان واقعہ ہے

در بدانست اہلسنت محب شیخین سے تھے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات

اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس انکار اہلبیت ظاہر ہے بدلیل قطعی

بطلان واقعہ مذکورہ سے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل

رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ

مین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے

یہی عذر پیش کیا کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک مین

بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاف

ستم بر جان انصاف ست انتہی ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی

لکھنوی اپنی سعی مشکور مین کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے

مذہب سے واقف ہوتے ہین دوسرے مذہب سے واقفیت نہین رکھتے پس مالکیہ

کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ

یا ابن عبد الہادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی

حیدر علی فرماتے ہین وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب

فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق ازان انکار می نمایند چنانکہ دانستی عنقریب

خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب افادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب

اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے

مذہبی امور مین بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے

انکار کی نسبت کرنا ستم بر جان انصاف اور غرائب افادات سے ہے گو وہ امور

اعاظم علما کے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہون پس یہی تقریر شیعونکی

[illegible]

طرفسے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار شیعہ کے کیونکر نہ مقبول ہو گی جنکے ناقل ہی خود یہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود اسکے بھی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ علامہ تفتازانی وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے تو اس اقرار بمتابعت و ولاے شیعہ کے ساتھہ چارو ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذاہب کا دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کی کہ جو تمسک کرتے ہین اوس چیز جو مروی ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہین شیعون کے عصمت کو انہین ائمہ کی فرماتے ہین ہر چند اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین کہ اون ائمہ ع کو مجددین (یعنی نیا دین بنانے والے جانتے ہین) اور اونکو ناقلین دین (یعنے ختم المرسلین ص کا ناقل نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب ص سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اونکی

ص ۲۰
حل المعاقد فی شرح العقاید
مطبوعہ مطبع علوی سنہ ۱۲

ف
حقیت مذہب شیعہ کا اقرار
مولوی عبدالحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب تزلزل ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل اور
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہرکیف
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبدالحے
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اللہ صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین ع
سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین مانتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی ع
و ذریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن
قایل میبودند ولیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہوتی ہے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ و ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ
جائیکہ خود روایات اہلسنت سے بھی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثبوت حقیت مذہب شیعہ

صفحہ ۲۰۲ [illegible]
قرۃ العینین

جملہ روایات عقد اونہین کے قواعد واصول کے مطابق موضوع وغلط قرار
پاتی ہین جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے باقی رہی دوسری
صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو پس بنابر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
فسادات والزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنابر اونکے اصول کے در صورت
تسلیم وقوع عقد بھی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیر
مین اتحاد واتفاق اسدرجہ تہا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعوی شیعہ دربارہ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر ونفاق انکے
غلط ہوا اور بظاہر انہین اغراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اب ان دونون امرونکو دیکھنا چاہئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنابر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکہا
بڑی بسط سے لکہ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچہہ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون امر اول
یعنی اسکا دلیل اتحاد وموافقت وعدم عداوت ہونا اوسیوقت راست
ہوسکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی
وموافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کسیطرح نکاح ہو جبرًا یا قہرًا صرف نکاح سے اتحاد واتفاق ثابت ہوجاتا ہے

بلکہ خود اہلسنت بھی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخدا صلعم کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئین عموماً
انکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد و نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر انکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابوالعاص شوہر حضرت زینب جنکے بارہ مین منتقص جناب
سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث خیر بناتی زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہی روایت کرتے ہین پس جب ایسی
مناکحت و مواصلت مین جو بلا جبر و اکراہ تھا باینہمہ قرابت قریبہ فریقین قائم
اتحاد و اتفاق ہین مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیۃ الصحابۃ کلہم عدول یہ کلیہ بنایا کہ داماد نبی بہشتی و مکرم کسیکہ
عاقبت او محمود است کما فی ازالۃ الخفا باینہمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتے ہین
اونہین کافر بھی کہتے ہین) تو پھر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبراً ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلاً
للذین کفروا امرأۃ نوح و امرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئاً و قیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأۃ فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین

[illegible]

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہو گئی زن نوح اور زن لوط کی کہ ہمارے دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دونون نے خیانت کی پس پیغمبرونکے نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جسنے یہ دعا کی کہ الٰہی گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجکو فرعون سے اور اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دونو انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیون مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا انہین حضرت لوط نے اون کفار کو جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے لیئے اگر ہو کرنیوالے یعنی ان سے نکاح کر لیں کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت پھوپھی حضرت موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا نہ اتفاق جیسا کہ دونون صورتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا ثبوت ہوگا خصوصاً درصورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہے کہ یہ نکاح اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف سے

اما ام کلثوم فخطبها عمر
بن الخطاب فی خلافته
فامتنع علی من تزویجها
وقال انها صغیرة و انا اعدها
لابن اخی جعفر
فشق ذلک علی عمر فقال
العباس زوجها منه ففعل
یعنی بعینه کلام مزوجه
ایا ما ۱۲ تذکرة خواص الامه
سبط ابن جوزی باب ۱۱

نہایت مجبوری کے ساتھہ کئی عذر کئے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی لیکن با اینہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
و اتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی اوس خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوئی خاندان شریف دنیا مین ہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول اپنے حقیقی چچا کی بیٹی سے پہلے سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر ہو
اور اوس خاندان مین یہہ رسم بھی نہایت مضبوطی کے ساتھہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از جد تا
پدر و از عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغیر السن
بھی ہو کہ کسیطرح قابل شادی ہو کیونکہ ابھی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے با اینہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکھہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو لیکن ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہے
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کئے ہون اور
اور ساٹھہ پینسٹھہ برس کا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا ہمسر ہو
اور نہایت ذلیل اور رذیل خاندان سے ہو اور ایسا بدخلق و بدخو ہو کہ اوسکو
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو اوسکے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے مان باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بھی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و وزرا و ارکین دولت حتی

[illegible]
از حضرت [illegible] الثقلین
[illegible]
مدارج النبوة [illegible]
[illegible]
ازالۃ الخفا [illegible]
[illegible]
ازالۃ الغین ۳۲۳ [illegible]
[illegible]

[illegible] ام کلثوم بنت ابوبکر [illegible] ابن اثیر جزری [illegible]

حتی کہ رعایا بھی معترض ہون ہین باانیہمہ اگر بفرض محال خلاف عقل ونقل
نکاح ہو جائے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت ومناکحت کسیطرح
دلیل اتحاد واتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دان کل امرون کا
ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین
بشرح تمام مذکور ہے بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد واتفاق
کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر یعنی بغض وعداوت خلیفہ دوم جناب امیر
علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ وبراہین یقینیہ سے ثابت ہی کہ اگر اسکی
خلاف کا کوی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین
جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہی باطل ہوتے ہین حتے کہ
خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے
نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیرؑ کے اولے و احق ہونیکا بخلافت
اور اپنے ظلم وستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام
مین محاضرات امام راغب اصفہانی وموفقیات زبیر بن بکار ونظم درر السمطین
محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہی مآل اگر اہلسنت کوی ایسی روایت
وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باخوبی
وصل وپیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت جائز رکھی
تو البتہ کسیطرح اتحاد واتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت
خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے
بایں اصرار واجبار بیاہی جائے کوی عاقل دلیل اتحاد واتفاق

[illegible] صہ ۹۲۴

صہ ۱۵۲ [illegible] قلمی جلد اول
میزان الاعتدال علامہ ذہبی
ذکر زید بن وہب

استقصاء الافحام
جلد اول صفحہ ۶۱۹
نفایت صہ ۹۲۶

نہین کہہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے
صاف صاف فاش غلطی دیدی کہ ازالۃ الخفا ص مین فرماتے ہین گویہ صحابہ جو اقران
و صہران خلیفہ سوم تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم
ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر
خالی نبودند و بسیاری از احادیث خواہی گذشت بر انچہ دلالت میکند
بر انقباض خواطر و عدم اہتمام بنصرت انتہی مختصراً پس باوصفیکہ اس انقباض خاطر کے
مقر ہین معہذلک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز
بلکہ سفاہت آمیز باقی رہا **امر دوم** یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف
اس مناکحت سے پس یہ امر بھی امر اول مین ثابت ہو چکا کہ صرف مناکحت
یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہو سکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کافر کو کافر
نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا
نہ معلوم کتنی نسبتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری
دختر نیک اختر جناب سیدۃ نساء العالمین صلوات اللہ و سلامہ علیہا سے فرماتین
کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر
کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کر سکتا ہے بوجہ کمال شہرت ان امور کے
ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزاروں دلیلین کتب کلامیہ میں موجود ہین
بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کیے جاتے ہین جنکی رد نہایت
آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت بھی نہین کرنی پڑتی یہی باعث ہوا
کہ بعض علمائے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

ص ۲۴۷
ازالۃ الخفا
مقصد ۲

ف
امر دوم مناکحت
ثبوت انکار

ع
[illegible]
[illegible]
صلاح و تقوی [illegible]
[illegible] ص ۶۰

اور بطور فرض محال تسلیم کرکے اون نتائج کو باطل کردیا کہ اب علماے
اہلسنت انہین اقوال وروایات کو جو بطور فرض وتسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق
وواقعیت ہمارے سامنے پیش کرکے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین
حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو
قبول کرکے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوئی اوس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا
خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان وزمین مین متعدد
خدا ہوتے تو دونون فاسد ہوجاتے پس تعدد الہٰ کو قبول کرکے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسیطرح علماے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت ونفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کرسکین تو اہلسنت
بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کرسکتے ہین ودونہ خرط القتاد
دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارہ مین کہ جب رسول خدا نے
قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفاے ثلثہ وغیرہ کو
نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا
تحفہ مین فرماتے ہین ازانجملہ ہرگز در کتب اہلسنت والجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلیخان صاحب مرحوم نے جواب اسکے تشئید المطاعن مین فرمایا کہ یہ حدیث
ملل ونحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی بھی موجود ہے اور ابوبکر
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

ف وجوہ جواب تسلیمی

ف جواب تسلیمی کا غیر مفید ہونا امر تحقیقی مین

ص ۶۹ تشئید المطاعن

[illegible]

ص ۳۲۷
ازالۃ الغین

ص ۳۲۸
ازالۃ الغین مطبوعہ ثمر ہندی

۹۱

اصل مطلب
سوالفاسی
[illegible]

ص ۸۳
تشیید المبانی

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ مولوی
حیدر علے نے ازالۃ الغین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ
اصل کلام (وملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح
بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ نمودہ کو یون لکھا و در رسالہ عقاید
ملا یعقوب بنبانی بر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف
کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام
در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے
معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اس جواب کا تحقیقی ہونا
نہین لازم آتا پس علماے اہلحق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ
ثابت ہو سکتا ہے اور ازانجا کہ مولویصاحب نے اس معرکہ مین جہان
اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن
موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی وچھاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ
نصر اللہ کابلی ونصیر الدین فرزند خواجہ کابلی وشاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو
متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان انہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہو نے
بعد انکار بطور فرض وتسلیم جواب دیا پس منجملہ انکے ہین علامہ دہلوی صاحب
تحفہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت ومحفوظ بودن ان
انجہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اسکے
بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشیید المبانی فرماتے ہین وانتساب تزویج حضرت
ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ ہر گاہ بر تقدیر تسلیم زاید بر تزویج حضرت

اقوال علمای متاخرین منکرین

رسالت پناہ با کفا نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنھون نے بعد انکار
واقعی بر سبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابق انکار علماے امامیہ
اصل واقعہ سے خود باقرار ابن حجر و نورالدین محدث حلبی ثابت کر چکا ہون اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہل حق سے ہین بعد اسکے ذکر
ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین
ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے ساتھ
تصریح بالانکار والتسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے
اوسکی نہین لازم آتی جیسا کہ مولوی صاحب نے بھی تصریح کی ہے منتہی الکلام مین
روایت احراق خانہ جناب سیدہ کے بارے مین لکھتے ہین انیہمہ کہ شنیدی
مبنی بر آن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد وھو فی حیز المنع
واز جرح و توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق جو کیسی قطعی و یقینی ہین کہ حالت اونکی تشئید المطاعن مین قابل
ملاحظہ ہے مولوی صاحب کی نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان
کرنے سے صحت و اعتبار واقعی قضیۂ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیغمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ
تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالاے منبر جا کر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول مین تھی جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین
اور جو مرتکب اونکا ہو گا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسرے متعۃ الحج

ص ۱۸ منتہی الکلام

صہ ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علی خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح
تجرید علامہ قوشجی موجودست باین طریق کہ محقق طوسی جائیکہ در مطاعن
حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمودہ فانہ صعد المنبر
وقال الخ وازین کلام علامہ قوشجی لازم می آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا
درکتب اہلسنت بطریقی مرویست کہ احتجاج بآن برا ہلسنت بوقوع نسخ
متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا ورسول صحیح باشد کما لا یخفی جس سے
معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے
بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل
رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول
ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علماے اہلحق کا قول جو
بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا
یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے
کیونکر معرض استدلال واحتجاج مین لایا جا سکتا ہے اس سے بھی زیادہ
اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی ومسند احمد بن
حنبل وعلامہ زمخشری وقاضی بیضاوی وصاحب مدارک وامام زاہدی
وعلامہ سیوطی وثعلبی وحاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن
دربارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے فرماتے ہین کہ این اقوال
مرجوح وشاذ وقول اقل بمقابلہ اکثر اند واقوالیکہ چنین باشند باعتراف
علماے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت التجاہ اعتراض

صہ ۱۴ ورق قلمی شوکت عمریہ

بآن بر صاحب مذہب نظارند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ و تابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی موید ات سے موجود چنانچہ ضربت حیدریہ مین مختصراً منقول ہے باوصف
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال و احتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علمائے شیعہ
جو محض بطور فرض و تسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید المبانی نے معارج النبوۃ سیر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہؑ کو جناب امیرؑ سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسنؑ
حسینؑ زینبؑ و ام کلثومؑ رقیہؑ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی فی الحقیقت
معلوم نہین ہوئی مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد و مضاد
تحقیقات ثقات و معتمدین گردد چگونہ مورد اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر اعاظم کردہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے **تنبیہ**
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی و شیطنت و تزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم و قائلین
ان لہ شیطانا ذریت مقالۃ عجیبہ سے انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے یقین کو

نقطہ و [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] ان روایات [illegible]
مقدمہ ۵ [illegible] ۱۲
انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] شیطان [illegible]
[illegible] عائشہ [illegible] شیطان [illegible]
[illegible] ۹۲ [illegible] معارج النبوۃ ج ۲
دربارہ عائشہ و حفصہ حضرت فرمود
[illegible] ان کیکن
این صواحب یوسف [illegible]
[illegible] معارج النبوۃ ج ۲
صحیح مسلم [illegible] ابن عمر قال
خرج رسول اللہ صلعم من بیت عائشہ
فقال راس الکفر من ههنا من حیث
یطلع قرن الشیطان ۱۲
تصدیق [illegible] عن ج ۱ ص ۱۱۱
ذوالفقار حیدریہ ج ۳ [illegible]
صحیح بخاری مطبوعہ [illegible]
ہدیہ حیدریہ جلد اول
ازالۃ الغین [illegible]

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بداہت انکی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے اور کیسطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ ہمہ تن ہمت ان لوگون کے اسمین مصروف ہے کہ کسیطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت و ولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھہ ثابت کرین یہانتک کہ اسکے واسطے کتاب
المواقفہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انکا
بخوبی کارگر ہو گیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات
و مخالفت واقعات غلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کردیتے ہین مگر اس بابمین کسیطرح عقل رزین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
کچہ شدنی نہین جبتک ایمان و صلاح و سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم البشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنہ کے بدولت ابوہریرہ کو مار کر گرا دیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی حکم سنایا چاہتا تھا اور انحضرت صم کی نعلین مبارک اپنی تصدیق کیلئے
رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرت صم کہ ہر سبب و نسب و دامادی
بروز قیامت منقطع ہوگی الا میری دامادی و سبب و نسب بطور عام ہے تو اس سے نجات

دخول جنت کفار و مشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسرے تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح دامادی رسولؐ خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ و عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہئیے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت و حصول ایمان کے قریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہونے بسر و چشم قبول کرلیا اور فسادات و تنازعات
پیدا ہوسکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سب سے زیادہ اسباب
مکر و تزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت و بغض و حسد و ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسناد مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرسکتے ہین
لہذا ان واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہین مضامین
ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور روبروے اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہے ثانیاً چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفاقات نکرین وہ مسلم ہو جانے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا
آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صاحبو وقوع عقد کو مانتے ہین اور پہر بہی خلیفہ کو
مومن نہین جانتے اور اونکے کفر و نفاق کے قایل ہین بہلا اگر خلیفہ دوم
مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیر ام کلثوم کا نکاح
انکے ساتہ کسی حالت مین نہونے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات
بینات سے ظاہر ہے بہرکیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال
بچہایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ انکے فریب مین
آجائین اور ظلم و تشدد خلیفہ دوم انہین روایتون سے ثابت کرینگین
اور دعوی قرابت کے غیر مفید ہونگین اونہین اصل روایت مین چون و چرا نہو
مسلم ہو جائے ازینجاست زیادہ چہیڑ چہاڑ اسکی نہ کی موقع پر چہیڑ کر خاموش
ہو گئے کہ جب پورے طور سے علماے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی جڑ
نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر مطاعن خلفا مین گفتگو کرتے ہین
اہلسنت ہی کی مستند کتابون سے اوسی بناء پر اس مادہ مین بہی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے
اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم
ہو جائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ وصایاے محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی وضاع
سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب
انہین موضوعات پر از نغمۃ علے الطنبور کے مطابق بفحواے ہر کہ آمد
عمارتے نو ساخت مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بفحواے
لن یجعل اللہ للکافرین علے المومنین سبیلا یہ تدبیر و تزویر اونکے ابلق پر کچھ موثر نہوئی

ف
[illegible]
یعنی علامہ مجلسی [illegible]
[illegible]
(ن ۳۰)

انہون نے اوسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علمائے اہلسنت
کی زبانی سے ثابت کی اور مابعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گاہے بطور تسلیم و فرض محال ان مقاصد کو باطل کیا ہے جنکے لیے
یہ موضوعات بنائے گئے از انجا کہ تحقیق کامل اسکے حصہ مین اس قاصر کو پڑے
وکم ترک الاول للآخر ہے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر بنایا
انی وانکنت الاخیر زمانہ   لآت بمالم تستطعہ الاوائل اسلیے کہ مشتی از خروار اندکے
زبسیارے بھی عجالہ میری تصدیق کرتا ہی چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین ثبوت واقع مین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پھونک دیا کہ علمائے شیعہ کو تو اس نکاح سے اقرار ہے لہذا کچھ فہمائش اونکی
اونہین کے مذاق مین ضرور ہے افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ۲ صفحہ
جہان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی اسکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھیے پروردگار عالم کب اوسکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللہم عجل
بحق محمد و آلہ الامجاد بس وہی تھا مطلب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہے اگر اور مرید لوگ
اونکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیئے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نوابصاحب پس اونکے لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کیا ہے

ص ۱۴۵
تفسیر سید احمد مطبوعہ
علیگڈھ

ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے مثلا ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع ہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے نکلجانے پر بھی یہہ امر واقع نہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ درحقیقت کبھی آفتاب مغرب سے نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس دلیل نقلی مین اس باتکا علم بھی کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضروریات مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہو سکتی قرآن مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہے مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی ہین جنکا دراصل کچھہ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوے تھے دراصل وہ نہ تھی وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وہی سمجھے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت برخلاف اوسکے تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلیے اوسکو اوسیطرح بیان کیا۔ جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتے تھے اور کبھی اسی کو بطور حجت الزامی کلام مقصود کی بنا قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس کلام مقصود کے سوا جسقدر کلام ہے وہ سب

طوالفی کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بمناسبت کے علاوہ بعضے از
چیزہا راکہ نہ مقصود بالذات می آرند برائے مزید فواید جس سے معلوم ہوا کہ
کلام غیر مقصود سے استدلال درست نہین ہے بہرکیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ مین انکی تقریرونکا جواب لکھ چکا ہون لہذا
بیان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب الزامی کے
باقی ہے اوسکو لکھکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے
ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے بھی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تھا پس فعل آنحضرت صلعم قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم لیس گو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشار بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہرکیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کر لو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

بحث نکاح بعد از نزول آیۂ تحریم
متعلق جواب الزامی

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہے اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط علیہ السلام
کہ بشرط قبول اسلام عقد کر لو جس سے معلوم ہوا کہ عموما
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تیسرے
ہمنے مانلیا عموما نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تھا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو با وصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابۃ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسول خدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تھے پس جب رسول مقبول کا انہیں قوت و شوکت
کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت زینب بھی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ سے
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
اسیطرح انحضرت صلعم تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بمدارج زاید مجبوری کے عالم مین بفرض محال بھی نکاح کردیا

[illegible]
۱۹ ربیع [illegible]
[illegible]

جواز اس حکم کا انکحوا المشرکین مین بھی داخل نہین ہے اور جواز مین وسکے
[illegible] شادی درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکا [illegible] بھی نہین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہو سکتا ہے
[illegible] باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے [illegible]
[illegible] اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیسا کہ
فعل رسول مین انکی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی [illegible]
[illegible] ناچاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود مشاہدہ
ہوا [illegible] ہے چہ جائے ایام حکمرانی افظا اغلظ حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود قرآن سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اور [illegible]
بھی استیلا و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین [illegible] اواوی
الی رکن شدید کہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کر پیوا ہے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی کہتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیاء [illegible] یہ امر صادر ہونا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اول [illegible] قرآن حضرت لوط کو فرزندیت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہ بھی نہ خیال
کیا کہ انچہ برخود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیاے کرام

۵۱ چنانچہ فضل بن روزبہان [illegible]
ابطال الباطل مین [illegible]
کہ [illegible]
خلافت [illegible]
اسکے جواب [illegible]
بعدان تا ولایت [illegible]
فتنہ از خلافت انصار [illegible] رجال
فرماتے ہین [illegible]
الصدر [illegible]
کما نقل سے فی تشیید المطاعن ص ۱۳۱
۵۲ حضرت جبرئیل [illegible] بشارت دی
حضرت لوط کو کہ قوم تمہاری تمکو [illegible]
دروازہ کھولدو [illegible] دروازہ کھولدیا اور وہ
[illegible] حضرت جبرئیل [illegible]
[illegible] ص ۱۲۵

کیونکر کرسکتے ہین جنکے بعثت بالخصوص بتعلیم مکارم اخلاق کے لیئے ہوئی اور اونکی بدولت ایذاے امت لئام سہنا شب و روز جفاے کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس غرض دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے بچاو کے لیئے از راہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر وفسق وخباثت وعدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تہین نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہر کیف یہہ جواب اجمالی بطور فرض وتسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط وبے بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ درصورت تسلیم وقوع عقد بنا بر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت نہین کیونکہ اونپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پروارد ہوتی ہین دوسری وہ جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علحدہ علحدہ بیان کرتا ہون قسم اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم وصحابہ پر عاید ہوتی ہین پس کئی ہین پہلی یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہے اہلسنت اسکے قائل ہون کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذا و حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

ف
لزوم فسادات در صورت
تسلیم عقد بنا بر اہلسنت

مختصر عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری) جب عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے انکار کیا اور کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتونپر شدت کرتا ہی مگر بی بی عایشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ور سے ملتجی ہوئین کہ کوئی ایسی تدبیر نکالو جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا بعد اسکے جاکر عمر سے کہا ہمنے تمہارے ایک ایسی خبر سنی کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون عمر نے متحیر ہو کر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہو کر کہا پھر اسمین مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین ہے مگر بات یہ ہی کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بکمال رفق و لینت عایشہ کی صحبت مین پلی ہے اور شدت و خشونت تمہاری سد رجہ ہی کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور تمہارے کسی خلق کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی اوسکے باپ ناحق بر ابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آئے بلکہ یہانتک پریشان ہوئے کہ عمرو عاص سے کہا پھر عایشہ سے کیا کہا جائے کہ مین اون سے کہہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کر لونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت جناب سیدہ علیہا السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی و حقارت رسول بہی ضرور لازم ہوئی بلکہ صورت اولی سے کہین زیادہ حق تلفی و ایذاے رسول مین مبتلا ہوئے کیونکہ ایک تو تفاوت سن کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ

ام بنت [illegible] عائشة [illegible] كلثوم لا حاجة لي [illegible] ابن ابي [illegible]

قال لا واحدة ولكنها حدثة نشأت تحت كنف ام المؤمنين في لين ورفق وفيك غلظة ونحن نهابك وما نقدر ان نردك عن خلق من اخلاقك فكيف بها ان خالفتك في شيء فسطوت بها كنت قد خلفت ابا بكر في ولده بغير ما يحق عليك قال فكيف بعائشة وقد كلمتها قال انا لك بها وادلك على خير منها ام كلثوم بنت علي بن ابي طالب تعلق منها بسبب من رسول الله وخطب ام ابان بنت عتبة بن ربيعة فكرهته وقالت يغلق بابه ويمنع خيره ويدخل عابسا ويخرج عابسا انتهى

کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری مطبوعہ مصر

اس کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب برافروختہ ہو کر [illegible] [illegible]

جسکو صحبت ناجنس عذابیست الیم کہتے ہین وہ سسرے یہ عمر وہی ہین کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدۃ النساء العالمین پر کیا کیا ظلم وستم کیئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخدا ص کی وقت وفات سے اوس وقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور آگ لکڑی لیجانے گھر جلانے کے لئے لا اقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقینا جانتی تہین کہ جناب سیدہ شیخین سے ناراض تشریف لیگئین اور اسیوجہ سے جنازہ پر اون معصومہ کے نہ آنے پائی تکبیرے کمسنی ایسی جس سے صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصًا اوس کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ مارنیوالی روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بدمذہبی بدخو بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہر طور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لا اقل جسطرح کی وہمی حق تلفی عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بمدارج بڑھکر یہان یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی وایذاے رسول وبضعۃ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیرؑ اور حسنینؑ اور سائر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق رسول و اہلبیت کا بالکل لحاظ نہ کرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو اہلسنت ہی خوب جانتے ہین اگر اقرار بوقوع عقد کیا جائے تو اوسکے ساتھ اسکا بھی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابو بکر کے حقوق کا تلفی
لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق تلفی ابو بکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق
رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے
شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح
بخاری مین ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کبھی کوئی مومن نہین ہو سکتا جبتک
ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور
اہلبیت طاہرین کے بارہمین جو کچھ وصیت فرماگئے محتاج شرح نہین
ہے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد
وایذا عام است سوا کان او را کشد فرزند و بد گوید بحدیکہ اگر از مجلس برخیزد
و جامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند یا غلام
و متعلق او را آزار دہد آزار بود و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذاے
اہلبیت ایذاے رسول است بتصریح نص و ہو الحدیث الاول فی الکتاب
و شرف النبوۃ رواہ علی حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی و اذانی فی عترتی ثم قال
و در ایذاے علویہ ایذاے رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث
کثیر است بسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء
دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر
اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کر سکتے ہین کہ ابو بکر کے حقوق
کے برابر بھی حقوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ
رخصت ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

ص ۵ صحیح بخاری

ص ۳ [illegible] مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے استدعاے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
جناب امیرؑ ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ
مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
یہ ہے کہ یہی کل الزام عمرو عاص پر بہی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق
تلفی ابوبکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابوبکر سے عقد کرنے کو روکا اور
ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمرو
عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآبؐ اللھم صل علی عمرو بن العاص
سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرتؐ نے معاذ اللہ اسے
تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمرو عاص ایمان لایا (کما فی اسماء الرجال ص ۱۲۱
للشیخ عبد الحق) ازینجاست کہ یہہ شخص تیسرا سرحد دار اہلسنت والجماعت ہے
جیسا کہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور
اوسکے ساتھہ مزید عداوت با جناب امیرؑ اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین
کیونکہ جب جناب امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر
لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
ساتھہ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہؓ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو ج ۱ ازالۃ الخفین ص ۹۲۵
رفع عداوت صحابہ و خلفا مین با جناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش
ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور
عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہون نے احکام خدا و رسول کو باطل کردیا کیونکہ
بخوبی انکے یہان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہوسکتا ص ۱۲۰ صواعق محرقہ

پس انہوں نے ابطال احکام خدا و رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے
نزدیک ضروری تھا حتی کہ مہاجر سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ
انہین خیالات سے اہلسنت قایل ہوے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے پانچوین
خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقریبی نسبت
بفرزند جعفر پیش کیا اور پہر بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اور
حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر
مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پہر دوسرا خواستکاری
نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جاوے اور تشدد عمل مین لایا
جاوے چھٹین خرابی یہ ہے کہ جناب امیر ؑ نے چند عذر کیے
ایک کمسنی دوسرے تقریبی نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
چوتھے اذن لینا امرا سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسقدر
جبر و اصرار کیا کہ جناب امیر ؑ نے گاہے عقیل ؓ گاہے حسنین علیہم السلام
سے مشورہ کیا سب مانع ہوے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
کسیطرح جناب امیر ؑ اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد جبر نے
ایسا مجبور کیا کہ خورد و بزرگ سے مشورہ لیا ساتوین خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے اپنے اعزا و اقارب سے مشورہ لیا اونکی بہی نہی ہوئی تو خلیفہ

ص ۱۱۰ ازالۃ الخفا

[illegible]

ص ۱۳ صحیح بخاری جلد ۲

[illegible]

۱ پہر قابل خیال امر ہے

۲ نشان ستائش

۳ سوا عقیل [illegible]

[illegible]

دوم نے جبر مین تشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت
عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب
نکاح کردینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے
یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید اسپر بہی حضرت راضی نہ ہوئے تو حضرت
عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کر دیا پس اس سے سراسر ظلم و تشدد
خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج انکا اسلام و ایمان سے کیونکہ یہ کہنا
حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف
دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دہمکی دیگئی نہایت
درجہ کی تخویف و تہدید عمل مین آئے حالانکہ عموم ناس کے لیئے
بھی ایسی دہمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ
سابقا کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور انہین کے مناقب
السادات کے باب دہم مین ہے و نیز روے ترش کردن آزارست
زیرا کہ چون عباس بر انصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفیٰ
را غضب شد و گفت نباشد ایمان کسے را کہ عم مرا آزار دہد تا بحدیکہ
سیر کہ پیالہ خوردہ در مجلس می آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند
آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ
سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف و تحذیر عامہ مسلمان سے
ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس وقوع عقد سے کفر و ظلم خلیفہ
دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و اتفاق جسکے اثبات کے لئے وہ روایات

صفحہ ۳۶ ورق قلمی
مناقب السادات
باب دہم

بنائی گئی تواب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا اور رسول کے ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان حاصل ہوا **آٹھوین** خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیر کی تکذیب کی اور حضرت کے عذرونکو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے تھے کما فی ازالۃ الغین حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے بیان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارہ مین اور اوسکے مصالح مین زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے بارہ مین اس کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے سراسر عجب ہے **نوین** خرابی یہ ہے اللہم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ تو بیان کرتے ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہے کہ جب جناب امیرؑ نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو بھیجا تو عمر نے بازو تھانبا چادر کھینچی بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا تو خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

کہ اس سے [illegible] جات
مولوی سید حیدر علی [illegible]
ہیں ان [illegible] طریق [illegible]
نا خلف معمول و [illegible]
کہ [illegible] ابطال [illegible]
فوائح و [illegible]
لازم [illegible] کذب
خواہ [illegible] خواہ
بجناب اہلبیت [illegible]
از قبیل [illegible]
و [illegible] خواہ از [illegible] ص ۱۹۳
امر و خلفا از [illegible]
[illegible] اہلبیت [illegible]
نقل [illegible]
جز [illegible]
الا عند الضرورۃ
فان الضرورات
[illegible] المحظورات
منہ

[illegible] جلد اول

مجھکو جلد گھر بھیجدے اور سپہ عمر سے حضرت نے بھیجدیا روایت شیعہ خود اوٹھکر
گھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی رواتون مین اہلسنت کے مذکور ہے
چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین
ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذو الفقار حیدری مین لکھا)
ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ
بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اونہین کے
ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی
کہ وہ ان روایات واہیہ کو بیچ تذکرہ خواص الامہ مین اپنے جد امجد
کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت
وهذا اقبح والله لو كانت امة الخ واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ لونڈیونکی نسبت
بھی خلیفہ دوم ایسا نکرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے
پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے
انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلا جرح و
قدح رواۃ صرف اسے خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین
اور کہتے ہین کہ صحیح اسقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف
لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا اور سپہ حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا
اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنے تمنے
ہمکو ایک برے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جسکو

[illegible]

ص ۴۰ وذكر جدي [illegible]

ان عليا بعثها الى عمر [illegible]

ساقها ولمسها بيده ص ۲۵ ازالة الغين

قلت وهذا اقبح والله

لو كانت امة لما فعل بها هذا ولانه باجماع

المسلمين لا يجوز لمس الاجنبية فكيف

ينسب الى عمر مثل هذا والذى

[illegible] قال العمرانى

روى لنا ان عليا بعثها الى عمر [illegible]

صغيرة فقال ابعث بها اليه [illegible]

[illegible]

[illegible] قال لها

[illegible]

فقالت لقد ارسلتنى

الى شيخ سوء [illegible]

[illegible]

نہایت درجہ سیان سمجھا ہے اوسکی کیا کیفیت ہے ایا کسی بھلے آدمی
سے یہہ افعال ہو سکتے ہین کیون صاحبو نظر بر نا محرم کسکے نزدیک جایز ہے
مولوی حیدر علی بھی باوصفیکہ مجادلہ و مکابرہ پر جیسے کمر ہمت چست
باندہے ہوے تہے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کہولنے مین
کچھ ایسے دست پاچہ ہوے کہ باوصف تاویلات بسیار آخر اسکے
قباحت و فسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہہ عبارت الحاقی ہے
یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعون پر اسکا الزام لگایا کہ
کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بمنقصت ازالۃ الغین ص ٩٣٥
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعون پر تہمت کی حالانکہ
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف ص ٩٣٦ ازالۃ الغین
مین یہ الفاظ فرماتے بلکہ انچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانی نے دربارہ مایہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
و بے کم و کاست بگوش صفا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
کم و کاست ہی پہر شیعون پر یہہ افترا کہ اونہون نے اس لفظ کو اضافہ کر دیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پہلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
و تقبیل یعنی بوسہ لینے کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوتی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیون سے مملو ہے
جسکی کچہہ اصلاح نہین ہو سکتی نہ کوی تاویل اوسمین چل سکتی ہے سوا اسکے

المحاق شیعہ کے قایل ہون جیسا کہ دربارۂ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادۂ جناب مجتہد صا
و مولوی حیدر علی صاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی ہی ترکیب نکالی ہی کہ بقول سبط
ابن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہو کر اوسکو خود غلط کر دیا اور اپنے ہی راویون پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولویصاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعون پر بھی ایک تہمت و ہر دی خیر این ہم بالاے علم دسوین خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیے
نہ اونہون نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کرا دو اوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تہی
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کے حوالہ کرتے ہین لیکن یہانسے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سے تھے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہو گا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہر حال ہمنی نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سے منتخب کر کے یہان لکھا تفصیل
ان کل امور کی حل کتاب ذوالفقار حیدر پر محول ہی باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتی ہین
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ ہر گاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) با اینہمہ فضیلت مظہرۂ اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیون فرمایا اسدرجہ عذرات

وفی الانسان ان سیدنا عمر [illegible] لما تزوج ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب [illegible] المہاجرین الاولین [illegible] فقالوا [illegible] یا امیر المومنین [illegible] انی جامع [illegible] کل سبب ونسب [illegible] اصحابہ [illegible] سیرۂ حلبیہ [illegible] ص ۳۴۲

خرابیان قسم دوم متعلق بجناب امیر
و اہلبیت اطہار علیہم السلام

کیون پیش کئے اور باینہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہی حضرت عباسؓ و عقیل سے جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور عقد کیون کردیا دوسری خرابی یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت عقیل جو انساب قریش و عرب سے نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سے مانع ہوی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے نزدیک کیونکر لائق ہوی اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا ؛ امام حسین علیہ السلام نے عمر[1] کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت[2] بر عدالت خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اس زمانہ[3] مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لائق کہ جناب امیرؑ اون سے استشارہ فرمادین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئے یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت لیگئی جسپر اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد کرونگی جسپر بی بی عایشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقیناً ام کلثوم بنت

---

[1] عن الحسن بن علی بن ابیطالب قال اتیت علی عمر بن الخطاب وہو علی المنبر فصعدت الیہ فقلت لہ انزل عن منبر ابی واذہب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذنی فاجلسنی معہ فجعلت اقلب حصا بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال من علمک فقلت واللہ ما علمنی احد مقصد ۲ ص ۸۰

ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۱۵۶

[2] ازالۃ الخفا مقصد ۲ [illegible] روایت کا کہ

[3] شاید [illegible] تحقیق [illegible] رسول [illegible] جناب [illegible] اعتبار نہین ۱۲ منہ

ابو بکر سے بری ہیں ملزم برخلاف عقل ہے چہ جائیکہ برعکس اذن
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے بنسبت
عمر بیان کیں ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیرؑ نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسنین علیہما السلام
نے عرض کیا او زنے از زنان ہست از جہت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند انگاہ علے غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر ما را طاقت ہجران تو نیست انچہ فرمائی بر آن
عمل نمایم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کئے کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسینؑ نے جو اپنی خواہر کو اختیارات
کو ظاہر کئے اوسپر جناب امیرؑ ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابو بکر تو باوصف
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عائشہ کو دھمکی دیں
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائیں کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد و زاری کا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا ہیں اور یون جبرًا عقد کر دیا جاے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیرؑ کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بہی
انکار کلی کیا ہر چند عذر کیے بعد اوسکے اپنے بزرگون سے مشورہ

۵ ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹

کیا بعد اسکے خردون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انھونؔنے بہنار ضامنہ
ظاہر کی اب کہانسے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کردینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہے
ایسی افتراؤنکا کیا جواب ہے ہائے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیرؑ نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیادتر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الغین مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسنؑ و امام حسینؑ
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیرؑ خواہی نہی
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار ترا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجود ست بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و خدا را حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست مناسب
آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا دارم فرمود کہ این از جہت حسنینؑ ست کہ تو چنین ارادہ
داری باز بغیظ تمام برخاست و فرمود قسم بکبریائے الٰہی کہ ہرگز بایکے
ازینہا کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار بمن دہی پس حسنین دامن ام کلثوم
گرفتند و الحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار مرتضوی راضی شد و حضرت

صہ ۹۲۸
ازالۃ الغین

نمود ومن ترا بعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید کہ عون نہ دتر
در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمدہ درخواست کرد اختیار بدست
مبارکش سپارد بارے ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون او را تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت او را بہ برادرش عبد اللہ نکاح کردند ام کلثوم
در خانہ او وفات یافت و عبد اللہ بن عمر بر او نماز گذارد و چار تکبیر گفت
و فرزندے از وے جز زید و رقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہی **قول** منصف مزاج لوگ برائے خدا ذرا غور کریں کہ یہہ اہلسنت
جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہیں معاذ اللہ ذریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد پڑی تھی کہ ایکدفعہ باین جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سو فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہیں کرتی تہیں وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اوتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیرؑ
و اہلبیت طاہرین کا اوتنا ہی طرفدار ہوا جتنا عمرو عاص نے عائشہ
اور ابو بکر کی طرفداری کی بھلا کوئی عاقل اسکو باور کرسکتا ہے کہ حضرت
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کو شرافت قرابت رسول حاصل
جناب امیرؑ خود ایسا جبر سہیں اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کریں بضعة الرسول
کو مجبور کریں کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کرلیں المنة واللہ ہرگز کوئی

ہوشمند اسکو قبول نہ کرے گا خیر اگر بیان کو سچ بات بنائے
بھی جانے تو بار دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سید پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس جبر شدید
کے ساتھ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ و پاس
اور خیال کفائت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کنبہ مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہہ جبر کیا تو کیا آپکو اتنی بھی عقل نہ تھے جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز رکھا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو ٹس مین جھوکنا اسیکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضائے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مخطوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا انکو عائشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
رد کا کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھے جسنے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکے مذمت کی

ص ۱
انا ناصر امیر المؤمنین
و امام الانجبین
اسد اللہ الغالب
علی بن ابیطالب
ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵
ص ۲ جیسا کہ
ازالۃ الخفا مین ہے
نادی منادی یوم
احد لا سیف الا
ذوالفقار ولا فتی
الا علی الکرار
ص ۲۵۵
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خلیفہ سے کچھ ہو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ اون امور کے جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلمہ مانع عقد تھے پھر جناب امیر عم نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت ابو بکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص کی معلوم ہوتی ہے جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیسا کہ شرح مشکوۃ مین ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابو جہم اور معاویہ نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابو جہم کے عقد سے بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیر عم نے کیونکر ایسے بدخو سے خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آلی تک پر بھی داد نہ تھی اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھہ لیا تھا اور صحابہ رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے تھے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح بخاری مین جناب رسالتمآب نے فرمایا او راوی ہشام بن مغیرہ بھی مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیر عم سے کر دین

صہ ۹۵
شرح مشکوۃ
ج ۳ بمبئی

صہ ۷ مقصد ۲
فارسل الی ابی بکر ان استخلاف لا
ما انت قائل لربک اذا سئلک عن عمر
ما ینبأ منک احد کرامۃ لیخیفہ عمر
ازالۃ الخفا عن البخاری ۲

صحیح بخاری
صہ ۹۷ ورق قلمی
صواعق محرقہ
صہ ۵۱
صحیح بخاری ج ۲
بمبئی

پس ہرگز مین اذن نہ دونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب
میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث
ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
کہ جناب رسالتمآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات
یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوئی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا
فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیر نے
باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ
اپنے پارہ جگر کو جو ودائع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین
دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سوط عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی
کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
خلیفہ سے تکرار کرتے تھی ہاے اس بضعہ رسولؐ ذریہ بتولؑ سے
عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیرؑ کو کیا ایسی عداوت تھی
کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر
کو آن چیز شدید انواع و اقسام کے مصائب و شدائد مین گرفتار کیا
کہ ایکطرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخوئی دوسری طرف سوت کا عذاب
تیسری طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صہ ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی نسبت آفات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آوے بلکہ اگر بھائیکو کچھہ ترس آوے بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہُون لا واللہ لا واللہ کوئی عاقل دیندار صاحب ولا اسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیرؑ بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ چہار و پنجسالہ خرد سال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی آنکھہ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین وہ لڑکی چلی آئی اور باپ سے شکایت کی کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین بر جبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی چنانچہ خود جناب رسالت مآبؐ نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسینؑ علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر ہمنا مشہورات سے ہے شعر الموت اولی من رکوب العار والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتی کہ خود فاضل رشید نے ایضاحؔ لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جسقدر غیرت

ص ۹۱
شرح مشکوۃ جلد ۲

ص ۱۳
ورق قلمی

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین شیعہ محبین دربعض حمیت
وغیرت فراوان کما قال مصنف النواقص فی الہاشمیۃ توجد اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم
مین سبسے زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسیکو غیرت نہو تو تعجب
خیز ہے ازینجاست کہ سبط ابن جوزی نے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط وبے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علے ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکھا ہے بہرکیف بنابر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے ازانجا کہ
جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین ع کی محبت وولا وحفظ وعصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگر زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات سے کے
بھی ملزم ہین جو بنابر اونکی روایات کے جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات سے کے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین چہ جائیکہ یہہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال اور ممتنع ہے پس جب بنابر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ وخلیفہ دوم و اہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان فسادات
ولزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگے انشاء اللہ تو ضرور ہی ہے کہ اہلسنت
صرف انھین تناقضون کی بدولت اصل روایات کو باطل و بے بنیاد

اختتام مقدمہ و تمہید اصل تحقیق و باعث آن

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہون کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتون مین عموماً اہلسنت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاؤ
اونکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین باتمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ازحد تعلق ہے گو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین مگر نہایت اختصار کے
ساتھ صرف تین طبقون کے انکارات اور حکمت عملیان انکی مذکور ہوتی ہین

حکم اول جلد اول و دویم ذوالفقار حیدر مین مفصل لکھ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات مین
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکا کافر قرار دینا کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل اون روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جنمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خبر اسکی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح وقدح رواۃ باطل کرنا ضرور ہے **حکم ثانی**
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمریہ صـ ۱۰۱ دربارہ اوس حدیث صحیح مسلم

صـ ۱۰۷
ذوالفقار حیدر۔
جلد اول

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خاین آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبریکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ بطلان ست بجہت وہم راوی
یا ماول ست و چون حکم بطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ رد اینحدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح اینحدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا تہے انتہی اقول یہان سے انحضرات اہلسنت
کے علماے کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہئے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہہ ترکیبین کی گئین جسکے ہزارون نسخے
مشتہر ہو چکے ہین تو واے بر حال دیگر کتب اور یہین سے ان امانات
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہئے جو شیعو نیز دربارہ تحریف الحاق مرعی

چار دن ہون منافق خالص ہے
جسمین ایک ہمو تو ایک درجہ کا منافق
ہے کاذب ہونا غادر ہونا
خائن ہونا فاجر ہونا اسیوجہ سے
فاضل رشید ... حدیث صحیح مسلم
مستلزم شناعت قطعیہ چہار یار ہے
لیکن شیخین کے کاذب غادر خائن
آثم ہونیکو ...
کیونکر کہسکتے ہین حالانکہ ...

وارد کرتے ہین پھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بلکہ صحیح مسلم جیسا اصح الکتب عند اہل السنۃ شاہ صاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیون اس حکم سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتونسے ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت ہو او سپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرینؑ اور بچانا اونکا تحقیر و توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے جیسا کہ ضربت حیدریہ و شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے باب مین اہلسنت کا یہہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرینؑ کے بارہ مین کیونکر اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب بعض الفاظ نکالڈالنے کی اسی روایت کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری کی حدیث ال ابی طالب لیسوا لی باولیاء مین بھی بخشیہ کا ذبا غادر لغا انتما والی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاریؒ سے لفظ ابیطالب کو نکالڈالا اور ان آل ابی لیسوا لی باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے کہ کسینے ابی فلان لکھا کسینے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

اصلیت اسکی یہ ہے کہ عمرو عاص کی صحیح بخاری مین روایت منقول ہے کہ اولاد ابو طالب میرے اولیا نہین ہین چونکہ عمرو عاص کی جناب امیر سے عداوت [illegible] اور جسکی عداوت [illegible] ہونا اوسکا ظاہر ہے [illegible] بخاری نے [illegible] روایت صحیح مین درج کیا [illegible] لفظ ال ابی کے بعد لفظ طالب کو نکالدیا [illegible] کہ عبارت مبہم ہو جاوے اور کسیکو [illegible] موقع نہ رہے [illegible] اس روایت موضوع [illegible] حدیث [illegible] کی نسبت مولانا [illegible] چنانچہ حاشیہ تحفہ پر قول نواب صاحب مرقوم ہے ۱۲ منہ

کسینی بیاض سے تعبیر کیا اور آل بی بیاض پڑہا کسینے آل بیاضہ پڑہا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال اسعیالب ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین ہے بذیل تفسیر آیہ نساء کو حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیھا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی تھا نکالا کسینے
کذا و کذا لکھا کسینے وہان سفیدی کاغذ چھوڑ دی کسیسے لفظ فرج لکھا
بالآخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہہ عبارت ہے
نزلت : اتیان النساء فی ادبارھن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیہا
فی الدبر لکھا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبد اللہ بن
عمر نے یہہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھ وطی فی الدبر جائز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول صفحہ
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین دربارہ وطی فی الدبر کیگئی کوئی فائدہ نہ بخشا اور
نجات اونکی اس عیب سے نہوئی کیونکہ انکے علما نے صاف صاف
لکھدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ
کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو الخ بہر کیف
یہہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی ہتین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کاذبا غادرا خائنا اثما کو نکالڈالا اب اس سے
بھی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ع نے طلب کیا اور خلیفہ نے

ضربت حیدریہ جلد اول صفحہ ۱۵۳

ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۱۴۳

بذریعہ حدیث موضوع لا نورث محروم کیا اور جناب سیدہ مدۃ العمر
غضبناک رہین اور جناب امیر ؑ نے تا حیات جناب سیدہ ؑ کہ چھہ مہینہ ہے بیعت
ابوبکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
مولوی حیدر علی باوصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بلی از ظاہر روایت
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد اوسکے درپے
تضعیف روایت ہوے کہ بدالنسبت انہی اوسکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
اور بوجہ عدم اسناد زہری اوسکو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افتراے فضیح ہوے کیونکہ یہہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے سبہو مین ابو سعید
کوئی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہو سکتا ہے
خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الغین مین صاف صاف
موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام است
و صحیحین در بعضی از روایات صحیح مسلم و قبل ازین گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل است مگر در
صحیح ثانی زیادہ تر از ان است و برین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

صـ ۸۳
منتہی الکلام

صـ ۸۵
منتہی الکلام

صـ ۵۸۲
ازالۃ الغین
مطبوعہ دہلی

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده است دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او بعلت جعل و افترا پی برد
و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث اهل حق و امامیه بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفای راشدین خصوصاً
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه افتراها که در لباس تسنن و اعتزال نکرده اند
و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمرهٔ اهلسنت خیلی مشکل افتاده
مگر بعضے از اهل کشف و عرفان را این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشت الخ بعد چند ورق میفرمایند
اهل انصاف اندکی انصاف نمایند که غصب آن محفوظه و هجران با والد ماجد
از ابوبکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب رسالت مآب بود چنانچه
والد مخاطب در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویشتن نقل میکنند که علی
در اسلام بد است و انواع فضایل از وے صدور یافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش میتواند شد با وصف اینکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علمای شیعه اعتراف بورود روایات درین خصوص
دارند کما یظهر من الکتاب المسمی بهدایة الامة الی احکام الائمة علیهم السلام و ایذان ابوبکر
برای نماز جنازه وقت شب دفن نمودن آنجناب با وجود علم

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ہست لا واللہ ثم لا واللہ
پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات است اعتمادے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقلے دیندارے تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کل امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را معاذ اللہ داخل من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ
جاہلیۃ علی ما سبقت انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استنکار وجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات زید تعصب و عناد بصیرت
اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہا نیز دست
از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی منقسم روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ست انتہی **قول** ع کار را خیال
جنگ و سرکار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام مین یہہ قصہ موجود ہے اہلسنت کے دلونپر جو اس قضیہ سے گذرتا ہے
وہی خوب جانتے ہین جے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے
از راہ کمال ناصبیت خاک بدہانش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع
کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ مین بھی بخوبی بحث ہو چکی ہے مینے بھی ذو الفقار حیدری
جلد چہارم مین بخوبی انکی تفضیح کی مگر یہانپر بمقابلہ مولویصاحب مین بھی بطور
واقعی کہتا ہون نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرمائین کہ کوئی

اگر کوئی عاقل اسکو تسلیم کر سکتا ہی کہ جناب امیرؑ اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدۃ نساء العالمین
کا عقد عمر بن خطاب سے گوارا کرینگے جو ارذل ناس و انذل بطون سے تھے جیسا کہ صاحب
معارف و مثالب شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابوں سے ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
ان سے سرزد ہوے جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سے پیدا ہی حتے کہ خود اپنے نفاق کا بحلف اقرار کیا اور
اپنے کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآبؐ نے بوقت وفات اپنے دولتسرا سے نکالدیا اور جناب سیدہؑ
تا حیات رنجیدہ رہیں کیونکہ ترک سلام کلام کیا اور انکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیرؑ جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوئے تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر کے آنے کی روادار نہوئے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسے شخص سے جناب امیرؑ اپنی دختر نیک اختر ام کلثومؑ کا عقد کردین باوصفیکہ
نسبت انکی حسب وصیت رسول مقبولؐ محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور احادیث نبویہ میں
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا غیرہ وغیرہ جو سابق مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہین کہ ایسے شخص سے باوصف عدم رضا ہے تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ محض غلط ہی از اینجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ میں بھی یہ قصہ نہین ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری میں بھی ہوتی تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ سے اعتماد
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمین بھی نہین آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص بدخلق و بدگو سے
خود اوسکی رعایا کی لڑکیاں متنفر و کارہ ہوں خلاف رائے تمامی خاندان جناب امیرؑ کلام
اپنی بیٹی کی شادی کردین لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رمدۃ تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضایع برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہین کرتے قطعیات و
یقینیات پر تعجب ہوتا ہی کیونکر جناب سیدہؑ ابوبکر پر باوصف غصب فدک و منع خمس غضبناک

ہوئیں اور جناب امیر نے با وصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت کی اور ایسے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دیگئی ہیں
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے جنکا عنقریب
ما بعد اسکے معلوم ہوگا اب سنئے کہ اہلسنت نے فقط انہیں روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارہ میں جو سات مقام پر صحیح بخاری میں اور تین جگہ صحیح مسلم میں موجود ہے مولوی
حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں بدانکہ فقیر را بعد از تتبع کتب قدمای این فرقہ و تصفح مضمرات و مکنونات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضای حدیث نبوی ما اضمر احد شیئا الا و قد ظہر فی فلتات لسانہ نیز
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مفہوم شد کہ این حدیث یعنی حدیث دوات جمیع اصحاب الاثنا
لا یعابہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ اکابر این مسلک باین اسرار و دقایق آگہی داشتند این قصہ را
علق نفیس گمان میبردند و بکتمانش بہمدگر وصایا میکردند من بعد اہل سنت بنا بر مصلحت در آن
دیدند کہ در لباس تشنیع این روایت را کہ منشا سے از روی شان بقول مجلسی در بحار و حیات القلوب
ست در صدر سہا بیش معتقدین خویش از زمرۂ اہل حق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین جمہور ملتزمین صحت مندرج شد و پر ظاہر است کہ اگر این حدیث در صدر اول از طبقہ
تابعین تا بہ تبع تابعین مشہور میبود کتمان آن نتوانستند و آنہم بدین تاکیدات انتہا کہ پارہ ازان بگوشت تاعلیم
صوب مینداشت و ہر یکے از دیگرے عہود و مواثیق چرا میگرفت و میگفت کہ این خبر را باید بدعتیان
نشنود کہ اہل خلاف بر محبت شیخین خود را فدا میکنند بر ہمین مطلع شوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس ہلالی
کہ اقدم و افضل از جمیع کتب احادیث امامیہ توان گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
بر امور مرقوم الصدر دلالت میکند و انہم از اشارات و عبارتش پیدا است کہ بعضے از اسرار
این حدیث مثل نام فاروق از شیعیان ہم دریغ میدارند و کتب رجال و رسایل تحقیق اسامی روات ازین مگاند

ازالۃ الغین ص ۲۹۹

اول دلیل است که مقصود ایشان از اخفا و استتار همین بود که آینده علمای اهلسنت فریب خورند و سهام تدبیر بر نشانه نشیند و برای منافرت مخصوصا متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت و جمهور محدثین سنیان خواهند گفت که این روایت از خصائص شیعه است و مؤید این مدعا که در اینجا یاد کردم آنست که بعضے از علمای ما باین مکاید پی بردند و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناقضین هفوات مشهدی از اندے نقل میکنند و میگویند که او در مسند خویش میفرماید که قصهٔ ائتونی بقرطاس بے ثبوت و بے اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید که بعد از تصحیح بظهور می انجامد که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف است تفرد بخاری بهشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت هر دو بزرگ شریک شده اند انتهے پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس رنگ حدیث فدک مینماید که شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آورده و گفته که بعضے از اهل اختلاق بعد از آنکه اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند که ما قصه فدک را موضوع ساخته بر محدثین بعد او عرض کردیم و نزد آنها معنعن بروایت نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند لیکن این شیخ علوی که بوضع و اختلاق سپے برده دانست که حدیث از موضوعات است و انشاء الله تعالے عبارت جزری بعد ازین خواهد آمد بالجمله از دقائق مکیدت اهل دغا جان بسلامت بردن سخت دشوارست تا آن مگر لطف خدا پیش نهد گامی چند تمام هوا کلام مولوی حیدر علی

در صحیحین صدوده

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہرکیف ہمکو انکی تقریرونکے
جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے
سعد وضاعات فقیر کے بخوبی التصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال حزم و
احتیاط اپنی فرقہ مین بہلو مشہور کیا بالاخر شیعونپر اوس سے استدلال کرنے لگے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہہ بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفاء و صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کردیتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کردیتے ہین کیونکہ بمقابلہ شیعہ
سوا اسکے کوئی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقامونپر بھی
اسی رد و انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکالدیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جسپر خود دسے قہقہے لگاتے ہین دیکھیے صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد ہشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
مینے زمانہ جاہلیت مین دیکھا کہ ایک بندریا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا
مینے بھی ان لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا انتہے علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبدالبر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ ایکتو اسمین نسبت

صـ ۸۳ باب القسامة فی الجاہلیة
ج ۲ مطبوعہ مجتبائی
صحیح بخاری

لا عمر ابن میمون کا
قصہ میمون کا
نقل بیہودہ نالطف

التہذیب ۱۲

ف
بندر بندریا
پر رجم

صـ ۱۲۲
جلد مناقب مقاصد

زنا سے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہے یہہ
کہ حد شرعی جاری ہوئی بہایم و حیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر و قبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہوں تو شاید یہہ بندر اور بندریا از قسم جنات ہوں جو مکلفین سے ہین
ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر در بارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنا د طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی ہنین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا و رجم مین تھا اسوجہ سے زنا و رجم
کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہوں اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین
یہہ روایت موجود تھا اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہاں روایت نسفی سے یہہ حدیث

ف تاویل اسکی کہ بندر و بندریا شاید جنات سے ہون

ف انکار حمیدی از وجود روایت و گمان الحاق

اوراو سکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربری مین یہہ روایت نہیں کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زاید ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جیسے ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلی نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہو گئی ہے پس یہہ قول اجماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی یقینی ہے پس قول
اسمعیلی کا احتمال فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جایز ہوا
تو ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیپر وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علماء اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے یہہ روایت
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلی کے ہے نہین
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف و
کلام حمیدی سے فریب نہ کہا جاے اور اوسپر اعتماد نہ کرے اسلیے جو ظاہر الفساد
ہے (تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری کے) **اقول** اب حاجت کسی امر کے
بیان کرنے کی نہین ہے مگر اتنا بیان کرنا ضرور ہے کہ بالفرض اگر وہ بندر
اور بندریا جات سے تھی اور احکام شرعی کی مکلف تھی تو یہہ اونسے
دریافت کر لیجئے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہین یا مجتہد تب رجم کرتے
کیونکہ شاید وہ سب مقلد یا امام اون لوگونکے گئے ہون جنکے نزدیک

اجماع محدثین بر صحت روایات صحیح بخاری

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ رد امام الحرمین مین شمس الدین
کہ جزری اور ابن عبد السلام اور سبکی ناقل ہین کہ محی الدین عربی
قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین سے غیر مریدین کے لیے بجاے متعہ نمایان ہوے
پس شاید وہ فرد و فردہ یا جنات اہلسنت کے اس ولی اللہ کے
مقلد یا امام تھے ہون پھر کیف جب اعاظم علماے اہلسنت صرف اس خیال سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جائے اس بندر اور بندریا کی قصے مین
یہ تاویل نکالتے ہین کہ شاید وہ جنات سے ہون اسوجہ سے اونپر احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہین تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لیے کسی واقعہ مین بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر جنات کا کرین
اور جنیہ کہین تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ
نسبت اس امر کی اوسطرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی عالم جن و
انس و باعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی شاہد ہے سبحان اللہ
اہلسنت کو ان امور پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ بمقابلہ الحق مدعی ہوتے ہین
کہ خلیفہ دوم سے اور شیطان[۵۲] سے کشتی ہوتی شیطان کو دے مارا اور شیطان
انکے سایہ سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضایل بیان کیے
اور ابو ہریرہ کو شیطان[۵۳] نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا
اور محی الدین عربی سے کے دختر[۵۴] یکسالہ نے اون مسائل سخت کا جواب دیا
جسمین خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا بلکہ طرہ بر آن یہ ہے کہ جس زمانہ

ان نقل صحیح فی استقصا
از ثانی ص ۲۲۲

۵۲ تفصیل اس قصہ کا
استقصاء الافحام جلد اول
مین ص ۵۱ کتاب
الاکتفا اور ریاض النضرہ
محب طبری سے منقول
ہے ۱۲ منہ
۵۳ صحیح بخاری فضل
آیۃ الکرسی ۱۲ منہ
۵۴ تفصیل اس
قصہ کی جلد اول
استقصاء الافحام مین
مختصر فتوحات مکیہ
شعرانی اور سیر حلبیہ
اور خود فتوحات
حصہ دوم ص ۲۲۲

اپنی مان کے شکم مین بحالت حمل تھی اوسکی مان کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متشکل ہوے
سبحانک ہذا شیٔ عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہہ ہے کہ ان حضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہین ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون کے دماغ کہانے پر تل جاتے ہین
دیکھیے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بذیل اوس قصہ کے
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متشکل ہوئے
ایسی ہی چند اشکال اپنے پہلے انکے لکھے ہین بلکہ کچھ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار اون جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا اون اشکالات کو قبول کرلیا ہین نہ معلوم شیعہ
ایسے جوابسے بمقابلہ اہلسنت کیون محروم کیے جاینگے اور اہلسنت کا
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و منکر
بھی کہین اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت تاویلگیری یہ عذر کرین
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکے باعتبار باطن بلکہ
فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیبر کی سال مین باعتبار باطن اور سال
فتح مکہ مین حرمت اوسکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعون کی کسی تقریر
کو جو بطور فرض و تسلیم اسی فرق ظاہر و باطن پر مبنی ہو قبول نکرین

ص ۹۴۶ تفسیر کبیر

نیا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے بہر طور ممکن ہے پس جب ملئکہ و جن کا متشکل ہونا بشکل انسانی ممکن ہوا اور مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض تسلیم بھی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے العجب کل العجب بین الجمادی والرجب یہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی جو خاتم العلما انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین سے ترک زیارت رسولؐ کے عیب کو مٹائین رسالہ مسمی سعی مشکور مین فرماتے ہین منجملہ آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب درست ہو کہ فی التحقیق اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہے بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر جو کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے علماے ظاہر بر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم ہوے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اونپر ملامت کی گئی یافعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین لم یری فی الظاہر خارجا من مکۃ الی مکان ابعد من عرفۃ واما فی الباطن فالعلم بذلک راجع الی علماء الباطن وقد اخبرنی بعض الاولیاء وھو الشیخ محمد البغدادی الذی کان ساکنا فی رباط مراغۃ قال لما رجعت من زیارۃ النبیؐ متوجھا الی مکۃ افکرت فی الشیخ نجم الدین المذکور فعتبت علیہ

صفحہ ۲۲۸
سعی مشکور

فی نفسہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزورہ قال ثم رفعت راسی فاذا بہ فی الہوا مارا الی جہۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا او ذکر کلاما نسیتہ انتہی اور تقی فاسی عقد ثمین میں بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہیں وبہذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اطلہا القصد الی زیارۃ النبی لان الشیخ علیا الواسطی انتقا علیہ ذلک کما ذکر الذہبی والصفدی انتہی عبارۃ السعی المشکور بہرکیف چونکہ یہ بحث بھی اصل کتاب میں بڑے بسط سے لکھ چکا ہوں لہذا طول دینا مناسب نہیں خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تھے جسکی اونہیں چندان ضرورت تھی کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی بدولت دین و ایمان ختم کہ شیخین کی بقا کی بھی صورت نہیں رہی باقی مگر اب طبقہ ثانیہ کے انکارات ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کی بارہ میں بھی جسکی طرفداری و حمایت سے جان بلب ہو کر مستعفے ہوے اور کہدیا کہ اوسکی طرفداری چنداں ضروری نہیں ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے صاف صاف باغی کہدیا معاذ اللہ وقت دار وگیر اہلحق ایسے متواترات و بدیہیات سے انکار کرتے ہیں چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقیناً ثابت ہے جیسے کہ سنن ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الازہر و شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد ابن ربہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر و شرح مشکوۃ ملا علی قاری و تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب طبری و منہاج السنہ ابن تیمیہ وغیرہ میں منقول ہے بلکہ خود تحفہ میں بھی ہے معاذ اللہ شاہ صاحب گیارھویں باب میں انکار کرتے ہیں کہ اسمیں تا حال از روے روایات معتبر ثابت نشدہ اسیطرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب امام حسن کو

یعنی گویا شیخ نجم الدین [illegible] بہرحال
وقت سے ایک شخص کی [illegible] باطن میں اونکا
سوء ظن اہل علم باطن کو معلوم ہو
چنانچہ شیخ محمد بغدادی بیان کرتے ہیں
کہ جب میں زیارت نبی صلعم سے آیا
تو شیخ نجم الدین کے پاس میں گیا اور
عجب [illegible] رسول صلعم
[illegible] شریف نہیں جاتے [illegible] اپنا
سر بلند کیا تو دیکھا شیخ نجم الدین ہوا میں
اور سمت مدینہ جاتے ہیں اور مجھے آواز دیا
کہ اے محمد یون یون بعد اوسکے ایسا کہا
جو میں بھول گیا انتہی ترجمہ

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب و تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب ذہبی و عمدۃ العجائب و ربیع الابرار زمخشری و تاریخ ابو الحسن مدینی و مختصر فی اخبار البشر و حسن السریرہ عبد القادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبے فرزند رسول کو زہر دیا گیا مگر فاضل رشید ایضاً غرۃ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین اس واقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ درباب یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسین کو قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت نہو اسکو قاتل نہین کہہ سکتے چہ جائیکہ اوسپر لعنت کرین انتہی اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن صلاح سے کسینے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین اور اگر ثابت بھی تو قاتل مسلمان پر لعن نہین چاہیے اور شاہ عبد الحق صاحب تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا آنکہ بعضے در یزید نیز توقف کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند کہ وے بعد از انکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسین علیہ السلام واجب شد نعوذ باللہ من هذا القول ومن هذا الاعتقاد و بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرد و بدان راضی نبود و بعد از قتل وے و از اہلبیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و این سخن نیز مردود و باطل است

[illegible] اہلسنت کے صحابہ [illegible] یزید ولد الزنا تھا [illegible] صواعق محرقہ [illegible] امام اور تابعین [illegible] تابعین مین [illegible]

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین واستیفاء وے بقتل ایشان واذلال واہانت او مر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی رسیدہ ست وانکار آن تکلف ومکابرہ ست انتہی مختصراً طبقہ ثالثہ انکارات اہلسنت خیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ واثنا عشر ائمہ مین داخل کرتے ہین اور امام برحق وخلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام شاہ عبد الحق صاحب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیر یہ امر ہے کہ خلفاے بنی عباسیہ کے بارہ مین بھی ایسی ہی بدیہیات ومتواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معہذالک ستر فضایح وقبایح مین ان خلفاے بنی عباس کے لئے بڑے جوش وخروش سے اور متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہین چنانچہ علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے جسکو ملا جلا کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوسپر اتفاق کیا ہے یہہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور تعشق ومحبت اپنی خواہر عباسہ وجعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی وزیر کی چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہین

ص ۸ جلد اول از مجلدات سبعہ المقدمہ فی فضل علم التاریخ وتحقیق مذاہبہ
عبقات صہ [illegible]

ف اتفاق کافہ مورخین بر حکایت مدخولہ

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کردیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ ہونے
پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اپنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑھتی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلاکر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ مین
عباسہ کی تمنا برآئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین ہیہات ہیہات بہت
ہی بعید ہے یہ امر منصب عباسہ سے اور اوسکی دینداری و عظمت
و جلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
فرق ہے اور یہ چارون بزرگوار بھی اشراف دین عظماء ملت سے ہین
کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابوجعفر منصور بن محمد سجاد
بن علی ابوالخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ ص
کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی محفوف ہے ملک عزیز
اور خلافت نبوی ص کے ساتھ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
اوس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہین اور مظہر انوار وحی
اور مہبط ملائکہ ہر طرف سے قریب العہد ہے ساتھ عزت و جلالت و عظمت

دین کے دور مین معائب وقبایح وفواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت وعصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت وپاکیزگی کا کہان ٹھکانا ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر وعظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحیے
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہائے شرف انکا
یہی ہے کہ ذریعہ تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فائز ہوا اور کیونکر جائز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالیمرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی ازاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر وتامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت وشان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کریگا
اس عقد سے کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
وتامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا کہان قدر عباسہ ہارون رشید
کہان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر نہین ہے مگر تسلط
انکا کہ ہارون رشید ذری ذری مال کے لئے محتاج ہوتا تھا اسی وجہ سے
ان لوگون کو ہلاک کیا تمام ہوا کلام ابن خلدون کا اب ناظرین باتمکین اسکے
فوائد پر غور کرین کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہین پہلے یہہ کہ ان خلفائے
بنی عباسیہ کو جو اباء واجداد سے تھے اُس عباسہ کے جنس باتفاق
کافہ مورخین بکر وحیلہ جعفر برمکی سے وصلت حاصل کی اور حالت غضب مین

اوس سے محل رکھا یا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین واشراف ملت حنیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملئکہ و منظر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر وہان عفت نپائی جاتے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال شناعت و جہالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی رہی اسبات کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے جو آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی سے ثابت ہے مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین شہادت توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بہی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ اساس فی مناقب بنی عباس مین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنی عباس نقل کی ہین فرماتے ہین واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ محکمۃ الاساس اصلہا محبۃ النبی ۲ فرعہا مودۃ بنی العباس دوسرے یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہے اوسکو علامہ ابن خلدون اپنے [illegible] سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بہی نہین کرتے اب مین منصفین عالی خیال اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون

صـ ۲۴۸ کما نقل فی عبقات الانوار

خدا فرماتے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعہ خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر بہی نتہی اور شاہنیہ دوم کی عالی نسبی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بہی کم تہی جو کبہی آپنے غور کرتے اور جیسا جوش و خروش اس امر اجماعی مورخین کی تکذیب مین ایسا ہی جوش اس بضعہ رسول کے باب مین ہوتا

الا اس امر مختلف مین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی اور اشتباہ رواۃ و اغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہاے کیسی محبت دنیا ان اہلسنت پر غالب ہوگئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہواخواہی مین مبتلا ہوے خلفاے ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و مامون کے لیے بھی ویسی ہی فدائی بنے جو امر ان لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کردیا یعنی ابن خلدون ہین جنہونے صرف اسی ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہین کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے بنی عباسیہ کے یوہین منکر ہوے مثل اسکے کہ ہارون مامون کی شرابخواری اور قاضی یحیےٰ بن اکثم کی بدعملی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی اجماعی کل مورخین سے جانتے ہین مگر مکرتے ہین اور مامون رشید کے ساتھ بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے اجمالاً کہ مامون نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوئی دیکھی اوسپر بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھنچنے لگی وہان پہونچا ایک مکان آراستہ پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب شراب پلاتا رہا صبح کو جب اپنے دربار مین آیا تو اوسی کے عشق کے نشہ مین مخمور تھا یہانتک کہ اوس فریفتگی مین اوس لڑکی کے باپ کو راضی کرکے اوس سے عقد کرلیا فرماتے ہین کہان یہ سب امور اور کہان مامون سا خلیفہ عالم دیندار سیرت خلفاے راشدین کا پابند کہ اپنے باپ دادا سے جو سبکے سب خلیفہ تھے ارکان مذہب کی تعلیم لی ہمیشہ علما سے

صہ ۳۱۶
جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین و رندان و اوباش
و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کر دیتے ہین تا کہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون پس جائے حیرت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت
رسول و ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیۂ تطہیر
کے بارہ مین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل و دیندار قبول نہ کرے پس گو اہل اسلام تابعین خیر الانام
عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و ماذری و نووی
شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون سمجھا
تھے کہ محض بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت بضعۂ رسول سرور عالم
فخر بنی آدم و دنائت و رزالت خاندان خلیفہ دوم و فظاظت و غلظت ذاتی
حضرت ثانی اس نسبت مناکحت سے انکار کرین اور بقسم خدا و رسول و
شہادت ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین بلا خوف و ہراس کہین ہیہات ہیہات

بہت بعید ہے شان و عظمت و جلالت جناب امیر نفس رسول بشیر نذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد باین تفاوت سنی خلیفہ دوم سے کرین جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری
اور حضرت عباس و عمرو عاص و خالد بن ولید و مہاجر بن خالد و خولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ و صحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابو سفیان وغیرہ اونکی نسب
و حسب پر طاعن ہین عم اشرف الناس نے باین بزرگی و عظمت و جلالت صاف صاف
وہ گالیان سنائین کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالت مآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانین اور انکار کرین
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عائشہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
چہ جائیکہ جناب امیر سا امام المتقین نفس فخر المرسلین باین علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد و نکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سوء
کے پاس بھیدین جس سے کشف ساق و تقبیل و ضم صدر وغیرہ امور ظاہر
ہوا اور ان بنی ہاشم کو جنپر غیرت و حمیت کا خاتمہ ہے کچھہ جوش بھی نہ آئے
لا واللہ لا واللہ لا یکون ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل و انصاف ان وقایع کا
مین غور و تامل سے کام لیگا اور کچھہ بھی خیال خدا و رسول ہوگا تو اس واقعہ
سے بدیہۃ عقل انکار کریگا اور بلا تامل تکذیب محدثین مورخین مین کد
و کاوش کریگا خصوصاً اہلسنت جنکو اثبات ایمان و اداب شناسی خلیفہ دوم

۱۷ جلد اول ذوالفقار [illegible] ص ۱۲۷ [illegible] یعنی [illegible] ابلیس اور ایمان [illegible] سبب [illegible] غضب [illegible] ایمان بھی [illegible] اور مساوی [illegible] مساوی [illegible] ۱۲

کی اشد ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذائے اہلبیت طاہرین و ابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھ عقد کرین اور موذی خدا و رسول بنین حاشا و کلا ہرگز عقلاء منصفین اہلسنت اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی و موضوعیت ان روایات کے بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجائیگی پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ اسکے رد و ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ اہلحق مثل اہلسنت خوشامد پرستان بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و ناانصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ایسی اون حکام ظالم ستمگرین و وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو دربارہ تکذیب و ابطال حدیث صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چاریار کہا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مستلزم شناعت قطعیہ چاریار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکا واجب ہے ہم جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملا کر امانت و دیانت کے ساتھ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکاح کے عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھ اون فسادات اور قباحتوں کا بھی لحاظ ہو جو مذکور ہوے تو سبحان اللہ نور علے نور [illegible] بارہین نہ کسی شیعہ کا قول لو جنکو اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کرلو انشاء اللہ بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین آکر دو تین ہمنامون کے قصے دوسریطرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگاکر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا اور اونکے بعد والی علمانے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی یا وہ بھی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے

لہذا اسکی تحقیقات واقعی بربنیاد دو اصول دو مقالون مین کیجاتی ہے

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم اگر ذرا بھی غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض التسلیم بالعمد مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلائے اوہام و خطا ضرور ہوے اور کسی وجہ سے خصوصاً بجہت اشتراک نام مشتبہ ہوکر اونہون نے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا لہذا پہلے مین نتیجہ تحقیقات یعنی اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی دلیلین بعد اوسکے وجوہ اشتباہ و اخلاط اور دلایل اور نظائر اوسکے

امر اول یعنے حقیقت نکاح میں واضح رہے نصفت پیرا اہل خبرت

کہ جہانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اسماوہ مین نظر ڈالیجائے اور تحقیقات واقعی کیجائے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوئی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسیقدر معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے جو بعد ابو بکر پیدا ہوئے تھے اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم مذکور نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت وخشونت وغلاظت وفظاظت کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہو کر عمرو عاص حیلہ ور کو بیچ مین ڈالا اونسنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابو بکر کا خیال دلا کر عمر کو روکا پس یہہ ایک مادہ اصرار و انکار کا اونکو ہاتھ لگا جسکو کل روایات عقدین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابانؓ بنت عتبہ بن ربیعہ بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہ ہوا کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے زید بن عمر متولد ہوا اور مادر و پسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو مادہ اونکے تیقن بوقوع عقد بعد انکار کے ہوئے ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دوم ام کلثوم کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین آب ہواہ و ناقلان اخبار نے خواہ بہ اشتباہ خواہ بالقصد انہین دونو واقعہ کو منشاء انتزاع قرار دیکر یہ اختراع کیا کہ ام کلثوم بنت جناب سیدہؑ سے خلیفہ دوم نے خطبہ عقد کیا جناب امیرؑ نے

خطبہ عمر از ام کلثوم دختر ابوبکر
مادہ اول قصہ

[illegible]
[illegible]

خطبہ ام ابان
بنت عتبہ بن
ربیعہ [illegible]
قال [illegible]
[illegible]
عابسا و [illegible]
عابسا ۱۲ کامل
صفحہ ۲۳ ج ۳

[illegible]

عمر کی ایک زوجہ کا نام ام کلثوم تھا
جو مادر زید بن عمر ہے

دوسری زوجہ کا بھی نام ام کلثوم ہے

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اوسے زید پیدا ہوئے اور ماں بیٹے نے ساتھ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار بنایا کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے کہ عمر بود کا قصہ نقل کالاصل بنا **امر دوم** یعنی دلایل ان دعوونکی پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل کتاب ذو الفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ نے معرفۃ الصحابۃ اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ سے کیا گیا ہے یہان صرف عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دختروں کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن بیٹیان پس عائشہ خواہر عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہر عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور مان اوسکی نصرانیہ تھی انتہی پس ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعوی دوم یعنی قصہ بہ عقد ام کلثوم دختر ابو بکر اور انکار اوسکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب مین کئی طرح سے کیا گیا ہے یہان وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری کافی ہے جو سابقا مذکور ہوئی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے

امر دوم یعنی دلایل ان دعوونکی

ج ۷ اصابہ صہ ۲۴۲

ج ۲ تاریخ الخلفا صہ ۳۵

ج ۲ اسماء الرجال مشکوۃ صہ ۲ [illegible]

ج ۵ اصابہ مین ہے کہ مان اوسکی حبیبہ بنت خارجہ تھی

صہ ۲۴ کتاب کامل ج ۳ مطبوعہ

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا عمر
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑھائے گھر مین آتا ہے اور ناک بھون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقاً مذکور ہوئی
اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوگی اوسکے
بارے مین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
اوسکا ام کلثوم نام رکھا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتی ہو حالانکہ اوسکی شدت وخشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر بطور نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اوسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بمکر وحیلہ عمر کو اس عقد سے روکا انتہی پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اور اونکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بشرط
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہوا لیکن دعوی مصنف کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا پس ثبوت اسکا بھی بچند دلائل
کتاب کامل و اصابہ و تاریخ طبری و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و اسماء الرجال مشکوۃ
شیخ عبد الحق دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اصل کتابین

رجال مشکوۃ صہ ۱۱

ف
[illegible]

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ
مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ
۵۲
بن عمر ذکر اوسکا بسمار ہمین بھی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید
اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون مین جدائی ڈالدی انتہی اسی
عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بھی
ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم بسبب اسلام کے
خلیفہ سے علیحدہ ہو گئین پھر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ رواۃ مین بتیقن کہ سکین اور
اسکے قایل ہون کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم
سابقہ نے رواۃ کو مشتبہ کیا مگر یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ
ہی ہے تو پھر رہنے کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجہ دیہی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض تسلیم وسکو زمانہ ممتد گذرا ہو
معہذلک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے
فرضی پسر کو زید اکبر پس ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہون زید اکبر فرضی سے
اور وہ بدون بقائے ام کلثوم بنت جرول مادر زید اصغر زوجیت خلیفہ دوم مین
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل بوقت وفات خلیفہ دوم ہے
ناممکن ہے اور نیز عبید اللہ بن عمر کو بھی بطن ام کلثوم خزاعیہ مذکور سے قرار
دیتے ہین پس اگر ایام عمر مین مفارقت ہوئی ہوتی تو ولادت دونون
زید بن عمر و عبید اللہ بن عمر کے مقدم ہوئے اس مفارقت پر پس انکا

ام کلثوم بنت جرول الخزاعیہ زوج عمر بن [illegible] والدہ [illegible] عبید اللہ بن عمر [illegible] ۳۲ [illegible]

[illegible] ام کلثوم [illegible] ۳۳

کلام اصابہ کا ختم ہوا ۱۲

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد رسول مین پیدا ہوا مگر کوئی حدیث یاد کرنیکی نوبت نہ آئی پس بخوبی ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات اسنکے غلط ٹھہرے سواے اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی ہودہ فضائل خلیفہ دوم کہ بدولت انکی اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکی اسلام خشونت القیام نے اتنی بہی تاثیر نہ کیا کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرون مین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوے نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح مکہ لڑنے آئی تھے جسپر اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا انکی یعنے خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ ایسی جابرہ تہی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدائی ہوئی خلیفہ دوم کو کہان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین بہن بہنوئی کے مسلمان ہونے پر تو یہ جوش آیا کہ گہر مین گہسکر خوب زدوکوب کی جب سب لہولہان ہوے تب چہوڑا پس کب ممکن ہے بہلا ایسا شخص جابر شدید اپنی زوجہ کو حالت کفر مین رہنے دے اور کوئی قابو نہ چل سکے پس اس سے معلوم ہوا

کہ وہ بیان انکار محض غلطی ہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سے امور ایام خلافت کے ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتون مین اسکا تذکرہ ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی پس قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا اب یہان قدرت خدا دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان علماے اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ نے ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصاً تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ ہوی کیسنے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ مین شک ہوا تھا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت واسلام کے ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید جو ایام جاہلیت سے عقد مین تہے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بذیل تفسیر آیہ لا تمسکوا زہری سے روایت ہی کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اوٹہتی جوانی مین اپنے شوہر عمرو عاص سے بہاگ کر خدمت رسول خدا مین حاضر ہوے اور اوسکے ساتھ دونو بہائی اوسکے عمارہ اور ولید

دوسری ام کلثوم زوجہ دوم جاہلیت کی

صہ ۱۹۱
تفسیر کبیر ج ۸ مطبوعہ مصر
اصل روایت صحیح بخاری مین بھی
موجود ہی صہ ۴۶ ج ۲ مطبوعہ میرٹھ
قسطلانی ج ۴ صہ ۳۲۹
مطبوعہ نولکشور

بھی بھاگ کر آتے ہیں کفار قریش سے اعزا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرتؐ
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تھین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہو کر آئے اور شوہردار ہو تو جو کچھہ اوسکو
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دین پس بنا بر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا بعد اوسکے
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا انتہے پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھہ ثابت ہوا والحمد للہ مین سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ فرار ام کلثوم کو زوجیت عمرو عاص سے خلیفہ دوم کیطرف ابوجہم
تقارب اسم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول لغو ایسی نسبت کے
مرتکب ہوئے ہون کیونکہ بوقت ہجرہ زوجہ ابوبکر و ابوبکر سے مفارقت واقع
ہوئی ہے بہرکیف میرا دعوے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی ایک
وہ زوجہ ہے جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی دوسرے ام کلثوم
جو اسلام مین وقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت مین آئی اور تاریخ خمیس مین
تیسری زوجہ عمر کا نام بھی ام کلثوم مرقوم ہے یعنے مادر عاصم بن عمر کو بھی

صفحہ ۲۵۱
تاریخ خمیس جز ۲
مصر

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبادتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت
حمی الدبر یعنے عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ شک کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید ان بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسی سے ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب الام مین اپنے بھائی امام حسینؑ
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ دونون مین کوئی واسطہ
نہین صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو شتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت اس نام
کے دو اور عورتون کے مختلف قصے ادہر منسوب ہی اور درصورتیکہ
خود صحیح بخاری سلہ مین مکہ کا قصہ اور مدینہ کا ملا جلا کر بیان ہوا ہے تو اگر روایات
غیر صحیحہ مین باوجود اسباب اشتباہ کہ اقوے اونکی اشتراک نام ہے اشتباہ ہو
تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے امر سوم یعنے اسباب اشتباہ دو وجہ تحقیق باشتہ

سلہ
واعترض علے البخاری
بزیادۃ اسباط ہذا
فقال الداودی
ادخل قصۃ المدینۃ
فی قصۃ قریش وہو غلط
عمدۃ القاری شرح
صحیح بخاری ص [illegible]
فی الاستسقاء [illegible]

فی اسباب اشتباہ

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہین اور ذہن نشین
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوئی بات مین دوسرے وقت
کیا دہوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ اون مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
آثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دہوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعیین قبر مطہر
جناب سیدۃ نساء العالمین بضعۂ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مراد نقل انیست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی بپایۂ
استحالہ رسد کمافی ازالۃ الغین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام ص ۵۹۱
مسلمین تھی باوصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہر پہلو سے محال قرار پائی تو وائے بر حال اخبار سماعیہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر اونہین مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو ہوئی جاتی ہین
بہرکیف جب اون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسیطرح جب نقل اوسکی
منتشر ہوئی اور وہ خبر دور دور تک منتشر ہوئی تو بلا قصد وضع و افتراء
بغیر کسی سبب خاص اور ذاتی ضرورت کے کتنے رنگ بدل جاتے ہین اصلی

واقعہ تو غائب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ اوسپر ہو جاتے ہین
ہین جیسے اپنی آنکھونکی دیکھی بھالی باتونمین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین اور تنکا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہو گی
جنکا لکھنا پڑھنا ابھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونہین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سنا بھی اونکی زبانی جو ایکطرف کے پکّے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین اوران امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح وثنا
مین احادیث وضعی بنائی جائین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی قمار بازی
وغیرہ کے لئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات مین روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرونکا مشتہر ہونا ضروریات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین بکثرت
اہلسنت مین مملو ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قرائن موضوع وجعلی
ہونیکے کیونکہ تیقن باشتباہ وجعل ہو پس ایک سبب قوی اشتباہ
اشتراک نام واحد ہے تین چار شخصون مین ایک ام کلثوم دختر ابو بکر دوسری
ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر تیسری ام کلثوم زوجہ اسلامیہ عمر جو سوتیلی بیٹی تھین علیا مکرمہ
جناب ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین علیہ السلام پس جو تین ام کلثوم کا
حال چوتھے ام کلثوم کیطرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان وسہل ہے

اسما بنت عمیس

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے عجب بخاری سا عالم
امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ
مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے
اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سی علماے اہلسنت کو
یہی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہوسکتا ہے
جنکی شان سے مستوریت ہو اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب دوسرا سبب
اشتباہ یہہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر ع نواسیان
حضرت رسول صلعم کے بسبب عظمت و جلالت و منتہاے شرافت و کرامت
نہایت درجہ مشہور ہین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور
بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا ہو کیونکہ
قاعدہ ہے واقعات و حالات اونہین لوگون کے زیادہ تر مذکور ہوتے ہین
جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین
نہ اوس سے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر
عسقلانی نے روایت شرابخواری ابوبکر مین اسی شہرت کو پیش کیا ہے
تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابوبکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اولا ام کلثوم تیسرا سبب
کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوری طرف حضرت ام کلثوم
کے ہوا اسلیئے کہ بہت سے لوگ تو یہہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ دوسرا کوئی
بھی اس نام کا ہے حتے کہ خود علماے اہلسنت سے بہت لوگون کو

لہ

اتبک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابو بکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی ناواقف تہی کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ ہتین بعد اونکے اسما حالانکہ اسما انہین سب سے بڑی ہتین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے واقف ہین اسما سے ہرگز اوتنا کوئی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابو بکر سے واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش بہی تو بعد وفات ابو بکر ہے پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو سنا تبادر فوری طرف حضرت ام کلثوم ع کے ہوا ثانیا جب اوسنے ساتہ ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہو گیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین ہین نہ دختر ابو بکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس بلا تحقیق و تفحص وہنین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی رسول ہتین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور اصل انکا ام کلثوم کو طرف جناب امیر ع کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے لئے بنتیت بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے اور نہ سننے والونکو خاصکر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعمد دیدہ و دانستہ ایسی ترکیب کیجاتی کہ لوگ مشتبہ ہو جائین چنانچہ بیشتر راوی اس قصہ کے ایسی ہی تہی کہ علاوہ کذب و افترا کے بالعمد مرتکب تدلیس و تلبیس ہون کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکو علماے محدثین کذب کے ہمسر بلکہ اوس سے بدتر جانتے ہین پہ تہا سبب اشتباہ یہ ہوا کہ چونکہ اوس زمانہ کے لوگ یا جو اونکے بعد ہوے بذریعہ اخبار و آثار تشدد ات

لہ [illegible] اصابہ و رجال [illegible] سیوطی نے ام کلثوم [illegible] ۱۲ منہ

[illegible]

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کریں یا نہ اور انکی شرافت نسبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
بعسیر اکثر صحابہ موںھ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور اودھر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سب کو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہؑ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتیں سنیں جنمیں
تخاطب خلیفہ دوم ہے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلا ذکر
بنتیت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات متعلق
ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بہ یقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انہین حضرت ام کلثومؑ سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات اونہین کے ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر ماں بیٹی نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہوگیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ ہین پس بلا تحقیق و تفحص اسکے کہ
منطوبہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتوں مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کرلیا کہ بربنیاد و نسبی
ظلم و ستم کے عقد واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور اس خیال سے کہ کم نسب والا خواہی نخواہی استحصال شرافت
مین ازحد ساعی ہوتا ہے پوری تائید کی بلکہ یقین دلا دیا ازینجا است ضعیف
روایت سے بھی خود اس ضمیمہ کو کہ مقصود خلیفہ اس سے استحصال شرافت تھا

درج روایت کیا پانچوان سبب اشتباہ اضطراب عائشہ ہے کہ عمرو عاص حیلہ جو سے ملتجی ہوئین جس سے بالبدیہہ معلوم ہوا کہ انکو ایسا انتشار و تردد ہوا کہ آخر کو بدرجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا پس ضرور ہے کہ قبل اس تدبیر تزویر کے اور لوگون سے صلاح و مشورہ کر لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام لینا بدرجہ مجبوری ہوتا ہے اور اوس عہد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ ہر شخص وقت مصیبت جب امر اہم ہوتا تھا تو جناب امیرؑ کی طرف رجوع کرتا تھا حتے کہ خلفا کا کام بھی بغیر امداد عادی نہین چلتا تھا پس اوسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عائشہ کے اسبارہ مین امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو امر واقعی یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عالی نسبی سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاح وغیرہ مین موقعہ آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ عیبی کو سب سے پہلے اپنے عیب کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس وصلت کے قابل ہی نہین جانتے اور بالخصوص جناب امیرؑ کی دخل اندازی نے ان خیالات کو خوب اوبھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی برافروختگی خلیفہ وقت فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم ایسی خبر سنتے ہین کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہتے ہو اوسپر خلیفہ نے کہا پر مضائقہ کیا ہے ہم مین عیب ہے یا اوسمین کما مر (کیونکہ اس کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو طیش آگیا)

ع۲
فاقبل علیہ ۲
وقال انها صغیرة
فقال عمر لا والله
ما ذلک بک ولکن
اردت منعی ۱۲
و[illegible] صفحہ ۹۳

اوسپر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چھا بھیجدو دیکھین کم سن ہی (جیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجھا بوجھا کر بھجوا دیا ہو ناواقفون نے یہہ سمجھا کہ خود
حضرت نے عیاذاً باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ
ادہر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بھی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
در بارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت صلعم نے لشکر اسامہ کے ساتھ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تھا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن
صدیق انکار کردہ اند و شمانیئی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جسنہ
روایتی بے سر و پا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث انمیقولہ بزبان [illegible]
کہ صدیق بجیش اسامہ نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از التباس ملبسین فریب
خوردہ و بخبث نیت شان سے نبردہ شاید کہ چون ابوبکر بسے اہتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دینی
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر امیر ست واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہے پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نافہم تھے کہ اسمین تمیز
نہ کر سکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتھ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ علماے اہلسنت نے فریب کھایا یا
پس ایسی رواۃ سے اس بارہین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجھا بوجھا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
بھیجا خود حضرت ہی کیطرف منسوب کر دیا اور کہا کہ خود حضرت نے عیاذاً باللہ
اپنے دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بھیجا اور تائید اس احتمال کی کہ جناب امیر نے

۵؎ فانکانت کما تقول فابعث بہا الی فرجع علی فدعاہا واعطاہا حلۃ وقال انطلقی [illegible]

بمبئی کو صفحہ مطبوعہ [illegible] ۱۲۶۲ ص ۴۰۶ ج ۲

۶؎ نہ معلوم یکا یک انشاء پر کیا نے ایسی غفلت سوار ہوگئی تھی کہ ہر جگہ فریب [illegible] کیا جاتا تھا اور یہ [illegible] ہوتے تھے باوجود ایں ہمہ قبول الیتیم سے اور ہر [illegible] کو کیا نسبت یہ اطلاع حاصل ہوئی کہ ہر جگہ فریب دہندہ سے فریب کو سمجھا جاتے ہیں ۱۲

ازالۃ الغین مطبوعہ [illegible]

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا ام کلثوم دختر ابو بکر کو انکے
پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابو بکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد وفات
خلیفہ اول جناب امیر کی زوجیت مین آئین اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب
بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت مین پرورش پاتی تہی پس نہایت ہی
درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار
و تردد کو در بارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابو بکر دیکھکر خدمت
جناب امیر عم مین عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کہلوایا ہو یا اپنے
سوتیلی ماں اسما سے کہا ہو اونہوں نے جناب امیر عم سے باستدعاے عایشہ
عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہوں کیونکہ
انہین اسما سے اور عمر سے در بارہ حقیقت بشارہ رسالت و فضیلت ہجرت
حبشہ نزاع بہی ہوی تہے جسپر اسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا
اور بعد اوسکے خود حضرت رسالت مآب سے اسمانی شکایت بہی کی فقال
رسول اللہ لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان
کما فی صحیح مسلم یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے
زیادہ مجہپر حق نہین اور نہ مجہسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر
کو ایک ہجرت ہی اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے
بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا اکذب من یقول ذلک یعنی
کاذب ہی وہ جو ایسا دعوے کرتا ہے کہ تم لوگون سے زیادہ مستحق ہو بہر طور کسو جہ
سے ہو جناب امیر عم سے ملادیے لیگئے ہو خصوصًا در صورتیکہ نسبت اس ام کلثوم

ل
وعدم معرفت رجال
اسما بنت عمیس خثعمیہ
است بزرگ وی امراۃ
جلیلہ جمیلہ عاقلہ کریمہ است
کہ احوال وی معلوم
و معروفست و بود
زن جعفر ابن ابیطالب
زائید برای وی عبد اللہ
بن جعفر را و [illegible]
ابی بکر و زائید برای وی
محمد ابن ابی بکر بعد ازان
بود زن علی ابن ابیطالب
وزائید برای وی یحیی
مدارج النبوۃ ص

بنت ابوبکر کے باستدعاے اسماء عون بن جعفر سے مقرر ہو تو ضرور ہے
کہ آسمانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیرؑ نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو اوسکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہین دونون حضرات کیطرف منسوب کر دیا چھٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر و زید پسر پر جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر کہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتیٰ کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسنؑ
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی با اینہمہ ممکن ہے کہ چونکہ یہان چند
مسائل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء کے اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسینؑ نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت بزرگوار کے عہد مین کوئی عالم احکام شرایع نہ تہا
اور بغیر امام کے یہ عقدہ حل نہین ہو سکتا تہا اسی وجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی اور فقہا
مجتہدین نے اپنی سند مین اسکو ذکر کرنا شروع کیا لوگون نے اپنے ذہنی قراین لگا کر سمجھ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسینؑ ہین اور زید اونہین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم مادر زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورتون سے
جسکا بیان سابقاً مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ کے
وہی لوگ ہین جنکے بارے مین ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی یہہ حالت ہے
کہ مدار اونکے علم کا کتب مشہورہ حدیث پر رہ گیا مثل سنن ابی داود

ع قول مولوی عبید اللہ اسپر یہ ہین سابقًا مذکور ہوا صفحہ ۱۲

احوال فقہائے حنفیہ

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال اونکا اون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف صـ مین فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ ونظر کا ہے بس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے ہین بعد اوسکے صـ فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور ہوا اور اونکے شہر وملک مین بڑا رئیس ہوا گویا وہ ایسی
حالت مین تھے کہ جیسے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی کر دی
اور اوسنے ایک بڑا دانو کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنی خیالات کو اونپر
ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت وپیروی کی تا آخر ترجمہ

صـ ۵۴
انصاف
مترجمہ مولوی عبداللہ
چپڑوی مطبوعہ دبدبہ احمدی
صـ ۵۶

مولوی عبد اللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی صـ مین ہے اور مولویصاحب
نے اس قول کا کوئی جواب نہین دیا بس جب فقہا ومجتہدین اہلسنت کے
یہ حالت ہے کہ علم حدیث سے بیخبر صحیح وسقیم جید وردی بلکہ فربہی
اور ورم مین تمیز نہین کر سکتے اور شیطان کی اطاعت وپیروی مین منہمک ہین
تو اونسے کب اوسکی امید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ مین تمیز کرتے
کہ یہ کونسی ام کلثوم ہین اور برخلاف قاعدہ مقررہ متعلق نماز جنازہ بہ خلیفہ وحکام
جناب امام علیہ السلام نے کیون نماز جنازہ پڑہی حالانکہ درحقیقت اونکو اسکی

صـ ۲۷۲
سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض اونکی اصل مسئلہ سے تھی کہ جب مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئی تو نماز کیونکر پڑہی جائے اور میراث کیونکر تقسیم ہوگی جب جناب امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسین کی خواہر حضرت ام کلثوم ع کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اونسے زید پیدا ہوے جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑہی پس اب مقلدین عوام الناس کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے مین کیا تامل تہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی وہین کسیطرحی اور بڑا داؤن کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک ٹہادی بہرکیف علاوہ انکے اور بہت سے اسباب اشتباہ ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین لکھا ہے کہ بعض لوگون نے بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع و افترا کے ان واقعات کو نقل کیا اور روائتین اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہوکر ان دونون ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف منسوب کیا اور ان سب قصون کو انہین کا قصہ قرار دیا اور وضع و افترا کے لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے کہ کچہ اصلیت بہی ہو مگر جہان کچہ اصلیت بہی ہوتی ہے وہان پورا موقع ہاتہ آتا ہے اور تدلیس رواۃ پوری کارگر ہوتی ہے اور ایسے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل و اہم ہوتی ہے خصوصًا در صورتیکہ ان محدثین اہلسنّت کی یہ حالت ہو کہ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین

بس یہ طبقہ اہل حدیث وا اکثر کا انکی کوشش و ہمت روایات و طرق کی جمع کرنے
اور ان غریب و شاذ حدیثوں کے طلب کرنے میں صرف ہوتی ہیں جنمیں اکثر
موضوع یا مقلوب ہیں لہٰذا تھے چنانچہ عنقریب معلوم ہو گا کہ کل روایات عقد
ایسے ہی موضوعات و مقلوبات سے ہیں پس جب عموماً انکی یہ حالت ہے
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے تو انکے
مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی میں فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا من عطاہ
اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ما قیل ع ہان مگر لطف خودت پیش نہد گامی چند امر چہارم
دلایل اشتباہ و اغلاط رواۃ یعنی وہ دلیلین جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسری
صورتیکہ باوجود علامات و امارات واقعیہ وضع واقرار سے رواۃ موضوعیت
و مجعولیت روایات کے قایل نہون او اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہوتی ہون مگر بیان
بر بنائے اشتباہ ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون **دلیل اول** صغر سنی ام کلثوم
منکوحہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق اور خود انکے علما کے تسلیم انکو
سن شش سمجھتے تھے کہ اسی صغر سنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ صغر سن
ہنوز بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیر نمی بود دیدن ساق علی ورا با نظر
نمی فرستاد پس اب یہ دیکھنا چاہئے کہ عند التحقیق از روئے تواریخ صغر سن
جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی
یا نہیں اس مقام پر پہلے تحقیق اس امر کی ضرور ہے کہ سال خطبہ عمر کونسا تھا
شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعدا میں یون لکھتا ہے عمر گفت

---

[۱] باوصف صغر سنی ام کلثوم ازالۃ الغین ۹۳ (۲) فکیف دختر شش سالہ باشد ایضاً ۳۳۲

(۳) فساق ذلک کلہ عمر فزفت وھی ابنۃ اربع سنین او ما بین الاربع الی الخمس ہدایۃ السعدا ص ۱۵۹

(۴) فدعا ام کلثوم وھی یومئذ صبیۃ انتہی الکلام ۳۳۲

عہ
بحر صواعق محرقہ
صفحہ ۱۰۴ مصری

بین مرد پیر معمر از شصت سال بالا شدہ ام جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ بعد شصت سالگی عمر ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ ۲۳ ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۷ ہجری مین عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستری کا بھی وہی سنہ ۱۷ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی کے ساتھہ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوی ہے عقد نکاح دایر ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ یا پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر سنہ ۱۷ ہجری والا قول مانا جاے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ۲۰ ہجری کا خیال ہو تو بس حضرت ام کلثوم کا اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعد کرامت عہد سرور انام جناب رسالتمآب ہوے اسمین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سنہ نہین لکھا ہے لہذا از روے حساب جانچنا پڑا پس از روی حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۵ ہجری یا سنہ ۶ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ ۲ سنہ ۳ ہجری کے ماہ مبارک یا ذی الحجہ مین علے اختلاف الروایات ہوا اور ولادت باسعادت جناب امام حسن ۱۵ رمضان سنہ ۳ کو اور ولادت باسعادت جناب امام حسین ۳ شعبان سنہ ۴ کو ہوئی پس بنا بر اسکے ولادت حضرت زینب سنہ ۵ اور ولادت حضرت کلثوم سنہ ۶ ہجری مین اور ولادت حضرت رقیہ علیہا السلام کو

لہ قبض عمر لاربع بقین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وعشرین ولہ من العمر [illegible] ستون سنۃ [illegible] بین [illegible] عمر [illegible] ابن الصباغ

لہ قال ابن [illegible] وکان تزویجہ بہا فی سنۃ سبع عشرۃ من الہجرۃ فی ذی القعدۃ [illegible]

صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سنہ ۱۱ ہجری بعد وفات رسول لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری کے قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جائے تو سنہ ۷ یا سنہ ۸ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط محسن کیلئے لااقل زمانہ ۳ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس از روئے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷ ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۲۰ ہجری میں ۱۴ برس اور از روئے حساب ثانی یعنے ولادت سنہ ۸ ہجری جس سے کم نہیں ہو سکتا سنہ ۱۷ سے تا بہ سنہ ۱۷ نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۲۰ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تھیں جیسے روایات اہلسنت میں بالاتفاق و بالاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سب میں بالاتفاق مذکور ہے پس جس روایت کا سر اغلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجائے گی علاوہ برآن جب صغر سنی نہ رہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب امیر و سایر بنی ہاشم اور خلیفہ دوم و دیگر صحابہ کیطرف کیجائے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جائے جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز سبکا ان روایات کو غلط ٹھہرایا جسمین کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بوجہ اولے غلط قرار دیجائے گی پھر کیف جزو اول روایات کا غلط ہوا **دلیل دوم**

۱۲ یعنی بعد حسنین علیہما السلام کے [illegible]

ایضاً متعلق بصغر سنی اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علمانے انکی مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی اور شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیساکہ اسنی المطالب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہی قاعدہ مقرر کیا ہو کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجانے گی
کما ثبت فی اصولہم پس لااقل وقت وفات جناب سیدہ ع
کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ع پانچ برس کی ہوتی ہین تو سنہ ۱۸ مین
بارہ برس کے ہونگی اور سنہ ۱۷ مین ۱۱ برس کی پس اس سے بہی دعوی اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کا اوسوقت مین چار یا پانچ برس کی کہنا غلط ہوا
اور مؤید اسکی وہ روایات بہی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا ہبہ فدک
پر وقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گو اوس روایت کو یہ لوگ مثل
دعواے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر ع مقبول نہین کرتے مگر کہین
یہ نہین لکہا کہ حضرت ام کلثوم ع اوسوقت قابل اداے شہادت کہ اقل
مراتب پانچ برس ہے نہ تہین انتہیٰ است کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کر دو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرأۃ یعنی یہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے بدو وجہ دعواے صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا ایک تو یہ کہ حضرت نے امرأۃ کا اطلاق کیا اور جب

[illegible]

حدثنا بکر بن احمد القصری
حدثتنا فاطمہ بنت علی بن
موسیٰ الرضا حدثتنی فاطمہ
و زینب و ام کلثوم بنات موسیٰ بن
جعفر قلن حدثتنا فاطمہ بنت
جعفر بن محمد الصادق حدثتنی
فاطمہ بنت محمد بن علی حدثتنی
فاطمہ بنت علی بن الحسین حدثتنی
فاطمہ و سکینہ ابنتا الحسین

[illegible]

تحقیقات مولوی حیدر علی صاحبکا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے نہ کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ ہے نہ حق صبیہ صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوئی جو اوسنے کمسن صبیہ
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ حرمت اسکی متعلق نابالغہ سے ہے نہ صبیہ
پھر کیف دعوے صغر سنی بہر طور غلط ہوا پس اسکے ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو ان روایات مین مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کرلین کہ یہ روایات بالکل
غلط ہین تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہین ہے بیان اس صغر سنی کا عذر بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابو بکر مخطوبہ عمر یقینا صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری مین بعد وفات ابو بکر ہے پس سنہ مین اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار یا پانچ کہنا از روے واقعات نہایت درست
و بجا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ خطبہ اور انکار و اصرار کا اسے
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ یا بالعمد
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سواے
اسکے دوسرے مین نہین پائے جاسکتے پس اس عذر صغر سن نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابو بکر کو علماے
اہلسنت نے صرف اسوجہ سے کہ اوسنے بلا واسطہ رسولخدا سے حدیث کو
نقل کیا زمرہ صحابہ رسول مین داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کردین تو ایسے

[illegible] الاصابہ [illegible] ابن حجر
[illegible] بنت ابو بکر [illegible]
[illegible] بعد وفات
ابیہا [illegible]
[illegible]
[illegible] ابن
[illegible]
صفحہ ۳۰۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صفحہ

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے **تنبیہ** غالبًا واضعین روایات عقد کے اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر مین جو بوقت خطبہ چہار یا پانچ سالہ تھے ظرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑہاپے مین ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہا کے عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت انکی ظاہر ہوتی ہے امداد ان دونونکا یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا تاکہ منقصت خرافت و رکاکت و دنائت نسب محمدت استحصال شرافت و حق شناسی وخوف وخشیت سے مبتدل ہو جائے جیسا کہ اور سلاطین وخلفا کی خرافت وحماقتونکی اصلاح وزرا واراکین سلطنت نے یونہی کی ہے جسکا نمونہ سر معزن ابن خلدون مین دربارہ عباسہ وہارون بلکہ بوران و مامون مذکور ہوا اور جب صحیح بخاری وصحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ کا ذبًا غادرًا خائنًا آثمًا وغیرہ کو نکالڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور سمجھنا یا لکھنا کون ایسا مشکل کام ہے از ینجاست کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی ص کو بھی اس قصہ مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور وتامل کا موقع ملے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم چہل ہزار درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر افادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ بتصریح شاہ ولی اللہ مذہب خلیفہ دوم یہ تھا کہ مہر مین زیادتی نہو کیونکہ جناب رسولخدا نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

[illegible]

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ بتلاوت آیہ قرآنی ونص
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم نزد اہلسنت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادب با کتاب اللہ سبحانہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ میں تصریح کی اور
فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں نہی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرو مہر میں اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمیں ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہیں کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی ممانعت زیادتی مہر میں موجود
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو حتے کہ بمشکل تمام دو ہزار
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے صد ۱۱ ان عمر رخص ان
تصدق المرءة بالفین جس سے اسقدار کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دیں اور جناب
امیرؑ اوسکو منظور کریں جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ برآن
خلیفہ کی ناداری کی یہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال سے
چھیاسی ہزار کے قرضدار تشریف فرما ہوے جسکو حوائج مسلمین میں
صرف کیا اور فرزند ارجمند کو اوسکے ادا کاری کے لئے دریوزہ گری
کرنے کی وصیت کر گئے گو اوسپر بھی ادا نہوا پس کیونکر ممکن ہے کہ اسقد

ح [illegible]
جواب این [illegible]
جواب این سخن [illegible]
از جواب [illegible]
اولی [illegible]
است [illegible]
چون [illegible]
و [illegible]
[illegible]
تا [illegible] الا [illegible]
از [illegible]
[illegible]
فقد [illegible]
[illegible]
انتہی [illegible] تحفہ صد ۲۹۵
[illegible]
ح [illegible]

مہر قرار دین اس سے بہی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر دس ام کلثوم کا تہا جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تہین کیونکہ ایام جاہلیت مین بہت بہت سا مال مہر مین دیا جاتا تہا یا دون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام مین عقد کیا تہا کیونکہ اون دنون کاروبار خلافت سے تو کچہ تعلق تہا ہی نہین بلکہ ہمہ تن صفق بالاسواق و تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی ولہذا سہو و خطا ہو گیا اس مسئلہ مین اجتہاد کرنیکی نوبت ہی نہ آئی ہو گے پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم سے عقد ہوا تہا ان سابق کے دونون ام کلثوم سے کیسا مہر بہی انکی طرف منسوب کر دیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت مین یہہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بحکم جناب امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھ ہوا اور خود حضرت نے یہہ عقد کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا تہا بعد عون بن جعفر سے مگر سب کا اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے عقد ہوا خواہ مقدم بر عقد محمد یا موخر ان سب امر کو دیکہنا چاہیے کہ واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر اور علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علما نے فن رجال جنہون نے عقد عون بعد عمر لکہا ہے وہ لوگ بالاتفاق ناقل ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر مین عہد خلیفہ دوم شہید ہوئے چنانچہ بعینہ عبارت اصابہ کی یہہ ہے کہا ابو عمر نے استیعاب مین کہ شہید ہوے عون بن جعفر بمقام تستر

[illegible]

عہد خلافت عمر مین اور اونکی کوئی اولاد نہین ہوئی استھے پس برای خدا
غور فرمایئے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوا
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا لیس جسپر صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا ان بیانات سے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہ قصہ خطبہ و اصرار و انکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت انہین عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا اسلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اونھون نے
نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبد اللہ و محمد تو حضرت زینب و ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورت مین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر ع
کیطرف منسوب ہے وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
کو جب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہو اوسکے ساتھ یہ عذر بھی
پیش کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کرکے باز رہین کہ جب ایکطرف سے
خواستگاری ہوجاے تو دوسرا خطبہ نکرے اور اس صورت مین شرکت
جناب امیر ع حمایت بی بی عائشہ مین دربارہ باز رکھنے خلیفہ دوم کے
عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے باستدعاے بی بی عائشہ یا باستدعاے
اسما بنت عمیس نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ علاوہ انکار ام کلثوم

و ذکر عون بن جعفر الطیار
فی عہد رسول اللہ
اسد الغابہ اصابہ در منثور
ایضاً شرح ولا الخطبہ
زینت النعمی صفحہ ۱۲۱

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرنیکی حاجت نہیں جعفر کو عرفاً اس
رو سے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہو ورنہ اسکا اثبات کرین
کہ جو شخص عہد عمر مین مرچکا وہ بعد خلیفہ کیونکر زندہ ہوا اور اوسنے نکاح کیا

دلیل پنجم یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر عہ نے یہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرزند زید کے ساتھ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہیے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبد اللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ نے
جناب زینب کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب عہ کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبد اللہ جناب ام کلثوم سے عقد کر کے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیر عہ ایسا نکاح کر جاوین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم عہ کے تا بعد وفات حضرت زینب قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین وہ روایات
غلط ہوتے ہین جسمین وفات حضرت ام کلثوم و زید فرزند کے ساتھ عہد معاویہ
مین مذکور ہے صورت ثانیہ مین وہ کل روایات غلط ہوتی ہین جسمین صغرسنی
حضرت ام کلثوم و خطبہ عمر و اصرار و انکار و وقوع نکاح بعد عمر عون کے ساتھ

ع
[illegible]
ص ۹۲۹
اصابہ ص ۳۳۳
[illegible] استیعاب ص ۸۵
[illegible] اصابہ ص ۲۹۳
اصابہ

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھ ہوا اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
مذکور ہے پس اس سے بھی مطلوب اہلحق حاصل ہوا غرض جو کچھ پیشتر
گذشتہ ہوا اسی طرح چونکہ روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کرسکتے نہ خود مین
بھی فرمانش سے لہذا ضرور ہے کہ بنابر دانست محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب ایسے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہ کہ قایل ہون بوہم و اشتباہ
رواۃ کہ راوی لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے مرض اشتباہ
ہوے اور وہم و خطا مین گرفتار ہوکر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کردیا کیونکہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہ واقعہ ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اور اوسکے انکار سے بی بی عائشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عائشہ سے کی ہو اور
بعد رفع فتنہ و فساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے عقد عمر بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کہ راویون نے باشتباہ و اشتراک اسمی جناب ام کلثوم ع
کیطرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت و موجودگی
حضرت زینب وقوع عقد محال ہے **دلیل ششم** شاہ عبدالعزیز نے اسپر دعواے
تواتر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے زید پیدا ہوے عمر نے بنام اپنے

بہائی زید کے انکو سے کہا یزید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کسیکی ہاتھ سے
زخمی ہوکر مری اور مان اوسکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تہین اونہون نے
بہی وہی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ۱۲ اور
عبد اللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کردیا مولوی حیدر علی نے بہی اسپر
دعوے تواتر کیا ہے اور اسکی بہی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین یہ
امر واقع ہوا پس اب دیکہنا چاہیے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولا انکے بیان مین اختلاف ہے کہ صلب سے اولاد
بہی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبد الحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبد اللہ اور عبد الرحمن بن
عمر کے بعد ذکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بہی معلوم ہوتا کہ قبل اسکے کوئی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے بزید نہ تہا کیونکہ اپنے
بہائی کا نام رکہا اگر کوئی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اس نام رکہنے کی ضرورت
کیا تہی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تہا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنے منقول شاہ عبد الحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تہی گو اسمین اختلاف ہے
کہ عبید اللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تہا
یا نہ مگر اسپر اتفاق ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کے
بطن سے تہا پس اگر اسکے قایل ہون کہ زید پسر ام کلثوم خزاعیہ چہوٹا تہا

ف ۱
فی خزانۃ الجلالیہ
[illegible] ۱۲۹۷
والبنات فکان لفاطمۃ
الحسن والحسین والمحسن
وام کلثوم ومحسن مات
فی الصغر لا عقب له
ولکن ام کلثوم ماتت
فی الصغر عند عمر بن
الخطاب لا عقب لها ۱۲
نہایۃ السعداء ص ۲۵

زید اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوئی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد نزول آیہ لا تمسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نہ رہی تو زید اصغر اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہونگے علاوہ بران جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت عمر کے دوسرے زید وام کلثوم کی یون وفات ہوی جیسا کہ کل اولاد سے کہ دختران خلیفہ دوم کا حال علیحدہ علیحدہ با جمال و تفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید ماں بیٹے کا کوئی حال یا وصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہدایت عقل سلیم معلوم ہوا کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا نہ تیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی ادھر ہی لگا دی اوسکے ساتھ اصلی زید وام کلثوم کے حالات بھی اسی فرضی زید وام کلثوم کے سر منڈھا اصلی ماں بیٹے تو غایب ہو گئے اور فرضی اصلی بنگئے اور اگر اس تقریر مین فقیر کی کوئی شبہ ہو تو اس سوال جو ذیل ہے لیجیے جس سے ولادت زید محال ہوتی ہے

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا ہے درمیان سنہ ۱۷ اور ۱۸ ہجری کے
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار پانچ برس کا بیان ہوا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے یعنی وقت عقد سے ۶ سال کی ہیں اگر سنہ ۱۷ میں چار پانچ سالہ تھیں
تو سنہ ۲۳ میں کہ سنہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہونگی اور دس برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہیں خصوصاً درصورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہوگیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ نے فرمایا ولو کان فی بقیۃ حرکۃ الی النساء
لم یسبقہ احد الیہا یعنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا اگر تمہارے باپ میں
رمق حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس لڑکی میں کوئی اس سے سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ میں یقیناً ثابت ہوا چاہئیگا از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ ان روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمیں خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتوں سے
تعلق کرتے ہیں اور جسقدر عورتوں سے خطبہ کرنا ہمیں گراں ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہیں گراں ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہیں ہے نسوان کی حاجت باقی نہیں ہے
پس دہ سالہ لڑکی سے باین پیری و ضعف شیخ المشائخ لڑکا ہونا بہت ہی حیرت انگیز ہے
حالانکہ اگر امکان عقلی بہ عادی نکلتا بھی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا خیر کسیطرح
ممکن ہوسکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جسکا رقیہ نام بتاتے ہیں
کہ وہ تو بالکل محال ہے کیونکہ قبل از نہ سالگی عورتوں کو بلوغ ہی نہیں ہوتا

صفحہ ۱۹۶
ازالۃ الخفا
مقصد ۲

چہ جائے تحمل حمل و نہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۳ھ مین اب ایک سال
بھی خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۱۷ھ مین عقد مانا جاوے تو جو لڑکی اوسوقت چار سالہ ہی سنہ ۲۳ھ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سنکی لڑکی نہ بالغ ہوتی ہے
نہ حاملہ ہوسکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ھ یا ۱۸ھ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینًا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بھی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام فکیہہ سے پیدا ہوے بہرکیف یقینًا معلوم ہوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تھا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید و ام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
ہوئی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تھی جسکے بطن سے زید بن عمر منقول ہے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تھین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مشہد ابو اسحق اسفراینی اور روضۃ الشہدا ملا حسین کاشفی اور روضۃ الصفا
اور حبیب السیر وغیرہ مین تفصیل تمام مرقوم ہے چنانچہ عبارت مقتل ابو مخنف
یہی متوجہ ہوئین ام کلثوم طرف مسجد رسولؐ کے باکیۃ العین محزونۃ القلب
اور کہا السلام علیک یا جداہ انتہی ابو اسحق مین ہے آگے بڑھین حضرت

ام کلثوم اور کہا وائے ہو تجھپر اے یزید الخ اور روضة الشہداء مین ہے زینب
را چشم بر حسین افتاد فریاد بر داشت کہ یا جداہ وا محمداہ پس روے بہ یزید کرد
کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ
را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدہ این عمل چگونہ
برآے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کیست گفتند کہ خواہر حسین است
دختر فاطمہ ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر
برادرم دیدار باز پسین او بہ بینم و ستوری یافت در جست و سر حسین را برگرفت
و لب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر برآورد و گفت اے یزید امیدم
کہ درین دنیا راحت نہ بینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن زبان دراز
ہم خواہر حسین است گفت آرے این ام کلثوم است گفت اے ام کلثوم
چون دیدی کہ خداے تعالے ظن شما را دروغ کرد و آنچہ برما فکر کردہ بود دید
برشما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالے منافقان را دروغ گوے
خواندہ ان المنافقین لکاذبون الخ اور روضة الاحباب مین ہے
جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم و زینب خواہران
امام حسین ہمراہ بیش بودند زینب را کہ چشم بر حسین افتاد الی ان قال ناگاہ ام کلثوم
برپاے خاست گفت اجازت دہ الی ان قال یزید گفت این زن زبان دراز
ہم خواہر حسین است گفتند آری ام کلثوم است اور تحریر الشہادتین شاہ سلامت اللہ
کشفی صاحب معرکہ آرا مین ہی جو تلامذہ شاہ عبد العزیز اور سرآمد متکلمین سے ہین حکایت کردہ اند
کہ دمیکہ اسیران اہلبیت را بحضور ابن زیاد حاضر کردند گفت الحمد للہ الذی [illegible] شکر خدا را

روضة الاحباب جلد ۳ ص ۵۸۵

تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین ص ۹۰

سختی داد و بہ دشمنان سختی داد حضرت ام کلثوم جواب دادند الحمد لله الذی کرمنا بمحمد
و طہرنا تطہیرا شکر خدا را کہ گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت
کیف رأیتم قدرة الله چگونہ دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند
سیجمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے صاحب لکھتے ہین کہ بیان حال خرابی دودمان نبوت ص ۹۱
دیدند و گریستند ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید
بعد اسکے لکھتے ہین یزید جوابے بجز سکوت ندید متوجہ بطرف زنان و یتیمان ص ۹۴
اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشمش حضرت زینب ع
چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ وامحمداہ بعد ازان خطاب
بہ یزید کرد و گفت ہیچ نمیدانی کہ زنان خود را در سراپردہ عزت و حجاب نشاندی و
دختران رسول خدا را این بے پردگیہا بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
پیش خود طلبیدی فردائے قیامت از عہدہ عمل خود چہ جواب توانی داد یزید پلید
گفت این کدام زن است گفتند زینب خواہر حسین ع و دختر فاطمہ زہرا البتول ازان کلثوم
برخواست و بر سر حسین ع افتاد و لب و دندان خود را بر آن لب و دہان چندان بالید
کہ بیہوش شد بر زمین غلطید چون بہوش آمد دعاے بد در حق یزید کرد و گفت
کہ ای یزید تمتع از دنیا نیابی و چنانکہ مارا در بلا افگندی حق تعالی ہم در دنیا و عقبی روے راحت نہ بینی یزید
پلید گفت مگر این زن ہم خواہر حسین است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ است انتہی اور کتاب ینابیع المودۃ
مین شیخ سلیمان بلخی قندوزی لکھتے ہین اما ام کلثوم فحین توجہت الی المدینۃ جعلت تبکی و
تقول مدینۃ جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جئنا خرجنا منک بالاہلین جمیعا
رجعنا لا رجال ولا بنینا پس ان روایات سے شرکت جناب ام کلثوم معرکہ کربلا مین یقینی ثابت ہوئی

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ فریقین میں باتفاق یہ امر مسلم ہے اور چونکہ بقید المتکلمین شیخ الرحمٰن خان
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالراس العین قبول فرماتے ہیں تو اس باب خاص میں
روایات شیعہ بھی یقینًا علامات جعل و وضع سے مبرا ہیں مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہیں کرتے کہ ہر کہ و مہ اس سے واقف ہے اور اخبار اور اقوال انحضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ میں بھی موجود ہیں چنانچہ کتاب نہایہ ابن
اثیر میں ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لاهل الکوفة اتدرون ای کبد فریتم لرسول الله صلعم الفرث تفتت
بالعصر و بالاذی فیه یعنی حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسول خدا
کے غم و الم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئیں تو انکا انتقال تنہا خواہ ہمراہ بیٹے زید ایام خلافت معاویہ
میں یقینًا غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی میں جیسا کہ ہدایہ
السعدا میں ہے غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر داب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قایل بوہم و اشتباہ رواۃ ہوں جیسا کہ
احادیث صحاح وغیرہ میں اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ ماں بیٹے
ساتھ مرنیوالے وہی اصلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم مادر اصلی زید ہیں
کہ ایام خلافت معاویہ میں ماں بیٹے ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا دختر جناب امیر دوسری ہیں جنکو زوجیت عمر سے علاقہ ہے
نہ ابنیت زید بن عمر سے سرو کار اور موید اسکے یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر

نہایہ ج ۳ ص ۲۳۲

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد عمر روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعہد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب و ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعہد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے **فتزوجہا اخوہ**
عبداللہ بن جعفر فماتت عندہ یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اونہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس صورت
یہہ دعوے غلط ہوا خصوصًا درصورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ ماں بیٹے نے
ساتھ بعہد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ نے
سنہ ۸۰ عہد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت مین ہے
تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوا کہ بعض
ام کلثوم جنہنے اپنی بیٹی زید کے ساتھ عہد معاویہ مین انتقال کیا وہ ہے
زوجہ سابقہ خلیفہ تھی نہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر جو شریک معرکہ
کربلا رہین کہ اس صورت مین وقوع عقد ساتھ عبداللہ بن جعفر کے بعد

اصابہ بنقل ازالۃ الغین ص ۹۲۷
۱۲ فخلف علیہا بعدہ عبداللہ بن جعفر فتزوجہا [illegible] و ماتت عندہ
ولم [illegible] ولد لہا ۱۲
اسماء الرجال مشکوٰۃ
شیخ عبدالحق دہلوی
[illegible] و توفی
مات عبداللہ بن جعفر بالمدینۃ
سنۃ ثمانین و ہو
ابن تسعین سنۃ ۱۲
مشکوٰۃ ص ۱۲

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھین گے **تنبیہ** واضح رہے کہ ہر چند یہ ادلہ جو مذکور ہوے ابطال واقعہ کاذبہ کے لئے کافی و احتمال اشتباہ رواۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین کہ اگر مدۃ العمر دماغ سوزی اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل واقعہ ہے نہ مجادلہ ومکابرہ با اہلسنت اسیوجہ سے بطور مصالحہ ومساہلہ گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علماے اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قرائن اور دلایل و اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو و جوانب پر غور کرنا لازم ہے لہذا کچھہ معاضدات خارجیہ اور کچھہ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ تحقیق کے لئے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان دانشور و منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہوجاے

معاضدات خارجیہ

اول[1] قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے اسکا یہ واقعہ نکاح غلط بیان کیا جاتا ہے اور اسکا یہ واقعہ صحیح یہی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو پیشوا سرحدار اہلسنت وجماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تھا کہ بدولت خلیفہ حکمران بصرہ ہوا ام جمیلہ نامی زن زانیہ سے زنا کیا تین صحابے ابوبکرہ مولے رسول شبل نافع نے روبرو خلیفہ دوم پوری شہادت ادا کی شاہد چہارم نے بتعلیم خلیفہ دوم شہادت کاملہ مین اتنی کسر لگائی

[1] تاریخ طبری جلد رابع تفصیل اسکی ونیز تشئید المطاعن جلد دوم صفحہ ۵۹۵ مین ملاحظہ ہو

کہ جسطرح سلای سرمہ دانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جسکے
خلاف حکم دراے جناب امیر کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بر بنیاد اوس عداوت کے جو جناب امیر سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھے ونیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علی ہے عمر نے کہا تو ہمسے تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران ہو انتہی تاریخ
طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لینے سے بے ادبی
ثابت ہو اور واجب التعزیر قرار پائی اور یہ ملعون ایسا کلام بے ادبانہ کرتا ہے
خلیفہ کو کچھ ہوش بہی نہین آتا نہ تلوار ہی چلاتے ہین نہ درہ لگاتے ہین
مغیرہ پر حد جاری کرنے سے تو آسمانی رجم کا خوف ہوتا ہے اور اس
کلمہ سے شعلہ جہنم کے بہڑکنے کا بھی ڈر نہین بہرکیف جسطرح اس کلمہ

الف امر محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر ع و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح الف امر وقوع عقد مذکور بھی ظاہر ہوتا ہے
اور ضعیف روایات بھی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغر سنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلیئے کہ ممکن نہین کہ کوئی احمق بھی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برس کی عورت کو تین چار برس کے
لڑکی قرار دی خصوصًا مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے ۴ بہرکیف اسکے ساتھ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنے ناموس کا ننگ و عار بھی ہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح ایسے روایات کی
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا دوسرے مسئلہ کفارۃ ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ آنچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصائص پیغمبر است کہ اولاد بنات آنحضرت
بآنحضرت منسوب اند در کفاءۃ وغیر آن و اما اولاد بنات دیگر با جداد مادری
منسوب نمیشوند در کفاءت و غیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب برسول اللہ
کہ از خصوصیات آنحضرت است آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشان است
و ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفاءۃ معتبر باشد چنانچہ زنے شریفہ با شخصے
کفو مردے غیر شریف نیست اما آنچہ گفتہ اند کہ ہاشمی و مطلبی کفو یکدیگر اند
محل آن در غیر اینصورت است چنانچہ بیان آن بانظیری کہ در آنست ہیچ فسادی

۴ ایسی بیہودہ تمثیل دی کیونکہ مشبہ و
مشبہ بہ مین کوئی وجہ مناسبت ضرور تھی
اور درمیان چار برس کے لڑکے اور ام
جمیل کے کوئی مناسبت نہین

۵ دوسرا مسئلہ کفارہ

ص ۱۶۱ ورق قلمی
صواعق محرقہ

مسطور ہیں۔ انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی و ہاشمی کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہے قال لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء کیا عمر جیسا مانع ہوں گا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زن آزاد سے بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح کے ممانعت کی پس با اینہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و با این مذہب خلیفہ دوم کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلالحاظ کفویت جناب امیر علیہ السلام پر یہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا ان سے عقد کر دیں اور جناب امیر نے خلاف احکام رسول عیاذاً باللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم کا کفو نہ ہونا اس درجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا کچھ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل کرنا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر کے نزدیک بھی عمر کفو نہ تھے علاوہ بر آن جب خاندان خلیفہ اول اذل البطن ہو جیسا کہ تکمیل الایمان شاہ عبدالحق میں ہے و اذل البطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تیم بود و اذلیت او در اذلیت بنی عدی خاندان خلیفہ دوم میں کس کافر کو شک ہو سکتا ہے از انجا ہست کہ اکابر صحابہ اہلسنت ہمیشہ

ص ۱۱

ازالۃ الخفا ۱۲

[illegible] عن [illegible]
خطب عمر الی علی ام کلثوم
فاستشار علی العباس
و عقیلا و الحسن فغضب
عقیل و قال لعلی
ما تزید الایام و الشہور
الا العمی فی امرک واللہ
لئن فعلت لیکونن و لیکونن
صواعق ص ۱۰۱
دیکھو [illegible] ۱۲
و ذخائر العقبی محب الدین
الطبری کا صفحہ [illegible]

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے **خالد** بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ ابن
حنتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص با اینہمہ بلند
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے سنا یا ور ازالۃ الخفا مین موجود ہے
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سنا جو کہا
معلوم ہے کہ عمیر اسنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضک اللہ بظر امک کنز العمال
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس پیچ شرافت نسبی کے تین پشت
تک روض الانف سہیلی و تاریخ اور کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور
مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت
ہی شرمناک و عبرت افزا قصے ہین کسیطرح بیان نہین لکہ سکتے اور بسبب
اصل کتاب پر محول ہین لیکن صاحبان عقل و ادراک اسی سمجہ سکتے ہین
کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے یعنی
زانی و زانیہ سے ولد الزنا بدتر ہے تو فورًا فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر نے
اوس قول ابوہریرہ کے کہ حدیث رسول تہی تردید کی اور کہا ولد الزنا
خیر الثلاثہ یعنی ولد الزنا تینون مین بہتر ہے کنز العمال شاید خلیفہ ثانی نے
بہی ایسی ہی روایتون کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب رسالتمآب
کی حدیثین نبیان کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیے
جاوگے بلکہ شاید اسی کی کسر لی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر ابوہریرہ کو اتنے

نسبت کو صحیح نہ جانتے ہونگے
ہوتا ہے ازالۃ الخفا ذوالفقار حیدر جلد دوم صفحہ ۱۱۱ صفحہ ۱۸۲

ملاحظہ ہو ۱۲ ض صراحت مجلد اول صفحہ ۱۵۸ استقصاء الافحام صفحہ ۲۱۵ مین قابل ملاحظہ ہے ۱۲

ع تاریخ ابن کثیر شامی صفحہ ۱۰۴ جز ۸ وفات ابوہریرہ ۵۹ھ
ص کتاب العقد صفحہ ۳۵
عبقات الانوار صفحہ ۱۹۲

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی (ی)
مسلمانو کہان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا
غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اسلام مین
کہ اشرف ادیان ہی اوسکی تعریف کیجاے چہ جائیکہ وہ مقتدای دین اور خلیفہ سید المرسلین یا قرار اتے
خیر عبداللہ بن عمر زنی تو ممکن ہی اوسوقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب یا طلب کیا ضرور ہے
کہ اسپر ترقی کرکے یہ قاعدہ بنایئن کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے
زیادہ نجیب ہی جیساکہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے
اولاد زنا انجب ہی کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے
جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا
کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس
افادہ پرفائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصاء — صفحہ ۱۵۸ استقصاء الافحام جلد اول
الافحام ازینجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولد الزنا وارد ہے
بہت کچھہ اعتراض کیئے بدانست خود بڑے شد و مد سے انکا ابطال کیا
اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلسنت کے یہان کوی روایت اسکے
مذمت مین نہین ہے منتہی الکلام مین بعد نقل بعض روایت شیعہ مذمت ولد الزنا — صفحہ ۵۵ منتہی الکلام
مین فرماتے ہین و بحمد اللہ کہ منقدین اہلحق از تخریج این روایات مبرا و منزہ
اند چنانچہ از رسالہ ملا علی قاری کہ در موضوعات حدیث جمع فرمودہ

صـ ۲۸۵ لغایت صـ ۹۵۲
استقصاء الافحام مجلد اول

ہویدا می شود اسکے جواب سکا تو کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل ابن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری
عبد الرزاق ابو عیسی ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فیل ابو العباس خرایطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو
سلیمان خطابی طبری طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی
رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد
صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور انکے جہنمی ہونے کے
ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہے پھر ایسے مولوی کو
حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کی ناقلین کو
متقدمین سے نکال لیتے اور اس کد و کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
مین جو نتیجہ نکلتا ہے عقلائے روزگار پر ظاہر و ہویدا ہے اور اس
جانکاہی سے انکی جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج شرح نہین کہ کیون
ایسی کد پڑی بہر کیف با اینہمہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
جو ذوات الاحساب مین کفو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم رسول
کے کہ کفو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب نہین ہے ایسا عقد کرین پس
ان قرائن و شواہد سے بھی بالیقین معلوم ہوا کہ ہرگز نہ خلیفہ نے خطبہ کیا
نہ عقد ہوا اصل امر یہی ہے کہ سارا قصہ خطبہ و نکاح متعلق بہ ام کلثوم بنت

ابوبکر ہے کہ روات نے بجہت شرکت نام وحسد تمام اسطرف منسوب کیا
متاخرین نے بتقلید متقدمین و واضعین اونہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلسنت جناب رسالتمآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ وام کلثوم کو پسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدۃ النساء العالمین
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی بابت شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر ہر دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی تہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا اگر علی
نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہوتا جسمین بلا استثنا سب داخل ہین
اور ہمیشہ عمل درآمد بہی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بہی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارہ مین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ ایسا قصد
کرتے یا معاذ اللہ جناب امیر ع برخلاف سیرت نبوی رفتار فرما کر ایسا امر
بطیب خاطر گوارا کرتے از ینجاست کہ خود غلام علی آزاد بلگرامی کو جو بہی اکابر
اہلسنت سے ہین اس عقد پر سخت تعجب ہوا کہا نقل کہ باوصف اس
پابندی کے یہ عقد کیونکر ہوا لیکن بوجہ تعصب مذہبی امر حق کو چھپا کر جواب
یہ دیا کہ چونکہ ابتدائے اسلام تہا بوجہ قلت رجال ایسا واقع ہوا ہو حالانکہ

صریحی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اونہین روایات مین مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پہر کیون وہ نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جسمین شیخین نے عیاذاً باللہ جناب سیدہ کے بارہ مین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب رسالت مآب صلعم نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے کہ جناب امیر منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر و عثمان اپنا کفو نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ تمامی کنبہ و قبیلہ از خورد تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرتے ہون اور خود دختر نیک اختر بھی نارضامندی اپنی بیان کرے اوسپر بھی جبر شدید کیا جاوے لا واللہ لا یکون ذلک ابداً بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا حرف کذابین وضاعین دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تیسرے یہہ بھی ان سب روایات مین بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال یا سبب و نسب رسول اللہ تھا نہ دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ ازالۃ الغین مین ہے فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست ولیکن از جناب رسالت مآب شنیدہ ام ایضاً عمر گفت کہ بخدا خطبہ ونکردہ ام فقط برائے خانہ داری ایضاً گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابیطالب ام کلثوم را پس او از حضرت عباسؓ و عقیل مشورہ فرمود عقیل منع نمود حضرت فرمود مر حضرت عباس را کہ بخدا آنچہ عقیل میگوید خیرخواہی نیست بازنزد عقیل متوجہ شد و گفت ہیچ میدانی کہ خطبہ امیر المومنین چہ سبب است

واضح ہو کہ اصل روایت میں [illegible]

فغضب عقیل وقال لعلی [illegible]

ان فعلت لیکونن ولیکونن

انتہی صہ ۸۵ یعنی حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور جناب امیر سے کہا [illegible]

مقصود او بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب صلعم کہ
فرمود کل سبب الخ **اقول** اولاً بہ بدیہۂ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کہا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہیں ہیں صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے گا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب صلعم نے کیوں نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اس سے عقد کیا حالانکہ ان لوگوں نے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیرؑ
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہیں سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ و جدال
تک میں ہو اور بیٹی بیاہنے میں نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولی من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرماتے ہیں اور
جناب امیرؑ ایسا ننگ گوارا کریں لا واللہ لا واللہ **ثانیاً** یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف خیر خواہی کیونکر ہو گئی جو حضرت نے فرمایا بخدا آنچہ عقیل
میگوید خیر خواہی نیست آخر خاندان رسالت کو اس نسبت سے نفع کیا مقصود
تھا جو در صورت نہونے عقد کے بدخواہی ہو بھلا کوئی عاقل اس ممانعت
حضرت عقیل کو بدخواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیرؑ اسکو بدخواہی کہیں
حالانکہ خود حضرت ہی پہلے مانع تھے اور حسنین علیہم السلام بھی برابر

مانع رہے جیسا کہ انہین روایات سے ظاہر ہے بہرکیف کسی عاقل کو
دروغ اور موضوع ہونین اس حکایت کے کوئی شبہہ نہین ہے
لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہون
اما اولاً پس عدم صحت اسکی اسیسے ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جب عمرو عاص نے حق تلفی
ابوبکر کا خیال دلاکر روکا تو یہہ راے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت
علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسبب رسول کو ذریعہ فخر قرار دو
جس سے صاف معلوم ہے کہ یہہ دعوے محض غلط ہی ہے خواہان خلیفہ نے
دفع خرافت و دناءت نسب کے لیے وقت وضع اس روایت کے
یہہ ضمیمہ ملا دیا تاکہ فریب انکا بخوبی کارگر ہو اور جعل وافترا انکا بے کسر چھپ جاے
و قدحِ ثانیاً اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ یہہ بیان یعنے صرف بغرض اتصال با سبب رسول
عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال سبب رسول
تہا نہ مطالب مقصود تمام عقد تو چاہیے تہا بعد اس عقد کے دوسرا عقد
نہ کرتے خصوصاً در صورتیکہ اوس وقت بالکل حاجت نساء و نکوہا واقعے
نہ تھی جیسا کہ روایات عقد مین مذکور ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
ابن اثیر جزری سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد اس عقد موضوع کے
خلیفہ دوم نے فکیہہ سے اور فاطمہ بنت الولید سے ستکابین اور عاتکہ
سے عقد کیا کہ بعد فوت عمر اون سے زبیر کا نکاح ہوا جس سے معلوم ہوا

غلطی بیان اصل منشاء عقد

ص ہوا کہ اصلی منشا محض حصول قرابت رسول مین تھا ورنہ دختر ابوبکر مین کہان یہ قرابت حاصل
ہوسکتے تھے جو اوسی عقد کرنے کا عزم کیا جسسے صاف معلوم ہوا

ص ۲۲ کامل جلد ۳

بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
یعنی وسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمر زینب سے ہے بطن فاطمیہ
سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال بسبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو بیش عورتون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
قسطلانی مین ہے کہ کہا شیخ ابو علی سنجی نے حرام ہے عقد کرنا دوسری کا بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخایر العقبے مین ہے کہ مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسن ع نے مسور کی بیٹی سے عقد کا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کہا کہ کوئی سبب و نسب
دامادی تمہارے اہلبیت سے زیادہ محبوب نہین ہے مگر رسول ص نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے
جس سے فاطمہ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو موجب
مسرت فاطمہ کے ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ ہین اگر مین اپنی
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن ع نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخائر العقبے کہتے ہین کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بہی اون امرون کے رعایت کیجائے جن امور کی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی سنجی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا ترجمہ ذخائر العقبے اور ہرگاہ خود اہلسنت اسکی تصریح کرتے ہیں
کہ جو امر موجب ایذائے جناب سیدہ ہے قلیل ہو خواہ کثیر وہ امر

موجب ایذاے سرور کائنات ہے اور ایذای حضرت حرام ہے چنانچہ جیسا کما ثبتا صحیح بخاری مین قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیر ع مین واسطے دختر ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امیر ع پر اسوجہ سے جمع دختر نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذاے آنحضرت ہے اور ایذاے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہی پس جب مطلق ایذا جناب سیدہ ع کے خیال سے تا حیات معصومہ جناب امیر پر دوسرا عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام بیان کرتے ہین) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت کی ایذا ایذاے جناب سیدہ ع ہے اور ایذاے جناب سیدہ ع ایذاے جناب رسول ہے جو حرام ہے از ینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب صفحہ ۹۶ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن یا مومنہ بناحق کبیرہ است نہ کفر و لعنت مخصوص بکافر است ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل [illegible] احادیث نبوی کہ ناطق اند باآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہ ع و اولاد ا موجب بغض و ایذا و اہانت رسول است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چہ میگویند و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم است بلاشک و ریب آیہ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا پس جب ایذاے جناب ام حسین ع بلکہ رنج دختر جناب ام حسین ع موجب ایذاے

جناب سیدہ ورسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ و رسول خدا ہوگا پس بدون انکار وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کو کوئی چارہ نہین سبحان اللہ ام کلثوم دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہو اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آوے گی خلیفہ صاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باوجود نصوص صریحہ و احکام
واضحہ وعدم کفارت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہ
نخواہی عقد ہو جاوے اور جناب امیر بھی قبول فرمائین حاشا وکلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کرسکتا چوتھے فضائل خلیفہ
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
محبوبہ کو جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باین خیال کہ شاید اوسکی سعی
اور سفارش سے تعمیل احکام وحدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطلی احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی و سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذا باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار ومبالغہ سے جسکو
محبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی بیجا کے راہ
نکالتی ہین کما لا یخفے باقی رہے مویدات و ابطالیہ جو مثبت اشتباہ ہین

[illegible]
ازانجملہ [illegible]
طلاق داد زن را
باوجود محبت وے
فی الاحیاء لما و
عمر الخطاب وکانت لہ
زوجۃ یحبہا فطلقہا خیفۃ
ان تشیر علیہ بشفاعۃ
فی باطل فیطیعہا
ویطلب منہا
ازالۃ الخفا مقصد ۲
صفحہ ۶۳

اول حالت نکاح سے ہے پس جاننا چاہئے کہ وقوع نکاح مذکور مین صرف
تین مختلف قول منقول ہین ایک یہہ کہ جناب امیر نے فرمایا اگر تم صغیرہ سنی سے راضی ہو
تو یہہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
کے لئے کافی ہے دوسرے یہہ کہ خود جنابؑ نے نکاح کر دیا جس سے پہلی
صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو پھر نکاح کرنا کیسا
علاوہ اسکے اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس بھیجا تب عقد ہوا یا پہلے
عقد ہوا تب عمر کے پاس بھیجا اور حسنینؑ سے اجازت لیکر یہہ عقد ہوا یا حضرت عباس
کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہہ بحث آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ تیسرا قول یہہ کہ
حضرت عباسؑ نے جناب امیرؑ کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالۃً نکاح کر دیا یہہ
تینون قول باوصف اختلاف شدید ایسے مبہم ہیں [illegible] سے بیان کیا گیا
کہ ہرگز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتدا سے قصہ اس شد و مد سے بیان ہو
اصل امر جو نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہو سکتا پس یہہ بیان مجمل و مبہم
و مختلف باشد اختلاف خود قرینہ قویہ ہے اشتباہ رواۃ کا اور کسی روایت مین
خطبہ وغیرہ کا مذکور نہونا دلیل قاطع ہے دوسرے یہہ کہ روایات اہلسنت سے یہہ
ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کہ وکالت کی نوبت پہنچی
یا انھین روایات سے [illegible] نکاح کے وقت بلکہ بعد
نکاح بھی صحابہ کبار مہاجرین اولین اس سے ناواقف تھے کیونکہ جب
خلیفہ دوم اسنے طالب مبارکباد ہوئے (جو بعد وقوع عقد ہوا ہوگا)
تو سب نے کہا کس بات کی مبارکبادی دین تب [illegible]

تہا انکیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنیکا کیا فائدہ پس اس سے یہی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہین ہوا ورنہ لاعلمی اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے منتہی الکلام صفحہ ۳ مین فرماتے ہین و اختفا و استتار انقسم امور کہ در مجامع اصحاب راسخہ اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ ست چنانچہ گفتہ اند ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہین اور اعتراض کرتے ہین جس سے صاف لاعلمی انکی ظاہر ہے از ینجا است کہ روایتین بھی باخودہا مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہین کیونکہ ایک روایت کا محصل یہہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح کردیا پس دوسری روایتین جسمین مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور ناراضی عقیل پہر اوسکے بعد عقد کردینا اور بعد مشورہ حسنین و ناراضی امام حسین عقد کردینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین بھیجنا حضرت کا عمر کے پاس اور پیغام بہیجانا اور عمر کا سکینہ کو گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کہ دلاورا تزویج میکنم و ایشان گفتند این صبیہ صغیرہ ست چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ صواعق صفحہ ۹۵ مین ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہین بہر کیف اسطرح سے چپ چاپ عقد ہو جانا کہ کسیکو خبر ہو اور مہاجرین اولین بھی لاعلم محض رہین

قریب قریب محال علوی سے ہے حالانکہ عمدہ با نکاح مین تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے اشتکارا کنید این عقد شرعی را کہ نکاح سنت
و بکردانید ابرا در مسجد ہا و بزنید بر آن دفہا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام است
آواز کردن و دف زدن ست و مراد با آواز کردن تشہیر ست میان مردم
کمافی شرح المشکوٰۃ اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نکاح مین اعلان
کیا جاوے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہو حتی کہ جس نکاح پر ایک مرد و ایک
عورت شاہد ہون اوسکو باطل کر دیتے تھے کمافی ازالۃ الخفا مین جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمین ایسی کد و کاوش کی گئے
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاوے اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ ع کے عقد مین
نہ کوئی کد و کاوش ہوے نہ کوئی اصرار و انکار اوسپر بھی مہاجر و انصار جمع
کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد مین بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت
نے اسکا حکم قطعی دیا پس با وصف امور مذکورہ بالا ان باتون کا نہ ہونا
بجاے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتباہ
تمام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہونا کسی روایت مین
منشاء اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز مہینہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت مین مذکور نہین ہے حالانکہ یہ امر اون تاریخ
عظیمہ سے ہے کہ ممکن نہین اسکے تاریخ وغیرہ کو منضبط نہ کرین حالانکہ فاطمہ

[illegible] ہو اسعاف نالنکاح
واسطے خبر بین
سماع خبر سے
عقد لو نقل لیے
گر کو نہ اور اعلا دی
عبارت سکے حجری
جلوسے مقام پر ہوتا ہم
بالا سنہ کی روایتا
دف بجہ لود ن تبنا
ہمین ہو سکتا ۱۲

بنت الولید سے جو خلیفہ نے عقد کیا او وصلی تاریخ تک تحریر کرتے ہیں
چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہیں ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہیں غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایسے امور
جزئیہ کو نقل کیے جو کہیں بیان بھی نہیں ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
ساق کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتیں نقل کیں جو درون
خانہ کے تھیں جنپر اغیار کو اطلاع بھی نہیں ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور غضبناکی حضرت عقیل اور جناب امیر
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی بھی ہے کہ نہوئی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسقدر
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو زوجیت
دوام کلثوم کے ساتھ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم
کیطرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفۃ الاشخاص کو بالعمد یا لا اشتباہ
جو تھے ہمنام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجر و انصار و جلسہ شہود
و وکیل یا ولیمہ وغیرہ کہانے سے آئے کیونکہ یہہ کل امور لوازم نکاح سے ہیں اگر نکاح
ہوتا تو یہہ امور بھی ہوتے اور نقل بھی ہوتی یہاں تو اصل ہی غائب ہے
پھر وہ امور کہاں سے آویں جو منقول ہوں اور چونکہ منجانب اللہ [illegible]

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہی اسوجہ سے طبیعت سے کبھی نہ نکل سکے ورنہ
اونکو کوئی دقت نہ تھی اسیطرح ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد و وفات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور ہونا اور زید بن عمر کے حالات کا پتہ
نہ ملنا بخوبی سمجھ سکتے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی مان ام کلثوم نے ساتھ وفات کیا
سبب اشتباہ وارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام انتباہ وہین سے
ایک کا حال دوسرے کیطرف منسوب کیا کہ تین شخصوں کی ہیولی وصورت کو منتزع
کرکے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار اقرار نسبت وام کلثوم
بنت ابو بکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات ہمراہ
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا [illegible]
حدیبیہ سے چھینا ان سبھونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنہین نہ ام کلثوم بنت ابو بکر والی صغرسنی پائی
جاتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی والی زید و رقیہ و علی و وفات بعہد معاویہ بلکہ برعکس اسکے
بارہ برس کا ہونا ابتدائی قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
پس کیونکر ایسی صورتین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم اوسی بلکہ لزوم محالات کا سامنا ہو
حسب الحکم علامہ سبط ابن جوزی حنبلی جنہونے روایات کشف ساق یا بوسہ کو
قبیح کرکے باطل کر دیا قاضی عیاض مالکی و فاضل رشید جنہونے روایت صحیح
مسلم کو بوجہ استلزام شناعت قطعیہ چاریار باطل کیا ہم مجاز تھی کہ ان روایات کو

توضیح اشتباہ روایات و کیفیت
انتزاع و اختلاط حالات

باطل کین ا درموضوعات ومفتریات وضاعین وکذابین سے قرار دین جیسا
کہ فی الواقع تھا تقریر رواۃ وناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ
متصف ہین کما سمجھے انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ ومساہلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی بھی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراق رواۃ مشتبہ
ہوئے فرق حق وباطل نہ کرسکے تین شخصونکا مختلف قصہ جو تھے ہمنام
کیطرف منسوب کردیا خواہ بالقصد یا بلا عن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوی حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
انکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت ست بعضی از ایشان در حقیقت از فقہ بہرہ نداشتند وبمجرد راے
وقیاس فتوے میدادند ومخالفت احادیث میکردند واین اخبار بسبب
شرکت نام وحسد حاسدان بنوع دیگر در قلوب خاص وعام جا میگرفت
تا آنکہ اکابر وابرار را تردد وانقباض عارض می شد وبر وقت ملاقات
نا ایل میگفتند پس از جسارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
وکسانیکہ بپایہ تحقیق درباره ابو حنیفہ نرسیدند حقیقت کار نشگافتند
در اذہان آنہا غبار وکدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابو حنیفہ مذکور بر راے
مجرد ست بآیات قرآن مبین واحادیث خاتم المرسلین ادراکاری نیست
اینست حال کسانیکہ در زمان ابو حنیفہ یا متصل آن بودند واے بحال
متاخرین کہ طوق تقلید را زیب عناق خویش ساختند وہرگز تحقیق حال

صف ۱
منتہی الکلام

نظیر اشتباہ نام ابو حنیفہ

اما آنچہ گفتم کہ این کنیت برائے بسیارے از فقہا ست پس دلالت دارد
بر آن کتب فریقین در مقام فقط بر قول مجد الدین محمد بن یعقوب صاحب قاموس
اکتفا میکنم حیث قال ابو حنیفۃ کنیۃ عشرین من الفقہاء اشہرہم امام
الفقہاء النعمان انتہے کلام المولوی پس جب اشتباہ اور التباس بوجہ
شرکت نام ممکن اور واقع ہے تو اب دیکھنا چاہئے کہ اس قسم کا اشتباہ و
التباس ہمین آدمیون کے حالات مین جہان نہ کوئی وجہ اشتباہ بیان کیا
نہ اسباب نہ دلایل نہ قرائن جو صرف دعوی ہی دعوی ہے بجہت شرکت
نام زیادہ قرین قیاس ہے یا چار آدمیون کے حالات مین جنکے اسقدر
دلائل و اسباب و قرائن و شواید اشتباہ مذکور ہوئے اور حاسد و معاند اہلبیت
طاہرین و ذریات خیر المرسلین زیادہ تھی یا حاسد ابو حنیفہ جنکو خلفائے
بنی عباسیہ نے منتخب کرکے امام اعظم بنایا اور تمامی اہلسنت کا امام اوس وقت
بجز انکے کوئی نہ سمجھتے تھے کہ انکے خوف سے تین برس تک امام مالک
شکم مادر ہی مین مقیم رہے اور اکابر و ابرار کو ملاقات کرنا ممکن اور آسان تھا
کہ رفع اشتباہ ہو جائے بخلاف یہان کے کیونکہ فرق پردہ وغیر پردہ جو درمیان
رجال و نسا فارق ہے ظاہر ہے اور وہان ضرورت تفریق ہی
تھی بخلاف یہان کے کیونکہ اولاً اوس زمانہ مین ان قصص و حکایات لاغیہ
کا وجود بھی نہ تھا جو ضرورت رفع اشتباہ ہوتی اور موافقین اہلبیت طاہرین
کے خواب و خیال مین بھی اس قصہ کا وجود نہ تھا جو رفع اشتباہ کیا جاتا
اور نہ اسپر کسی امر شرعی کا اصول ہو یا فروع دار و مدار تھا جو کوشش کیجاتی

باقی رہے مخالفین بس وہ تو تمہ تن ہمہ وقت اس قصہ کے وضع و افترا جعل
و تہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل و غارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت استحکام کی اوسیطرح اونکی توہین و تحقیر کرکے انہی خلفا کے
عزت و شرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھا کہ
محبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان اشخاص کے
ہوتی زینجاست کہ جسقدر استداد ایام ائمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمین شور و غل بڑہتا گیا تا اینکہ اب اس زمانہ مین خاص یہی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا بس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور درپے
تفحص نہوے بر بنیاد اشتباہ باظلم و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کرلیا یہ حالتین
تو زمانہ سابق کے متبعین والے برحال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
را زیب اعناق خویش ساختند و ہرگز ہرگز تحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
و پردہ تلبیس بر رو انداختند افسوس صد افسوس کہ ابو حنیفہ کو انھی نے
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول زادہ
بلکہ حسب بیان اہلسنت ایک فقیہ تھے کسیطرح کے ہون جنکا کابر ائمہ دین نے
کافر جہنمی خارجی ناری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حیدر حصہ اول
مین مرقوم ہے اونکی حمایت مین تو مولویصاحب نے یہ جوش و خروش دکھایا
اہلبیت طاہرین و ذریات خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی اتنی بھی
قدر و منزلت نہ کی کہ کچھ پاس اسلام آتا اور حمیت دینی کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اسکے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور متناقض
جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہو سکتے ہین اگر یہ نہین ہو سکتا تھا سکوت
ہی فرماتے مین سکت سلہ چہ جائیکہ خود واہیین روایات کاذبہ کو ترویج
امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزئی فضیلت ثابت کرنیکے لئے جسکا اثبات
بھی محال و بشرط ثبوت غیر نافع او سمین یہ اقرار تشہیر فرمائین کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو اور اسپر یہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اور الٹی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولوی صاحب کو جب ادعاے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ؑ مین بعد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی
فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ صفحہ ۹۴ ازالۃ الغین
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاوس در کتاب ملہوف و مانند
آن معلوم میشود و بروایت مسلم گچکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین تا بتتمیم قصص
مفتریات می پردازند اصلے ندا شتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسین ؑ کہ
بنام ام کلثوم بروایت سید ابن طاوس شہرت دادہ اند بجناب حضرت
زینب می باید ام کلثوم انتہی افسوس ہمکو یہان مناظرہ نہین منظور ہے
جو اسکا جواب دین مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولوی صاحب اپنے

آئمہ دین و محدثین و مورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرمایئے جنکی بدولت کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین مسلم کرینگے کہ صدق بیان سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین سمجھے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جہلہ مثل شاہ سلامت اللہ صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہین کہ ام پس وہ اتہام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب کا ام کلثوم کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا و عادۃ محال ہے کیونکہ انکی جن اسلاف نے قطع محبت و مودت کے لیئے تلوار چلائی طفل صغیر و برنا و پیر کو از قسم رجال تو تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال و جناب امام محمد باقر از قسم اطفال کوئی نہ بچا اون اشقیاے امت نے از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت و طہارت کو شہر بشہر و در بدر پھرایا اور دربار کوفہ و شام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ و عماری پر بے مقنعہ و چادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص نے جنکی تعداد لاکھون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو برہنہ رو و کشادہ مو مشاہدہ کیا اور ہر ہر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات و حکایات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملا حسین کاشفی اور جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ سے مخاطبہ و مکالمہ حضرت زینب وام کلثوم علیہما السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین ہمنے اشتباہ و منشاء اشتباہ
دلایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ در صورت عدم افتراء رواۃ کے وہان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ بران کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
تہین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبد اللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر فسادات و لزوم محالات و مخالفت واقعات کا دفعیہ کیونکر ہوگا
مثل لغویت صغر سنی و استحالہ عقد باعون بن جعفر عبد اللہ بن جعفر کے
جنمین ہم سابقاً لکھ چکے ہین جنکو انعدام وقوع نکاح لازم ہے جو اصل
منشاء ان موضوعات کا ہے بہرکیف اس قول سے بھی مولوی صاحب کے
ہمکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے تو غالباً اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر ہو تو حکم مولوی صاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب دیکھنا چاہیے کہ عقل و نقل سے کونسے اشتباہ کا احتمال صحیح
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دہرمی سے اشتباہ کے
قایل ہون جو نہ عقلاً درست ہو سکے نہ نقلاً جیسا کہ مولوی صاحب والی احتمال
کی حالت ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات اس قصہ
عقد کے محض موضوع اور غلط ہین **امر چہارم نظایران اشتباہ** ہم
چونکہ عام قاعدہ ہے کہ اکثر لوگ کسی مسئلہ کو یا کسی واقعہ کو بغیر کسی کہلے

مثال کے نہین سمجھتے خصوصاً جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہے اون
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد جم گیا ہو اور لغو بیانیون کے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ مانا
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسمین فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی بدکاری مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوی حیدر علی ہے دربارہ ابو حنیفہ
کوفی جو ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہہ ہی کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی مین ہے

صہ ۳۲۳
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

کہ ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق تمیمیہ تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابو بکر کے پیدا ہوئے اور یہہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ مین صحیح ہے چونکہ
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالت مآب سے نقل کین
اسوجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا انتہی اس
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کیوجہ سے ان علما نے
اس ام کلثوم کو صحابیہ لکھا جو درحقیقت صحابی نہ تھے اسیطرح ام کلثوم

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ انسے جناب امام حسن ؑ نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسیٰ سے عقد کیا بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اور اسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسیٰ کے مکان مین آئین اور وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ یہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم بنت عباس کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ کے بارے مین اونکے اشتباہ ہونیپر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے یہی نظیر بہ نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے یہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین عمر بن ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتمآب نے اپنے عقد کا اونہین پیغام بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عذر قبول کیا فقالت لابنہا عمر قم فزوج رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور میرا نکاح رسول اللہ کے ساتھ کر دو پس اونہون نے نکاح کر دیا انتہی یہ اصل روایت تھی جسکو راویان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب سنئے کہ تاریخی واقعات کی رو سے خود علمائے اہلسنت نے اسکو غلط ٹھہرایا آخر اشتباہ روات کے قائل ہوئے چنانچہ وہی علامہ ابن القیم فرماتے ہین

کمانقل عنہ فی منتہی الکلام
جلد اول ص ۵۳۱

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ کا جبین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی ور ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہون نے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کمسن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سے مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
ہے کہ امام احمد بن حنبل سا امام تبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخر ان اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماے اہلسنت
کو قایل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعد ان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
نو پشت کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب و نام عمر ابن ام سلمہ مشترک تھا
اس وجہ سے راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
منسوب کیا جو اوسوقت نہایت کمسن تھے کہ قابلیت وکالت نہین رکھتے تھے
اور بنا بر نقل بالمعنے لفظ ابنہا یعنی اپنی بیٹے کو زیادہ کر دیا حالانکہ چاہئے تھا
لفظ یہی کہ اسے عمر نکاح کر دو اور مثل اسی اشتباہ کے بعض فقہا کو

وہم ہوا کہ اونہون نے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھ اپنی
مان کا نکاح کردے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بہی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہہ ہے کہ رسول نے فرمایا ای لڑکے
اوٹھ اپنی مان کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجہا جا سکتا بااینہمہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
پس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کرسکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین ایسی
افعال کے اطفال خردسال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین با
اینہمہ غلطی ٹھہرائی گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جو لڑکی سنہ ۱ ہجری مین کم سے کم پانچ برس کی تھی سنہ ۱۷ یا ۲۰
ہجری مین چار پانچ برس کے کیونکر ہو گئے اور جو لڑکی باتفاق رواۃ

اشتباہ باہم

وشام مین وقت نکاح چار یا پانچ برس کی تھی اوس سے اوسی سال ہم بستری کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ ۱۷ یا سنہ ۱۸ مین چار یا پانچ برس کی ہو قبل از سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے غیر توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر اوسکا نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین ع نے نماز جنازہ پڑھی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا و کوفہ وشام جھیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کہ اونکا نکاح چار مین حضرت عبد اللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم آتا ہے وغیر ذالک جو اصل کتاب مین بشرح و بسط تمام مذکور ہے اور سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام کیون نہ قایل ہونگے محققین اخبار و ناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کر کے بلا تعصب وحمیت صرف ان واقعات پر غور کر کے ان اغلاط و تحریفات کا دفعیہ کرینگے **چوتھے نظیر** صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب پلا رہے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری و ابی بن کعب کو اسی اثنا مین کسینے آکر خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرادو علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بذیل شرح اس روایت کے فرماتے ہین کہ بعض روایات مین ابو طلحہ کے بعد بجاے نام

چوتھی نظیر تاویل بہ اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ابوبکر در بارہ شرب خمر بخاری

ص ۱۵۵
فتح الباری کمافی
استقصاء الافحام

فلان فلان درج ہے پھر بعض روایات سے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
اور سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابو بکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا ور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ اوس روز ابو بکر و عمر ملاقات
ابو طلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابو بکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہ ابو بکر مشہور بہ ابن شعوب ہے
ہے روایت مین ابو بکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہ سمجھا کہ وہ ابو بکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابو بکر
کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہی تھے
انتہے مجملاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم یہان نہ طعن صحابہ ہے نہ اثبات
شراب خواری خلیفہ اول جسپر بنصوص روایات ابن مردویہ و بزار و فا
و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نہ اعلام مے نوشی خلیفہ دوم جو باقرار
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے جیسے کہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ آخر غذای خلیفہ دوم
شراب تھے بلکہ مقصود میرا یہان اثبات اشتباہ رواۃ ہے بوجہ اشتراک نام
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صراحۃ اس

ف معلوم ہوا کہ روایت [illegible] پینے [illegible]

ف صحیح روایت باوصف [illegible] سند

قال [illegible] ابن حجر [illegible] بقول [illegible] فقال ابن حجر [illegible] وکان مع ابی بکر [illegible] اسماء [illegible]

ف ذکر اسامی شاربین خمر [illegible] شیخین

غرض سے کہ برات حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو باوصف وجود قراین متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا رہے تھے اور کوی اونکی عصمت کا بہی قایل نہین اور سند روایت مین کوی جاے گفتگو نہین باینہمہ بلا وجہ و بلا سبب فقط ہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہو کر دوسرے ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کر دیا پس ان روایات عقد مین اگر ذرا بہی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بہی محبت اہلبیت طاہرین ہوگی بلکہ اگر کچہ بہی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ روات کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بیش از بیش فساد و لزوم محالات در پیش ہین خصوصا در صورتیکہ برعکس اس روایت صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہی روایات عقد موضوع اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب و مفتری ہون جیسا کہ ما بعد مذکور ہوگا انشاء اللہ **نظیر نجم** شیخ عبد الحق جنکو محقق دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ مین بذیل ذکر اولاد خلیفہ دوم فرماتے ہین کہ اسکے تین بیٹونکا نام عبد الرحمن تہا عبد الرحمن اکبر عبد الرحمن اوسط عبد الرحمن اصغر و یکنی احد الثلاثۃ ابا شحمہ فیلقب آخر منہم مجبر یعنے ان ثلاثہ سے کوی ابو شحمہ بہی تہا حالانکہ قصہ ابو شحمہ انکے یہان از حد مشہور ہے مگر بوجہ اشتراک نام اصلی تینون مین اشتباہ

[illegible]

صـ ٦ ورق قلمی

اور تمیز نہین کرسکتے بلکہ باوصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن
اوسطے ہی ابو شحمہ تھا مند لک تیقن نہین ہوتا لطفے بران مزید یہ ہے
کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہوگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب
صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ حبش عورت کے ساتھ ابو شحمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوسنے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئے خلیفہ نے ابو شحمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرا لی ادہر حد تمام ہوئی ادر اودہر ابو شحمہ مر
دوسری یہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کے اقرار کیا کہ ہمنے
زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوسپر
ابو شحمہ نے کہا عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین میری سی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگاوے
پس جناب امیرؑ اوٹھے اور امام حسنؑ سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسینؑ
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تھام لو بعد ازان حضرت نے سولہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرتؑ نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجہپر اوسنے حد جاری کی ہے
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے کٹری ہوئی اور پورے
سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا **تیسرے** یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ مین
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر ابو شحمہ اور ابو سروعہ نے آکر کہا کہ
ہم لوگون نے کلہ شراب پی عمرو عاص نے جہڑک دیا عبد الرحمن نے کہا

صفحہ ۱۵۰
ازالۃ الخفا

ف
ازالہ

اگر حد نہ جاری کرو گے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا بعد حاضری چاہا کہ حد لگائیں عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر جاری ہو چکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط بھی ابو شحمہ ہے جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کی بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہو کر مر گیا مگر اہل عراق کا قول ہے کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مر گیا اور یہ قول غلط ہے کہا زبیر نے کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مر گیا انتہی اصل قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جو ہین موجود ہین کہ بغرض اپنے ناموری و اشتہار عدالت دنیوی کے ایسے امور ناجائز کے مرتکب ہوتے ہین حتے کہ حکام انگریز سے ہنود و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ محدود کی نہوی کہ تین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے لگاؤ نہین حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے خلیفہ کے اعلے درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے (جو درحقیقت مستلزم جرم ارتکاب امر نامشروع ہے) پس جناب ام کلثوم

علیہا السلام کو بارہین کبھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے مختلف حالات کو چوتھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت وضع و افترا بھی درپیش ہے چھٹی **نظیر** جسمین خود مولوی حیدر علی سا عالم متبحر مبتلا ہوا ہے یہ کہ آپنے رسالہ داہیہ حاطمہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان بقلی مصنف عرائس تصور کرتے ہین حالانکہ روزبہان بقلی جو صاحب عرائس بہت متقدم ہے فضل بن روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے زیادہ اشتراک نام ہو اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ ہو جائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ناقلین قصہ موضوع مین مشاہدہ ہے ساتوین **نظیر** اشتباہ بلا اشتراک نام و بلا سبب کے صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے اونکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین کہ کہا قاضی عیاض نے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے پس اشتبہ یہی ہے کہ قایل باشتباہ رواۃ ہون الخ پس جب بلا اشتراک نام و بلا سبب اشتباہ صرف مخالفت واقعات تاریخی کے سبب سے امر متفقہ صحیحین

مین جو موجب حصول الیقین ہے یہہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ و وہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت واقعات و اوہام محالات
کا سامنا ہوا اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات بھی
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون انھوین نظیر
اسی قصہ افک مین ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبدالبر مکی
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابوالقاسم سہیلی ابوالفتح اندلسی علامہ مزی
علامہ ذہبی ابوسعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق متعرض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اوترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ مین مرے اور مسروق خلافت ابوبکر یا عمر مین آیا پس روایت کرنا
کیونکر ممکن ہے اب اسکی تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے شاید سئلت ام رومان
بصیغہ مجہول کہا ہو جسکے معنی یہ ہوے کہ ام رومان سے کسی نے سوال کیا یا قایلین نے
سئلت کے سالت لکھا جسکے معنی یہہ ہوے کہ مینے خود پوچھا جو غلط ہے
آخر یہان بھی اشتباہ رواۃ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
استحفاظ صحت صحیح بخاری کے لیے قصہ وفات ام رومان کو بعہد آنحضرت

قصہ وفات ام رومان
و اعتراض علما

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بنی ہوا ہو سکے ہین چنانچہ تفصیل اسکی عبقات الانوار مین مذکور ہے پس جب اعتقد اعاظم علما کے نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت مین ممکن ہوا تو ان روایات عقد مین اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے **نوین نظیر**

صحیح بخاری مین مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے اسلام قبول کرنے مین دیری کی تو جناب رسالت مآبؐ نے اونپر بددعا کی جسکے بدولت وہ سب قحط شدید مین مبتلا ہوے بہت سے لوگ ہلاک ہوے ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابو سفیان حضرت کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ تم حکم کرتے ہو کہ ہم لوگ صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرتؐ نے آیہ فارتقب یوم تاتی السمآء بدخان مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر اونہون نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف اشارہ ہے قول ہا مین یوم نبطش البطشۃ الکبری سے کہ مراد اوس سے روز بدر ہے اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی خوب بارش ہوئی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللہم حوالینا و لا علینا تب ابر سر سے دفع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئے تمام ہوئی روایت صحیح بخاری کی علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاری مین شرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے اس اسباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مدینہ مین قصہ قریش داخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے کہ زیادتی اسباط وہم و اختلاط ہے

صہ ۲۹۶
عبقات الانوار جلد اول
لدھیانہ

صہ ۱۳۹
باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط
من ابواب الاستسقا

[illegible] قصہ مدینہ مین

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود مین اور قول انس بن مالک مین (یعنے بارش تھمنے والا مضمون) ترکیب کردیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے ملادیا دمیاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود سے ہے جو واقعہ مکہ ہے اوسمین یہہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہے بخاری سے کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دومرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہہ احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش و التماس ابوسفیان مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسباط نے ملادیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملاکر راویون نے معجون مرکب بنایا جسکی بدولت بخاری صحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ صحیحین مین ہے نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ تین ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک نام چوتھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہوسکتا ہے بہرکیف اگرچہ ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزارون مقام پر ہین چنانچہ کتاب مستطاب استقصار الافحام و عبقات الانوار و تنزیہ اثنا عشریہ مین مفصلاً مرقوم ہے بوجہ اختصار یہان نہین لکھہ سکتے لیکن وہ اشتباہ و خطا کی نظیر دینا ضروری ہے

نظیر دسوین قصہ حجۃ الوداع ہے جسمین پچاسون خطا و وہم اسکے علما کو ہوئے ہین چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد مین تیئیس فصل اسکے لئے قائم کی ہے

پہلے یہہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہہ کہ بیان کرتے ہین
حضرت پنجشنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
بچیسوین روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر اسپر بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذوالحلیفہ
مین نماز دو رکعت پڑہے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندہا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ مین مقیم رہے
دوسرے روز احرام باندہا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہین قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دہو ڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچوین
ابو حزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندہا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث مین ایسا
منقول نہین ہے چھٹین ابو حزم نے کہا ہدے حضرت کے ساتھ از راہ تطوع
یعنے استحباب تہی یہہ بہی غلط ہے ساتوین یہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہین کیا حالانکہ غلط ہے اور بعضنے کہا کہ عمرہ مفردہ
سے تعیین کے بعد تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
اوسمین بھی غلطی کی اور جسنے کہا کہ مجرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت نے اوسکو سات

[illegible] ۱۲

عمرہ نہ کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفرد کے تعیین سے تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بھی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اتفاق سے ہوئین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت سے کہا یا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے نہ حجۃ الوداع کا
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا یکشنبہ ۴ ذی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی عیاض کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تھے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تھے بارہوین قول
ابن حزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین سعی کے
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا و مروہ کے چودہ شوط اور ذہاب سعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑہی اوسنے
بھی غلطی کی پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر و عصر بیچ عرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑہے اوسنے بھی غلطی کی اور
جسنے گمان کیا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑہے اذان مطلقا نہوے اوسنے
بھی غلطی کی اور جو قائل جمع ہوا باقامت واحدہ اوسنے بھی خطا کی
کیونکہ صحیح یہہ ہے کہ حضرت نے دونون کو باذان واحد پڑہا اور ہر نماز کے لیئے

اقامت فرمائی سولہوین وہم کیا اوسنے جو قائل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیانمین بیٹھہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسی
حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد اکمال
خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ
کے سترہوین ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا حالانکہ یہہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جسنے یہہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بہی خطا کی اٹھارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بہی خطا کی انیسوین اوسنے بہی
خطا کی جو قائل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک ان کو دوسرے شب کو
بیسوین اوسنے بہی وہم کیا جسنے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور اوسنے بہی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی بہی
فرمائی طواف کے ساتھہ اکیسوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر مین جلدی
نہ کی اوسنے بہی وہم کیا بائیسوین طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قائل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تیئسوین اوسنے
بہی وہم کیا جو قائل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اور جسنے یہ گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول میں بطور دائرہ قرار دیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف عقبہ کے انتقال کیا اوسنے بھی وہم کیا
یہ کل اوہام ہیں جسپر ہمنے اجمالًا و تفصیلًا تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد میں) پس جب حضرت واقعہ حجۃ الوداع میں ان علمائے اہلسنت کو اسقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب چالیس کے ہے تو واسطے ہر دیگر وقایع
کیونکہ حج اُنکے اصول دین میں داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت و تاکید ہے روز مرہ
حج کرتے ہیں اور حضرت کا یہ آخری حج تھا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاوے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج میں بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذًا باللہ جناب امیر محروم رہے سوا اسکے کوئی ضرورت
وضع و افتراے رواۃ بھی نہیں پائی جاتی باینہمہ جب کہ ایسے علمائے اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آتے تو اس مسئلہ عقد میں اُنکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مزعوم اہلسنت
جہان بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہیں انکے بیان میں سے یہ بھی ایک ہوگا
اور چنداں ضرورت تحقیقات بھی نہیں ہے بلکہ ضرورت وضع و افترا و جعل و
تہمت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت میں خود موضوع ہونا ان روایات کا
قرین قیاس ہے چہ جاے اوہام و اشتباہ کی ذلک اوہام و اغلاط و اشتباہ
انکی ان روایات عقد میں کم ہیں بہ نسبت اون اوہام و اغلاط کے جو احکام

جن مین مذکور ہوے پس ان اوہام پر تعجب ہونا اور ان اغلاط پر اسناد و صدقنا
کہنا سراسر حیرت خیز ہے گیارہوین نظیر ابو الفضل محمد بن احمد بن عبد اللہ
بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی سنہ ۳۳۴ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی سنہ ۴۸۳ کتاب مبسوط مین فخر الدین
حسن بن منصور اورجندی فرغانی معروف بہ قاضی خان متوفی سنہ ۵۹۲ اپنے فتاوے مین
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی متوفی
سنہ ۵۹۳ کتاب ہدایہ مین ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
سنہ ۶۱۹ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیریہ ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی سنہ ۷۴۳ تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی سنہ ۷۸۶ عنایہ شرح ہدایہ مین ابو بکر بن علی معروف بحدادی
عبادی متوفی سنہ ۸۰۰ سراج وہاج شرح مختصر قدوری مین
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی سنہ ۸۵۵ رمز الحقایق شرح کنز الدقایق
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین عمر بن عبد المحسن
ارزنجانی حدائق الازہار شرح مشارق الانوار مین الیاس شرح وقایہ مین
ابو المکارم شرح وقایہ مین یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ مین قاضی [illegible]
گجراتی خزانۃ الروایات مین اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد مین
اور دیگر علماء کبار اہلسنت جنکی تحقیقات و فتاوی پر دین و ایمان اہلسنت کا
مدار ہے کہ اسامی گرامی انکے ضربت حیدریہ جلد اول و تشیید المطاعن جلد دوم
مین مع نقل عبارت مذکور ہے اور جنکے ہی اصل کتاب مین تصریحات انکی

عہ
ضربت حیدریہ جلد اول از صفحہ
۱۱۴ لغایت ۱۴۴ — ۱۲
عہ تشیید المطاعن جلد دوم
از صفحہ ۷۰۰ لغایت ۷۳۶ — ۱۲
استقصاء الافحام جلد اول صفحہ
۷۰۹ —

لکھی ہے اون سبھون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے حتے کہ شمس الائمہ سرخسی حنفی نے دلائل جواز متعہ بھی امام
مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب یہ اقوال
ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سب کا جواب
یہی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطا واقع
شدہ وبعض علماء کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود تبعیت صاحب ہدایہ
نمودہ اند لیس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت وحرمت مین
درمیان شیعہ وسنی گفتگو چلی آتی ہے اور امام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے
جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز وحلال ہونے کے نزد امام مالک
قائل ہوے جسکو کس شدت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علما نے بھی خطاے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت مطلقہ کی اور آنکھ
بند کر کے نقل کرتے چلے گئے جسمین نہ کوئی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے
نہ کوئی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر جو جناب امیر
اور عبد اللہ بن عباس اور عمران بن حصین اور جابر بن عبد اللہ انصاری
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہرگز جناب رسالتمآب نے
متعہ کو حرام نہین کیا تھا ورنہ یہ لوگ کیونکر قائل بجواز ہوتے اور تحریم عمری کو
احداث وبدعات مین شمار کرتے اسکے جواب مین فاضل رشید فرماتے ہین
کہ ممکن ہے بحکم الانسان مساوق السہو والنسیان ان صحابہ نے سہو کیا ہو بھول گئے ہون

٩٧ [illegible] فاضل رشید [illegible] خطا [illegible] شمس الائمہ [illegible] امام مالک [illegible] صاحب ہدایہ [illegible]

٩٨ [illegible] امام مالک [illegible] جناب [illegible]

لہذا امام فخرالدین رازی نے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابی
سے نقل کیا اوسکے بارہ مین رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے
خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لیے علماے کرام کے تخطیہ باخود ہاکو
نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری و امام ثعلبی وغیرہ بھی اوس قول
کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بناے جاتے ہین پس جب ایک
ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ و خلفا و ائمہ و علما خطا کرین سہو فرمائین تو اس
مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطاے فاحش ان علما سے سرزد
ہوئی ہو جنہون نے یہ روایت ذکر کی اور اسکے بعد دیگر اوسکو نقل کرتے گئے
کہ تعداد اس جماعت خاطیین کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جاے
تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان
بقطع نظر از ضرورات جعل و افترا اشتباہ رواۃ بہت اچھی طرح ثابت ہے
اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ
و صدور خطا بمتابعت یکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس باوجود ان نظایر
و دلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ رواۃ اس مسئلہ مین بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوے اور باشتباہ ہمنامون کے دو مختلف واقعے جو تھے
ہمنام کیطرف منسوب کر دئے اور دیگر علما نے بتبعیت اونکے اور بلا تحقیق و
تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھدیا ازینجاست کہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ
مقامہ و اوفی فی الخلد اکرامہ اس مسئلہ کے بارہ مین فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ
عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر

[illegible]

بن بکار سے اور وہ نقل میں موثوق نہیں تھا اور متہم تھا اور اس باب میں جبکہ وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہیں [illegible] کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب میں اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی میں سے تھا
لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیوں نقل کرتا حالانکہ
انہوں نے اسپر نہیں غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہی
کلام الشریف بقدر الحاجۃ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اس سے ابی محمد حسن بن یحییٰ نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوئی اور یہ اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح زمانہ
ابو حنیفہ میں بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کوفی کیطرف بوجہ اشتہار کے
تمام منسوب ہوے جسکی تحقیق بعضونکو اسوقت ہوئی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے میں ڈالکر بلا تحقیق و تفحص ان معائب کو نقل کیا
اسیطرح اس مسئلہ میں بھی متاخرین نے بتقلید و اتباع متقدمین یا مشتبہین
سابقین بلا تحقیق و تفحص انہیں روایات کو نقل کیا درپے تحقیق نہوے اور متعدد
ام کلثوم کے مختلف حالات میں جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نہ کر سکے یا بالقصد باز آئے ورنہ حق واضح ہوتا من جاھد فینا لنھدینھم سبلنا
بااینہمہ میری تقریر واقعی اور تقریر مصنوعی مخترعات میں جو فرق ہے مخفی نہیں اور
یہ امر یعنی اہلسنت کا اس مسئلہ میں تحقیق نہ کرنا ان نظایر کے بعد کسیطرح
تعجب خیز نہیں سمجھنا چاہیے کہ انحضرات نے ایسے امور کے لئے اصول ہی بنا لئے

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مساہلہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور صفحہ مولوی
عبد لکھے مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہ قانون مقرر ہے
تو واسے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لیئے ہزارون موضوعات
کی یوہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا و صحابہ و ائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیرؑ اور
اہلبیت طاہرین کیلیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ الغین پر مخفی نہین لیکن شیعون کے
شکایت اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرامؑ کے ساتھ بھی
انکے یہی برتاو ہین کہ بجاے اظہار فضائل و مناقب انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور درپے تحقیق نہین ہوتے مساہلہ کرتے ہین تو اہلبیت طاہرین
کے بارہ مین کیا امید کیجائے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منح مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد و آباء کرام سرور انام دین اسلام پر تھے جو ہمیشہ
سے اعتقادات مخصوصہ شیعہ سے ہے جسپر علماء اہلسنت اکثر طاعن رہے ہین
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق پدر حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
قرآن مین آزر پر اب کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قایل
ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قایل ہوے
کہ حقیقۃً آزر باپ تھے چچا نہیں او نہون نے معنی ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات

صفحہ ۱۹۸ سعی مشکور ۱۲
افقہ ۱۲ [illegible]
ان الله [illegible]
الفایدون ان ابا ابراہیم [illegible]
کانوا مومنین [illegible]
[illegible] وتقولہ
الساجدین [illegible]
لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین
الی ارحام الطاہرات [illegible]
کما نقل منح [illegible]
من صفحہ ۱۵۰ الی صفحہ
۲۰۹ مع الدوانی
من شاء التفصیل
فلیرجع الیہ ۱۲

صہ ۶۲
مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مساہلہ اور سستی کی تھے اور شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین متاخرین اثبات کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہای افسوس صرف خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن امور مین مبتلا کیا کہ آباء انبیا کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ ہوا خواہی حضرت فاروق بغرض مساوات نسب رسول مین بھی قدح کی ہے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر اسارت ادب والدین آنحضرت صلعم تصنیف کیا اگرچہ یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی تھے چونکہ یہ واقعہ نہایت شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے لہذا ہم یہان نہین لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہر کیف جب ایسے امور عظیمہ مین ان لوگون نے مساہلہ کیا بلکہ درحقیقت افترا کیا اور انتساب انبیا ان اعتراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ مین مساہلہ کیا اور طالب تحقیق نہوے یا دیدہ و دانستہ اعلاے مراتب حضرت فاروق کے لیے افترا پردازیان کی ہون کما ہو فی الواقع تو کوئی محل استعجاب و استعجاب نہین کیونکہ اسکے لیے خاص قانون سے بنایا گیا ہے کہ فضائل مین مساہلہ کرو جو اسقدر جاری ہوا ہے کہ اوسکے باعث سے موضوعات فضائل وغیرہ سب فضائل خلفا مین بالا محل العین بتسلیم صحاح بن خیرہم ابھی تک احتمال اشتباہ رواۃ پر جسکو ہمنے سابقًا

مع نظایر و دلایل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت تمام ہین مصاحبہ گفتگو
کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا در اصل نسبت
مین اونسے خطا ہوئی دیگر علما و رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلاے سہو و
وہم و اشتباہ ہوتے گئے درپے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد ہجرت مدینہ
اسلام آبا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور بعد ہجرت نسبتے سرانام
کا سراغ لگا ویسے بھی ضرور معلوم ہوتا کہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اہل
سنت ہین نہ خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت
اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے خطبہ عقد کیا اونسے
انکار کیا حسب استدعاے بی بی عایشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ
یہ فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت خلیفہ دوم
کے زوجہ تھی اور اوسکے بطن سے عبد اللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے تھے
کہ ان مان بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم
بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد اسلام عقد کیا تھا سبب اشتباہ
رواۃ ہوا جسکے سبب انکار و اصرار و وقوع عقد و تولد بیٹے و وفات بعد معاویہ
وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے
ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص ان علما نے جنکو اثبات موافقت
ثلثہ و اہلبیت کے سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن عثمان مصنف کتاب الموافقہ
وغیرہ کی ان نسبتین غلط اور مشتبہ خبرونکو باغراض فاسدہ اپنی جا بجا مشتہر کیا ہے پس اگر
حضرات اہلسنت کچھ بھی خدا و رسول کا خیال کرکے اس تقریر صلح آمیز کو دیے

تو قبول کرلین لیکن بعد ہمارے خصم الوفاق کیونکہ ہمارا اونکی حقیت و بطلان کا کچھ بھی قصہ پر منحصر نہیں ہے خلیفہ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقد پر منحصر ہے کیون ناحق ایذا دہی حضرت زہرا و حسنین ثابت ہے اور اکثر صحابہ و صحابیات سے فراہم کرین اور خلاف حکم خدا اور رسول ثابت ہو تو اس قصہ کیطرح اپنی اونہین روایات موضوعہ واہیہ پر فخر ہے نہین تعجب ہے جو ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے اونہین کے قواعد اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی ثابت کر دکھائینگے بحول اللہ و قوتہ تعالےٰ **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا و رسول کا خوف نہین ہوتا تو نہ اوسکو کچھ دین و ایمانکا پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً درصورتیکہ اس جھوٹ سے کوئی غرض بھی نکالتا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے بیجا محبت سے دیکھئے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعدائے دین نے کیا کیا تہمتین لگائین جنکی پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند سورہ مین اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتین فرمائین حالانکہ وہان تہمت لگانیوالون کو صرف عداوت ہی کا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ بجز ابطال ایک آیۂ الٰہی یعنے نبوت صادقہ حضرت عیسی روح اللہ علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تھا بخلاف اس مسئلہ عقد مریم ثانے حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونون غرضین ساتھ شامل ہین عداوت تو جناب سیدہ و اہلبیت طاہرین سے کہ جسطرح ہو سکے انکی توہین ہو اور محبت خلیفۂ ثانی کی جنکے اثبات فضایل و مناقب کے لیے

مقالہ ثانیہ در اثبات موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے
نسب مطہر سرور عالم مین قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دار و گیر اہل حق سے آخر
اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بھی کیا اور اوسکے
قایل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب خیز ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ بغض و نفاق اصل
اصول مذہب قدریائی اور اہالیان سلطنت کی یہی دلی خواہش تھی
کیا خوب تقریر کی ہے ابوجعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی کے
کہ اگر خیال غلبہ جہل و حب تقلید نہوتا تو اس عثمانی کے جواب
دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت
اونہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے اہواء
ہون اور سب آگاہ ہین کہ قدر و منزلت اونہین علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو فضایل ابوبکر بیان کرتا بنی امیہ کے اس باب مین
کسقدر تاکید دیتے تھے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بھی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے مین اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفاے مناقب
علی بن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوے کہ ذکر علی
و اولاد علی کو محو کرین اور اونکے فضائل و مناقب و سوابق کو
مٹائین چنانچہ اسلیے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرات کو سب و شتم

ہ ۱
کما نقل عنہ فی مجلد
الثالث عشر من
مجلدات ابن ابی الحدید
فی حدیث الولایت
منہ

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے یعنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز بروز بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرد نہ پہٹکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیرؑ کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایک مرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایک مرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت تھی اما اہل مذہب حنفی ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعیدہ اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلی یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکے فضائل
ومناقب کو مخفی کرین سچ ہے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے مابعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کہ اسی سال تک اونکی سلطنت رہی کوئی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرتؐ کے اوٹھا نہ رکھا اسپر بھی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا گیا فضائل
ومناقب اونکے مشہور ہوتے گئے انتہے پھر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قایم کرتی ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین وبدعت
کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم و ستم کے جو اولاد علی
پر کئے لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقرارت عثمانؓ پڑہین اور قرارت ابن مسعود و ابی
بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی بلکہ اوسکی زندگی ہی مین
تمامی ملک عراق قرارت عثمان پر متفق ہو گیا اب انکی جو اولادین ہوئین تو
سوائے اس قرارت عثمانی کے دوسری قرائتون سے بالکل ناواقف تہی
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے مان باپ مانع ہوئے یا اوسوجہ سے کہ معلمون
نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تا اینکہ اگر کوئی شخص عبد اللہ بن مسعود یا ابی
بن کعب کے قرارت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تھے بلکہ پڑھنے
والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تھے پس یہہ حال تو ان سلاطین
و رعایا کا اس قرارت کے بارہ مین تھا جسکے خلاف کے رواج سے خوف
زوال ملک تھا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علیؑ کے اور اونکی اولاد
کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرحکا خوف تہا اسلیے اسمین اور بہی کدکے
مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت و جلالت کو روز بروز ظاہر کیا اسنے مختصر یہ
ایسی حالتومین جو کچہہ نہ ان دنیا پرستون کے اہتمامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو
کچہہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول منزلت
و جاہ کا اسی پر دار و مدار تہا جلب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتونکے
بہی موضوعات بنائی جائین اور ادنے ادنے امر و نکے لیے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین
کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے بادی ہین

[illegible]

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھکر مجھپر افترا لگاوے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض اونمین زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلومین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جس سے بعض نے
توبہ بھی کی ور اپنی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ[۱] نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین[۲] ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابو العینا[۳] کہتا ہے
کہ مینے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کی
سبنے قبول کی مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن حرب[۴] کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
مینے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سے[۵] حدیثین بنا کر مینے داخل کر دین ایکبارون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تا کہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اسقدر
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ[۶] و مغازی ابن اسحق مین مشغول ہین
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃً الی اللہ یہ احادیث

چارصد حدیث موضوع

وضع حدیث فضائل قرآن

[illegible]

وضع کی بعضون نے خوشامد مین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم محمد مہدی خلیفہ کے یہان گیا چونکہ اوسے دوڑنیوالے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت صلعم نے سبق نہین ہے مگر خف اور حافر اور نصل اور
جناح مین تب مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہان سے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کر ڈالا کسی نے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے مہدی خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دہری گئی
کسی نے مامون بن احمد ہروی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھئے
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہہ حدیث بنائی
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ ہوگی
اور ایک شخص ہماری امت سے ابوحنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انہین سے وہ لوگ ہین جو دروازونپر سوال کرتے پھرتے ہین اور بازارونمین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین بعینہ انہین اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہین
اسکے آخر عبارت جامع الاصول کی واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا یہی قرار
پایا اور اسیکی بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

[illegible]

اصل حدیث لا سبق الا فی خف او حافر او نصل
غیاث نے او جناح بڑھا دیا ۱۲ منہ

[illegible]

وضع حدیث بذمت شافعی و مدح ابوحنیفہ مین

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا مین ہے
واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المهدی من ولد العباس عمی تفرد به محمد
بن الولید مولی بنی هاشم وکان یضع الحدیث واورد الذهبی من مناکیره حدیث ابن مسعود مرفوعا
المهدی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اخرجه ابو داود والترمذی وصححه یعنے ابن عدی نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے میرے چچا عباس کے ہونگے راوی اسکا محمد
بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہین پر ذہبی نے اس حدیث کو بھی
وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے
ہمنام ہونگے اور ابو داود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب آپ ہی
انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدۃ النساؑ نسل جناب امام حسین علیہ السلام
ہین مگر ان خوشامدخورون نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنایا
اور اسم ابیہ اسم ابی اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھ اختلاف پیدا ہوا
چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدری مین بشرح و بسط تمام مرقوم ہے
بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت اور اونکے مقاصد کی یہ حالت ہو سلطنت
کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفاے ثلثہ اور
توہین حضرات اہلبیت طاہرین مین موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی
بڑی بات نہین ہے خصوصاً درصورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت
جنکو خاص خلیفہ دوم والاخطاب امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہو
اس مرض مہلک مین مبتلا ہوئے ہون چنانچہ ایک واقعہ ہے جسکی روایت

نہ کرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر غیر صحیح ہو جائے بلقب امیر المومنین
فی الحدیث ملقب تھا اوسنے بیس ہزار حدیثین موضوع بنائین میزان الاعتدال
مین ہے کہا درآوردی نے واقدی امیر المومنین فی الحدیث ہے اور مسند
ابو حنیفہ خوارزمی مین ہے کہ کہا یحیی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثین بنائین اور رسولخدا کیطرف اونکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابین
واقدی کے کذب ہین انتہیٰ والتفصیل فی المجلد الاول من استقصاء
الافحام کیون صاحبو جب ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین اونکا بیس بیس ہزار
حدیثین بنائے اور خاص رسول پر تہمت لگائی اور وہ سب شایع و مشہور ہوں تو اونکی
اتباع و لواحق نے کیا کچھ نہ بنائی ہونگی و جب خود رسول پر اسقدر تہمتین ہوئین تو دیگر صحابہ
خلفا پر اور خاص جناب امیر علیہ السلام پر کیا کیا تہمتین لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام
ابو حنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس
بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و کثرت اغراض ان روایات عقد کے
موضوع ہونیکا اگر یقین نہین ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل
ہوتا ہے خصوصاً بنظر اون احادیث کے جنمین حضرت نے پیشین گوئی
فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل مین گذرے ہین اس امت مین بھی ضرور ہونگے
کیونکہ ان اتہامات کا نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے
اگر ملتے ہی تو یہی نظیر کہ عیاذاً باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول
پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ بتصدیق
میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

بیس ہزار حدیث موضوع
وہو الواقدی و قال احمد بن
حنبل کذاب و قال
ابو حاتم [illegible] والنسائی
ضعیف الحدیث و سمعت
ابن المدینی یقول
الواقدی یضع الحدیث
وقال [illegible] الواقدی
یروی [illegible]
[illegible]

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے دلیل اول یہ ہے کہ جتنی روایتین دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح ستہ مین چنانچہ مطالعہ انکا شاہد ہے اور صواعق محرقہ وازالۃ العین کے بھی گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ

ص ۲ ورق

قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منھل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین ویعرف الزائد علیھما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ لا بمجرد وجودہ فیھا الا اذا اشترط فیھا مولفھا الصحیح ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر البرقانی ونحوھما یعنے جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نکرے فقط کسی کتاب معتمد مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتی ہان اگر کتاب کے مصنف نے شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ و ابوبکر برقانی کے اسلیے پس روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکر قابل قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت کے حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسیطرح لکھا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا   الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

اللہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح میں اوسکو نہ لکھا جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح صحت روایت ہے گو وہ صحیح مسلم میں بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری میں ہو نہ صحیح مسلم میں نہ دیگر صحاح ستہ میں جیسا کہ ان روایات عقد میں مشاہد ہے اور جب حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث میں جسکے صرف طرق روایت کے جمع میں ابن عقدہ اور طبری اور عبید اللہ حسکانی اور ابو سعید سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارے میں تصنیف کیں اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد میں ایک صحاف کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جسمیں اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع کیا ہے اوسپر لکھا تھا کہ یہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ میں اور انتیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر ضیاء الدین مقدسی محمد صدر عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت ہندوستان میں وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار فی حدیث الغدیر میں نمونہ اعجاز یداللہی دکھایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی نے

اسامی مصنفین کتاب در جمع طرق حدیث غدیر

اسامی مصرحین تواتر حدیث غدیر

عدم صحت حدیث بسبب عدم
اندراج صحیحین

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور علامہ قوشجی شارح تجرید اور
مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین
بریخی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محسن کشمیری
اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہین جیسا
کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث
ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری
و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکی منصف مزاجی پر
اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نہ کردہ اند انرا
اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری
و مسلم و واقدی و غیر ایشان از اکابر اہل حدیث الخ **والتفصیل فی**
العبقات پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری
و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقد بدرجہ اولے
غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پای جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ
صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب
صواعق متعصب مولوی حیدر علی جاحد نقل کرتے ہین کہ اونکے نام مولف صاحب
یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوی
شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقی و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی کوی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ اونکے
جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ [illegible] یعنے بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہیں ہے بلکہ دوسری روایتوں میں بھی یہی دلیل پیش کرتے ہیں ابن تیمیہ دربارہ حدیث
ماقلت الغبراء الخ منہاج السنۃ میں کہتے ہیں کہ اس حدیث کو نہ کسی اہل صحاح نے روایت کیا نہ صحیحین نے
ہے بطرح حدیث مستغرق امتی کو بیان کیا کہ صحیحین میں نہیں ہے اور شاہ سلامت انتہی
معرکہ آرا میں دربارہ حدیث کرار غیر فرار کہتے ہیں و ہرگاہ در روایتے از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار نیست و زیادہ غیر ثقہ مقابل تعدد ثقہ مقابل
اوثق محل کلام ست نہ ثبت بازیادت کذائی مقبول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین میں نہیں ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اوس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم متبحر جنکے قدح بلکہ حکم بموضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقاً مذکور ہو چکے
دربارہ اوس روایت کے جو زہری نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام
میں بطور حتم و جزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عائشہ کو احتضار شروع ہوا
تو لوگوں نے کہا روضہ رسول میں آپکو دفن کریں تو عائشہ نے کہا مجھکو ہمارے
بہنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرو فانی قد احدثت امورا بعدہ یعنے بعد آنحضرت
بہت سے امور مجھسے احداث ہوئے ہیں منتہی الکلام میں فرماتے ہیں
لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری
ست کہ از لفظ مذکور عاری ست و روایت صاحب اعلام درباب سند ہم از
کتاب مذکور بے سند مروی ست پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان اکابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم میں
باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ چودہ پندرہ عالمون نے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہ اولے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری میں ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ میں نہ کسی کتاب
مشروط الصحۃ مین نہ مسانید معتمدہ مین معہ حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہین ہے بلکہ باخود ہا کی خانہ جنگیون مین بھی کسی روایت کی باطل کرنے مین
یہی دلیل پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صاحب میرٹھی نے دربارہ من جاءنی زائرا
الخ ناقل ہین لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما اطلقوہ ولا صحح امام یعتمد علی تصحیحہ دلیل
عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین ہے
نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ
مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
جسمین اہلسنت کو بھی عذر نہین کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوسپر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر [illegible] اہلسنت
از راہ مجادلہ و ہٹ دھرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث غدیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث غدیر
اون روایات سے ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب تابان کی طرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی اور حکیم سنائی اور شیخ فرید الدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور سبط ابن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعید الدین فرغانی
اور ابن زرولاق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمد بن اسمعیل
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمعیل برادرزادہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کما فصل فی العبقات پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا عموماً اہلسنت سے خصوصاً
بخاری و مسلم سے جای تعجب نہین ہے کہ انہون نے ایسے مضرترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضایل جناب امیر مین دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر کے لکھتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطان
دربارہ امام جعفر صادق علیہ السلام روایت نہ کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات سے ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے ہین جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانست اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہین نکلتی
اور اوسکو مشہور بھی کہہ سکتے ہین پس ایسے منقبت عظمی کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج شرح نہین دلیل قوی ہے
بطلان و عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ بتصریح مولوی حیدر علی
صحیحین مین دو سو دس سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہین اسپر
بھی ان روایات کا انمین مندرج ہونا نہ دیگر صحاح مین بندائے بلند آواز دیتا ہے

له از صفحہ ۲۴۳ تا ۲۸۰ کتاب
جلد رابع از مجلدات حدیث غدیر
عبقات الانوار مطبوعہ لکھنو

له کمافی المجلد الاول من
استقصاء الافحام نقلا عن
دراسات اللبیب صفحہ ۹۰

له تفصیل اسکی ذوالفقار
حیدری جلد اول مین ملاحظہ کیجیے

له قطع و برید بخاری در فضائل جناب
امیر علیہ السلام

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے حالانکہ اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃ سقام ہین) مذکور بھی
ہوتی تو شیعہ پر حجت نہین ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کر سکتے تھے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقاً مذکور ہوا **والتفصیل** فے استقصاء الافحام[له] و
عبقات الانوار[له] مین ایسی مہمل روایات سے ایسے امر عظیم پر استدلال کرنا بڑی خبط بلکہ جنون
دا دو دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارہ مین حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کر کے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پائی جاے اوسکی اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایہ مین
مرقوم ہے اور کلام صارم مکی سابقاً مذکور ہوا پس اسمین بھی اس روایت کے
نہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود عدم صحت
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات اسکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا با سند
جو بلا سند ہین اونکی دو حالت ہے یا درج کتب حدیث ہین یا درج کتب

له استقصاء الافحام
اول از صفحہ [illegible] لغایت [illegible]
له [illegible]
عبقات الانوار جلد اول
از صفحہ [illegible]
[illegible]

دلیل سوم

تواریخ **قسم اول** احادیث بلاسند یعنی مندرجہ کتب احادیث ہیں انکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہین اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشان شتر
بے مہار ست کہ اصلا گوش بآن نمیدہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہین
وقاعدہ مقررہ اہلسنت ست کہ حدیثی راکہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند و صحت مافی الکتاب را التزام نکردہ باشند مثل بخارے و مسلم
و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکردہ باشند قابل احتجاج نیست سیما کہ جماعۂ
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی و خطیب وابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح و حسان را متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند و جائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید والمتون
تا بطریق مباحث یکجا فراہم آوردہ نظر تامے نمایند و موضوعات را از حسان
لغیرہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتین دربارہ اس عقد کے بلاسند ہین یا اونپر حکم صحت نہین جاری
ہوا ہے وہ سب ہوا ہوگئین کہ اہلسنت نہ اونپر کان دھر سکتے ہین نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہین اور شیعے تو یہ ہین اونکے روایات
کو گوز شتر سمجھتے ہین باقی رہے روایات **قسم دوم** بلاسند کے
جو درج کتب تواریخ ہین پس اونکے بابمین مولوے حیدر علی صاحب

قسم دوم روایات بلاسند

ص ۲۹۹

ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہیں بخوبی ظاہر ہوا۔ الحمد یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تھی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھ لینا چاہیے

ف پہلے جواب میں [illegible]

ف مسائل سرویہ جناب شیخ مفید کا جواب

دلیل چہارم یہ ہے کہ کل روایتیں اس عقد کی باسند ہوں یا بلا سند
کتب احادیث میں ہوں یا کتب تواریخ میں وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسے مضطرب ہیں کہ کسیطرح توافق اونمیں ممکن نہیں چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہیں کہ
بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہیں اور حدیث بھی
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی یہ روایت کرتا ہے جناب امیرؑ خود متولی عقد ہوئے
اور نکاح کردیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسول نے عقد کردیا
کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا
کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا
یہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر
قتل ہوا بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی اور بعضوں کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی عقب باقی نہیں اور بعضوں کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضوں کا
قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ ماں بیٹے دونوں ساتھ قتل
ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہیں بعض رواۃ کا

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر میں دیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر میں دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں انتہی کلامہ الشریف

فلقولہ اللطیف اب ان اختلافوں کے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور
گذارش کرتا ہوں کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوس پر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہو گی پس اورا بعقد من درآورد
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لاکر حضار سے طالب مبارکباد ہوے الخ ازالۃ الغین صہ ۹۴۱
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے صہ ۹۴۰ ازالۃ الغین
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس بارہ مین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا اوس پر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہوں اور راضی ہون
پس حضرت امیر اورا عقد بست بخانہ عمر فرستاد بعض کا بیان ہے کہ صہ ۹۴۲ ازالۃ الغین
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھ دو امیر ہین پس دولت سرا مین
تشریف لاکر حسنین سے فرمایا کہ بیٹے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کر دون صہ ۹۴۳ ذخائر العقبی
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین نے

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے بعد حضرت عمر نے [illegible]
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ مینے علی سے درخواست کی
اونہون نے تزویج کردیا حضار نے کہا ایسے شخص سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی صـ ۲۱ بعض کا یہہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین ؑ صـ ۹۴۳ ازالۃ الغین
سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسین ؑ نے فرمایا وہ عورت ہین مثل
سایر زنان اپنی امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر ؑ غضبناک ہوکے چلے امام حسن ؑ نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجالائین تب عقد واقع ہوا صـ ۲۲ بعض کا صـ ۱۵۹ صواعق محرقہ
یہ بیان ہے کہ حسنین ؑ سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ؑ ساکت رہے
امام حسن ؑ نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس [illegible] بہیجا اور کہلا بہیجا
کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبر دی کہ [illegible] ساتھ
ہم عقد کیا چاہتے ہین صـ ۲۴ بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل صـ ۱۵۹ صواعق محرقہ
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط حصول برکت حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بعض کا بیان ہے حضرت نے صـ ۹۴۳ ازالۃ الغین
عباس اور عقیل اور امام حسن ؑ سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین
معاذ اللہ تمہاری بیعقلی بڑہتی جاتی ہے واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو پھر ایسا ہوگا اور یہ ہوگا یعنی فساد عظیم
قایم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر ؑ کو سمجھا بوجھا کر خود عقد کر دیا بعض کا صـ ۲۱ ۹۴ ذخائر العقبی
بیان ہے عمر نے ساق کھولا صـ ۲۳ بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا صـ ۱۴ اسماء الرجال مشکوۃ

بعض کہتے ہین چادر کہینچی اور بعض کہتے ہین کہ عمر نے نظر بہر کے دیکہا بعض کہتے ہین
زید اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوے بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت نے عون بن
جعفر سے عقد کرنا چاہا تو حسنین نے پہلے ہی جا کر کہا کہ اگر آسودگی دنیا چاہے
تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند جعفر سے عقد کر دینگے جب جناب
امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش بیان کی
اور پسر حضرت نے کہا جو حسنین نے بھی ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہو کے چلے تب
امام حسن نے دامن تھاما اور از روے منت کے حضرت راضی ہوے
بعد اوسکے عون سے عقد ہوا حالانکہ یہ عون خود ایام خلافت عمر مین
شہید ہو چکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہین کہ کسی نے کہا بعد عمر محمد
سے عقد ہوا تب عون سے تب عبد اللہ سے کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے
بعد اونکے عبد اللہ سے نکاح ہوا جسکا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد
نہین ہوا کسی نے کہا پہلی محمد مرے بعد اونکے ام کلثوم کسی نے کہا پہلے ام کلثوم مرین
تب محمد بن جعفر کسی نے کہا بعہد معاویہ و یزید کے ساتھہ انتقال کیا بعضون نے
یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا مین شریک تھین بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مرین تب
عبد اللہ بعض نے کہا نہین پہلے عبد اللہ مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات
عبد اللہ سنہ مین ہے جس سے بعہد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اسیطرح بہت سی
اختلاف ہین جنکو اصل کتاب مین تفصیل و بسط تمام لکہا ہے اور قبل اسکے
بھی کچھہ مذکور ہوا بہرکیف اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس مادہ مین ہی
اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہین بس خود اس اختلاف

[illegible]

اور اضطراب سے بھی یہ روایات باطل و غلط ٹھہرے کیونکہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
فرماتے ہین اضطراب مانع عمل است بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بطرفین متخالفین
ممکن نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہۃ القطعیہ
ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہین ہرگز عاقل درین قسم تخالف
و تعارض و اضطراب به احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر
فرماتے ہین و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے
روایت کنند کہ مخالف دیگر باشند قادح صحت خبر میشود چہ جاے شہرت اور خود مولوی
حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنے جب دو روایتین باہم خلاف ہونگی
تو دونون ساقط کردے جاوینگے اور چون از روے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار
قرار پائین کیونکہ ان روایات مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالبا
دوسرے روایات مین ہو پس اس رو سے بھی یہ روایات غلط و بے بنیاد
قرار پائے فقولوا جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ مین ہر ہر روایتون کے سبب ضعف کو کس کس
خیال سے [illegible] مختلف بتائین گئین جو نے لکھا ہے بوجہ اختصار یہان
[illegible] اختصار فاتحہ پر اکتفا ہوا دلیل پنجم روایات مسندہ کی عدم صحت
[illegible] بحث سے متعلق ہے افسوس کہ یہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ
[illegible] مین اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا دشوار اگر
[illegible] تو دشوار تر ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

تکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت و جرح جن کتابون مین ہین یہ روایتین درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان بہ اقرار علمای خود اہلسنت نہایت بسط سے دکھائے گئے ہین حتی کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین باتمکین انہین بعض روایتون جنکا حال بالاختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہین ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ۔ **روایت اول** ازالۃ الخفا مین ہے

صفحہ ۶۲۶ ازالۃ الخفا

اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا سفیان نے عمرو سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت علی کا جناب امیر نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے پاس اوسے بھیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے **سفیان** ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تھے جیسا کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری سے (یعنے سفیان ثوری) اور ابن عیینہ (یعنے سفیان بن عیینہ) اور ابن اسحق وغیرہ تدلیس کرتے تھے یعنے روایت ہے اوکسیکی نسبت کرتے ہین دوسرے کیطرف انتہی ۔ ابن جوزی صفحہ تدلیس کو تلبیس ابلیس سے کہتے ہین اور خیانت

سفیان

[illegible]

[illegible]

تلبیس ابلیس

شرع مطہر جلتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہیکہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سی ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سی تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوگئی
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سی تعبیر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب الاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
ونسبت میکند اورا بہ پدر او یا جد او انتہی پس جب دونون سفیان مستعمل
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف حالانکہ وہان
شرکت نام ہوتی ہے سنہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
بیہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کردینا کون بڑی بات ہی بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود قرار پائی خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہوگیا تھا
کہ اس زمانہ کی روایتین لاشی ہوگئین جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زاید از نسبت احادیث مین غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ بر آن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین اور معاندین

ص ۱۹۹ تحفہ

ص ۱۶۶ میزان الاعتدال

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ ہمیشہ ان حضرات طیبات پر معترض رہا ہے اور اسکو
تہمت لگانا اہلبیت طاہرین پر کون مشکل ہے تا اینکہ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام نے اپنے حضور کرامت ظہور سے نکال دیا اور منع فرمایا کہ
میرے مکان نہ آیا کر کہ تجھسے مجھے ضرر پہونچیگا اور مجھسے تجھے ضرر پہونچیگا
جیسا کہ لواقح الانوار امام شعرانی حلیۃ الاولیا تہذیب التہذیب امام ذہبی
مطالب السئول محمد بن طلحہ شافعی تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی فصول المہمہ
ابن صباغ مالکی عقد النبوی و سر مصطفوی شیخ بن عبد اللہ العید
روس وغیرہ میں مذکور ہے محصل لواقح شعرانی یہ ہے کہ سفیان ثوری
خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت جبہ خز
پہنے ہیں سفیان نے اسپر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت نبوت سے ہیں اور ایسا
لباس پہنتے ہیں حضرت نے اوسکو باطن کو دکھا دیا کہ یہ لباس ظاہری
مصالح باطنی ایسا ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
ملصق بہ بدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نمائی امام برحق
کہ بعد اوسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکھا دیا کہ فریب ہی عوام
کے لیے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور ریشمی جبہ پہنے ہے اور نیچے اوسکے
جو بدن سے ملاصق ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملایم ہے کہ پوشاک اہل ثروت و دولت
سلطنت کے ملازمین کا اوس سے کم ہے یہی حال ہے اہلسنت کے جاہل اولیا و
مشایخ تصوف کا ہے اور اوسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان ثوری تو
ہمارے پاس نہ آیا کر کہ تجھسے ہمکو ضرر پہونچیگا اور ہمسے تجھکو ضرر پہونچیگا اور

لواقح الانوار جلد ۱ صہ ۲۸
حلیۃ الاولیاء ج ۳ صہ ۱۹۳
تہذیب التہذیب ج ۲ صہ ۱۰۴
مطالب السئول صہ ۲۸۵
تذکرہ خواص الامہ صہ ۱۳۲
فصول المہمہ

اور حلیۃ الاولیا مین ہے کہ جب ثوری نے کہا جبتک آپ کوئی حدیث
نہ بیان کرینگے مین یہانسے نہ اوٹھونگا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے
نکالا تھا مگر یہہ اڑکر بیٹھہ گیا تو حضرت نے فرمایا خیر مین حدیث بیان کرتا ہون
مگر زیادہ حدیث تیرے لیئے اچھی نہین ہے اور فصول المہمہ مین ہے کہ حضرت نے
سفیان ثوری سے فرمایا تو وہ ہے کہ بادشاہ لوگ تجھکو طلب کرتے ہین
اور تو اونکے پاس آمدورفت رکھتا ہے اور ہم اونسے پرہیز کرتے ہین
نکلجا میرے یہان سے و تفصیل فی عبقات الانوار صہ ۱۵ و استقصاء الافحام صہ ۲۵۰
پس ایسے دشمن امام کی روایت کیونکر مقبول ہو سکتی ہے جسکو حضرت نے
بارہا اپنے دولتسرا سے نکالدیا اور وہ ہمیشہ حضرت پر معترض رہا اور اوس سے
زیادہ حدیث بیان کرنیکو فرمایئن کہ خیر نہین ہے اور تیرا آنا جانا میرے لیئے
باعث ضرر ہے سبحان اللہ صدق الصادق المصدق الامین علیہ السلام
قربان ہین اعجاز کے کہ جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اب اس سے
بڑھکر کیا ضرر ہوگا کہ اس ثوری نے اپنے امام کا اثر دکھایا اور خاندان
رسالت پر ایسی تہمت نالائق لگائی جسکے تصور سے ہر مومن کے
قلب و جگر کو رعشہ ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بھی باوصف تعصب مذہبی
اسلام کا جوش آہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کرکے
باطل کردیا جیسا کہ سلف مذکور ہوا بہرکیف اس روایت کے موضوع اور باطل
ہونے مین کوئی عذر نہین رہا **دوسری روایت** بنقل از ازالۃ الغین صہ
از اصابہ صہ روایت کیا ابن وہب نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اوسنے

صہ ۱۵ ۱۲
عبقات الانوار ج ۲

صہ ۲۵۰
استقصاء الافحام جز ۲

ف
[illegible]

صہ ۹۲۷
ازالۃ الغین

صہ ۳۴۳
اصابہ

زید سے اوسنے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا اولاً اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
علیہ السلام کی تخصیص و تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو دونکا نام ام کلثوم
تھا پس او نہیں دونو نمین کسیکا یہ مہر ہوگا ثانیاً پس ایسی روایت سے تعیین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کرنا داخل خبط دماغ ہے ثالثاً
عبدالرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال و کاشف و حاشیہ کاشف
بشہادت یحیی بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر و اصبغ و قتیبہ و ہشام
و بخاری و ابو حاتم و ابن ماجہ و نسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کہا لیس بشئے
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ و معتمد نہیں ہے پس
یہ شخص ہر طرح عموماً و خصوصاً ضعیف و لیس بشئے و غیر ثقہ قرار پایا حتی کہ مولوی
عبدالحی نے بھی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے
کہ غفاری اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی باقی رہا زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الغین میں ہے زید بن اسلم و آوا زید پدرش
کہ آزاد کردہ عمر بن خطاب بود الخ پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ کے میزان الاعتدال میں ہے
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارہ میں کلام ہے اور عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارہ میں یہ روایت ہے جو شخص

ص ۲۴۶ زان الاعتدال جلد اول

ص ۳۸۶ سعی مشکور

ص ۹۲۴ ازالۃ الغین

ص ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوۃ اور
تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
صـ ۸۲ منتہی الکلام — بیان کیا کرتا تھا اور مولوے حیدر علی نے بھی منتہی الکلام مین زید بن اسلم کی
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنّت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کر سکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑھا کرتا تھا پس یہ روایت بھی باطل ہوئی اور مصنوعیت
صـ ۹۲ ازالۃ الغین — اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ الغین صاحب
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید و رقیہ پیدا ہوئے ام کلثوم و زید نے
ساتھ وفات کی انتہی **اولاً** اس روایت مین بھی کوئی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوئی جو باتفاق فریقین شریک
ف زبیر بن بکار [illegible] — معرکہ کربلا تھین **ثانیاً** راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیرؑ تھا
علاوہ بران احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور راوی ضعیف حدیث

صفحہ ۱۴۵
نقلی جلد اول

مین شامل کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت بھی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات
پر بناے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہ صفت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عایشہ کی مان ام رومان کی بزرگی جتاتے کے لیئے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب اوسکی
قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہوے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلی و ابو الفتح اندلسی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بر بنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کر چکی تہی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پہر ملاقات کیونکر ہوی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تہا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور راز مخفی کو فاش کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی کے

صف ۲۵
کتاب المناقب و المغازی
حدیث الافک

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری میں بعد نقل قول متقدمین فرماتے ہیں کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے کہ ام رومان نے سنہ ۶ ہجری میں وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط و صغیر میں اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے یقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن میں بعد خلافت عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت میں ہے اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت زندہ رہی اور خطیب وغیرہ کا اعتراض بر بنیاد قول واقدی و زبیر بن بکار ہے جو صحیح نہیں کیونکہ روایت احمد میں عائشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات میں تجھسے کہتا ہوں مگر اسمیں جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابوبکر اور ماں ام رومان سے مشورہ نہ لیلو اور صحیحین میں بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہیں ہے اور آیہ تخییر سنہ ۹ میں نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہیں مرے تھے بہر کیف اس عبارت طولانی سے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمیں کمال فضیلت مادر بی بی عائشہ ہے باطل کیا اور ان دونوں کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی ثابت کی پس ایسے شخص کے یہہ روایت باوصف عداوت اہلبیت ہونے کیونکر نہ موضوع قرار پاینگے حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا اونہین دلایل سے یہہ بھی باطل ہی مگر ناظرین
یہین سے سمجھ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہو جاتے ہین کہ اتنے
اتنے اکابر علما نے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان
ایسی وضعی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہی **ہائی افسوس**
صحیح بخاری کے برابر بھی اہلبیت نبوی صلعم کی قدر نہین جو کسیکو جوش آوے
اور ان وضاعین کذابین کی پردہ دری کرے **چوتھی روایت**
بنقل ازالۃ الخفین ازاصابہ ابوبشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی
کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت یہ ابن اسحق
وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر ومغازی انہین پر موقوف ہے سعید
بن حجاج انکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو
کذاب ودجال بتاتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابو داود نے
کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یعنی بہت
بڑا جھوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تھا یحیے بن سعید اور مالک
ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتے تھے ابن ادریس سے روایت ہی کہ
مین مالک کے پاس بیٹھا تھا کہ کسی نے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے
پاس لاؤ کہ ہم اسکے بیطار ہین مالک نے کہا وہ دجال ہی منجملہ دجالون کے
اسنے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکھا پس مجھکو شرم
آئی کہ کوئی مجھکو اسکی پاس نہ دیکھے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

صـ ۹۲۷

ف چوتھی روایت

صـ ۲۸۸ دوسرے

ف ابن اسحق دجال ہے

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شرحبیل کے روایت نہین مانتا کہا یحیے
قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا دراوردی نے کہ مین
صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم بیٹھا تھا کہ ابن اسحاق کو پینک سے
آئے بیدار ہوکر کہا ابھی مینے خواب مین دیکھا کہ کوئی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے
ہاتھ مین رسّی ہے ایک گدہے کی گردنین ڈالکر کھینچتا ہوا لیجاتا ہے اس
خواب کے بیان کرنے کو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک آدمی ہاتھ مین رسّی لئے
ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردنین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا
اور اسپر تازیانہ لگائی گئی کہا محمد بن اسمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے
ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوئی نہین روایت کرتا تھے اور علامہ ابوالفتح
اندلسی عیون الاثر صفحہ مین فرماتے ہین کہ یحیے قطان نے کبھی ابن اسحاق سے
روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام
بن عروہ سے کسینے کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے
کہا کذب الخبیث خبیث جھوٹھا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے
روایت کرتا ہے بھلا کہان دیکھا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے
تا آخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسے دجال بلکہ خر دجال اور کذاب کے
روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچھمن و رام کے قصون سے
اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بھی بخوبی
تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو محبین عثمان
اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال صفحہ اور مغنی اور لسان المیزان مین

ف ابن اسحق کذاب ہے

ف خود ابن اسحق کذاب

ص ۱۵۳
میزان اعتدال جلد اول
ترجمہ زید بن وہب

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس دجال یعنے
ابن اسحق کی روایت کو دوستداران عمر وعثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین امر حق کو کسیطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہر کیف مولوی حیدر علی کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہین نقل کیا تہا کہ بروایات
چندے از ابالسہ و دجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی رواۃ دجال بلکہ ہر دجال قرار پای پانچوین روایت
منقول ازالۃ العین از اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ جہرجیا الملک [illegible] درہم دیا
مضمون وہی ہے جو عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت کا مضمون ہے بہر کیف
یہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب و مفتری کے
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے
کہ ردی الحفظ تہا وہم و خطا و خلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف و کاذب مفتری کی روایت
مقلوب الاسانید سے مقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کر دیا والحمد للہ وکفی اللہ المومنین القتال چہٹی
روایت ازالۃ العین مین ہے نور الدین جسینی از رئیس المحدثین یعنے
دار قطنی روایت نمایند کہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

صـ ۹
صفحہ یہین نقل انکی
مشغول ہوا ۱۲

ف
جواب عبارت
مولوی حیدر علی

صـ
ورق تحفی ج ۲

صـ ۹۳۶

مشرف شدید درمیرفتے کہ باشندگان کوفہ را بسوے خود راہ نمیدادند وانہارا نزد
خود ہمی نشانید ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب امام را فہمیدم و بسوی آنجناب
نشستم وگفتم کہ در حق ابو بکر و عمر چہ میفرمائی فرمود کہ خدا رحمت کند بر ایشان
عرض کردم کہ اہل کوفہ میگویند کہ تو از شیخین بیزاری فرمود کہ برب کعبہ قسم میخورم
کہ آنہا بر من افترا می کنند آیا تو نمیدانی کہ حضرت علی بن ابیطالب دختر خود را کہ نام
او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا ع پیدا شد بنکاح عمر داد جدہ او
حضرت پیغمبر خاتم المرسلین ست وجدہ او حضرت خدیجہ کبرے سیدہ
اہل الجنۃ وبرادرانش حسن و حسین ع سرداران اہل بہشت وعم او حمزہ وجعفر بن ابیطالب
اگر علی مرتضے عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینہار دختر خود را
کہ حالش دانستے بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ میگوید کہ بعد ازین عرض کردم کہ
کاش این مضمون را باہل عراق در مکتوبے می نوشتے تا ایشان را معلوم میشد
کہ تو ازین تہمت مبرا ہستی فرمود کہ اہل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم کہ
نزد من بنشین بر گفتہ من عمل نکردی انہا کہ سر از شریعت می تابند سخن مرا کے
گوش میکنند انتہے **اقول** اولاً اس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین حسینے
سے بجولی شاہ صاحب کی اوس اتہام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ میں
اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوئی نام اوس کتاب کا
یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب میں ہوتے
تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتے چونکہ تحفہ کے
جوابوں مین شاہ صاحب کی تحریف اس بارہ مین بخوبی ظاہر کی گئی ہی لہذا مولوی صاحب

نے اودہر اسکی نسبت نہ کی وربخوف تفضیح اپنے ہی مفتریون کے سر مڑھا
خیر شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجاۃ ملی ثانیا موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے کہ توہین بداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہوگا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثا خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کرکے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین ف سید سمہودی
ہے فاضل رشید انکی بشان مین فرماتے ہین ما کتاب جواہر العقدین را نمیدانیم
و مصنف ازانمی شناسیم ذکر اینقسم مجہولین بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطاے تو بہ لقاے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً بمقابلہ اہل حق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین **دار قطنی** جنسے سید سمہودی نے نقل کیا ف دار قطنی
پس انکے بارہ مین زیادہ کد کرنیکے ضرورت نہین ہے یہان صرف عبارت
سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث ص ۳۳۰
من زار قبری مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسینے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور نہ ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین بھرتا ہے اور بعض جگہ علت حدیث اور سبب ضعف وانکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی بجواب اسکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف واہی ہونا اس روایت کا لازم نہین پس کچھ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہُون وہ سب ساقط ہوجاتی ہین تاآخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث وحنفی سے دارقطنی کا جامع غرائب سنن ومخرج روایات منکرہ وموضوعہ ہونا ثابت ہُوا کیونکہ مولوی عبدالحی نے جرح دارقطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دارقطنی نہ جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن وموضوعات ومنکرات ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ دجال وکذاب ووضاع وغیرہ اردء عبارات جرح سے ہے کما فی مقدمہ میزان الاعتدال بہرکیف اگر مولوی صاحب روایت ابوحنیفہ کو دربارہ عقد جیسے دارقطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب موضوعیت ومنکریت سے خالص کرینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم بے اعتمادی اوسپر جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب نے بے اعتمادی اوسکی ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل رشید شوکت عزیز مین فرماتے ہین صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ احادیثیکہ جماعۃ از علمائے متقدمین بر زمان بخاری ومسلم یا معاصرین انہیا یالاحقین بانہا در تصانیف خود روایت کردہ اند وکتب آنہا بشہرت و

وقبول در طبقهٔ اولے و ثانیہ نرسیدہ و رجال آن کتب موصوف بعدالت اند
و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا نہ شدہ اند
بلکہ اجماع برخلاف آن منعقد شدہ و اسامی آن کتب اینست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دارقطنی الخ پس کتاب سنن دارقطنی
کا مجموعہ روایات مستورین غیر عادلین و مجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دارقطنی
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہو گئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی مین تو روایات دارقطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دین
اور خلاف اجماعیات بتائین اور شیعون کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کرین سبحانک ھذا شئی عجیب

باقی رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی
پس میری کیا مجال جو اونکی شان والا مین کچھ کہہ سکون ابھی اونکی امت
حنفی لوگ سر کہا جائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ ہے
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہان چند شہادتین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اونکے بارہ مین حصہ اول ذوالفقار حیدری مین لکھ چکا ہون وہین کیطرف
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہین ہو سکتا
اور اگر اہلسنت اون عام شہادتون کو نہ مانین اور اپنے بڑے بڑے پیشوایان
دین کے گواہیون کی سماعت نفرمائین تو بمجبوری اور چند شہادتین
یہان لکھتا ہون جنکو اصول فن حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت و سقم کا اوسپر مدار ہے پس واضح ہو کہ انکی ابتدا سے سوانح

صفحہ ۱۶۹ تا ۱۸۲ ذوالفقار حیدری حصہ اول

عمری مین بھی اہلسنّت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلیونکی نسل سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے اہلسنّت مثل امام فخر رازے محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابو حنیفہ غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بھی اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا ملہ زوطی نام کی نسبت مورخون کا بیان ہے کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے بعض ہوا خواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھی اور سند مین اسکے خود اونکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری ایسی ہے کہ محتاج برہان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو نسل عرب مین داخل کر دیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا پردادا بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کر کے عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا ملہ بہرکیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس غلام زادگی کو دلائل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے بھی امام ابو حنیفہ کو اونسے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلسنّت ایسے ہی نگو ہین رنگی ہوی ہین ۵۵ انکے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہین کہا جاتا کہ جولاہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ خزبافی ملہ انکا پیشہ آبائی تھا یعنی خز جو ایک قسم کا کپڑا ہے اوسکو بنتے تھے اور اوسکی تجارت کرتے تھے جیسے نہارس وغیرہ کے جولاہے زر بفت مشروع بنتے ہین شاید یہی وجہ ہے کہ جولاہے دہنیے

ف سوانح عمری ابوحنیفہ

ف ذات ابوحنیفہ

ملہ سیرۃ النعمان مولوی شبلی صفحہ ۱۰

ملہ سیرۃ النعمان صفحہ ۱۰

ف پیشہ ابوحنیفہ

ملہ سیرۃ النعمان صفحہ ۴۰

ف ابتدای تحصیل علم ابو حنیفہ

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ ہمجنس کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداے تحصیل علم کے متعلق علامہ خطیب بغداد اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کرنا شروع کیا کیسے کہا علم قرآن سیکھو ہمنے فائدہ پوچھا تو لوگون نے کہا کہ جب قرآن سیکھ لوگے تو مسجد مین بیٹھ کر لڑکون کو تعلیم کروگے کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی تب ہمنے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسے حافظ حدیث بنین کہ دنیا مین ہمارے برابر کوئی حافظ نہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑہاپے مین مبتلاے اغلاط ہوگے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر بدر کرینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا تب معلم بنوگے منتہاے آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا اگر کسیکی تمنے مدح کی اور اوسنے کچھ دیا تو خیر ورنہ تم ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے تب ہمنے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و زندقہ کا تمپر الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہوگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مذموم و ملوم رہوگے تب ہمنے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام پوچھے جاؤ لوگ تمسے فتوی لینگے قاضی بنائینگے تو ہمنے ابو حنیفہ کہا کل علوم مین علم فقہ سے زیادہ نفع کا کوئی علم نہین پس ہمنے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یہانتک کہ سیکھا تمام ہوا

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سے یہہ مولوی محمد شبلی نعمانی نے بھی اپنی سیرۃ النعمان صفحہ ۳ مین اس روایت کو کچھ کتر بیونت کر بطور اختصار لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بھی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ اما جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کیے ہین ایسی جاہلانہ ریمارک ہین کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث وکلام کیطرف امام ابو حنیفہ کو توجہ ہی نہین کی حالانکہ ان فنون مین امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار کر سکتا ہے اسنتے ہمکو بہت **افسوس** ہے کہ اس معترض نے مطلقا اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق ہے کیونکہ روایت کی غلطے یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین مسلسل السند یہہ روایت لکھتے ہین اور اس تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتماب ؐ اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کما فی بستان المحدثین لشاہ عبد العزیز

باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو بڑے فخر سے بیان کرتے ہین کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت و تمدن مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور پیشہ تجارت کے بعد تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوئے تو کس عاقل کو تامل ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی ضرور اعلے درجہ کے پر نفع علم کیطرف متوجہ ہوگا جسکے منافع بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہون کہ وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت کیا کچھ نفع

نہ ملا اور فائیز بمرام ہوے سوائے اسکے حبس دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع وضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسمین تامل نہین ہوسکتا پس ایسے بدیہی نفع ونقصان دکہانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے **باقی** رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
وعلم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر ہی نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جبسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی
حنابلہ ابو حنیفہ کو کسینے بہی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے **باقی** رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہی کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تہی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات وتہذیب الاسماء چار صحابی
جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بہی اقرار کیا ہی پس اس سے
بڑہ کر انکے کنارہ کشی کی دلیل علم حدیث سے کیا ہوسکتی ہے اور لسان المیزان
مین امام احمد سے منقول ہی کہ محمد بن الحسن اور اوسکا اوستاد ابو حنیفہ
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبریٰ
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروخ کے مشک کے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب
مسائل انکے خلاف ہین ازینجا ست کہ یہ امام اہلسنت اکثر احادیث
نبوی کے بارہ مین حکم دیتے تہے کہ اسکو خنزیر یعنے سور کی دم سے

له معیار الحق صفحہ، لاہور

له عمارۃ المساجد مولوی محمد سعید صـ ۱۹

چہیل ڈالا اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تہے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد یہان بعض ہوا خواہون نے جیسا کہ انکی
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسند لاکے
روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابوحنیفہ کے پانچ سو چہبیس برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب ایک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کر دیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی حرفت بازی ہے
نتیجہ اس ہوا خواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام صاحب نے
علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرمون کے
مجرم اور اونہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ غم جان بود
بہتر ازان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال
مین لکہتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرای
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت [illegible]
کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین سہ پشتی ضعف اسکو کہتے ہین
علامہ عبدالرؤف مناوی اپنے فیض قدیر مین جہان اس حدیث

له فضائل ومناقب
عبدالروف منادی
خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر
مصنفہ [illegible]
[illegible]

اذا طلعت الثریا امن الربع من العاھة کے ضعیف ہونے کی وجہین بیان
کی ہین اوسمین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے
ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
ہین جسی ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل
روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سی ملو ہین اور علامہ ابن جوزی
نے کتاب منتظم مین لکھا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیے بن سعید سے
ابو حنیفہ کو پوچہا تو یحیے نے کہا حدیثین اوسکی لکھی نہ جائین قابل نقل
نہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور
سبہون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ
حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابو بکر بن ابی
داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین
سبہو مین خطا کی یا کہا کہ نصف روایتین غلط ہین انتہے اور امام بخاری
حمیدی سی ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت
بنانے والے سے تین سُنتین سیکہین کیونکہ جب حجامت کیلیے ہم بیٹھے
تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو بعد اوسکے داہنی طرف سر حجامت بنانا شروع کیا
اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسا ہو
کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکہنے کا
محتاج ہو اوسکی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکوٰۃ و صلوٰۃ و دیگر امور

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخر الدین رازی رسالہ ترجیح مذہب شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ راے ہے نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور ناقابلیت اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محدثین محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین جس مین ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے بارہمین تو پر پشہ برابر بھی انکی صداقت نہین مانے جا سکتے کیونکہ خود اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آ مگر یہہ عدول حکمی کرتے ہین اور کسیطرح حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گو امام علیہ السلام نے مصلحۃ للوقت یا بخوف فتنہ وفساد کان پکڑوا کر نکلوا تو دیا مگر غیظ و غضب اپنا ظاہر فرمایا اور کہدیا کہ تو بھی انہین اہل کوفہ سے ہے جنہون نے احکام شریعت سے سرتابی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آ مگر چلا آیا پس جس شخصکو روبرو امام علیہ السلام کے یہہ جرات ہو اوسکے نزدیک امام پر اتہام لگانا

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مریدان انکے اس شاگردی
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب اونکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ۵ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تا کہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور منصور خلیفہ کے پاس بمقام
حیرہ بھیجدیا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی داہنے طرف خلیفہ کے رونق افروز
ہین امام علیہ السلام کے مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبد اللہ یہہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ پوچھو انسے اون مسائل کو جسے
منتخب کیا ہے پس مینے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

۵
صہ ۱۹ اخبار البابہ
اثبات سنہ
ابوحنیفہ و قد نقل صہ ۳۳
فی استقصاء الافحام
وعبقات الانوار
صہ ۲۸۰

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ مین لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسون سوال کا جواب دیا اسیوجہ سے مین کہتا ہون کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہین انتہے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو تمنے بڑے
خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکھا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین عم بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور سلطنت کے
مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاو سلطنت کے ساتھ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے بھی نہونگے اسیوجہ سے
ظاہر کیا کہ یہ ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کہ اتنا بھی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
یہ کل امور ایسے بدیہے ہین ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت علیا بخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
انام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کہ دربار عام مین حضرت کو
لاجواب کرکے عیاذاً باللہ عوام پر جہالت حضرت کی ثابت کرنا چاہے اور
اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اوسکے نزدیک امام پر
اتہام لگانا کون بڑی بات ہے خصوصاً ایسے ایسے امراء و خلفا و اعدائے
اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشامد مین جنسے ہزار ہا روپیہ انعام
پاتے تھے اور جنکو ہمیشہ توہین اہلبیت طاہرین اور اظہار فضائل مصنوعہ

خلفائے ثلثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکرین رہتی ہون اور انواع مکر وحیلہ سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول کے ساتھ یہہ برتاؤ کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت کے عالم صغر سنی مین یعنی پنج شش سالگی مین بھی سلوک کیا اور جواب دندان شکن پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت سے امام کی زیادہ تر تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھہ مونہہ آئے اور کہا کہ تم لوگون کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جاینگے اور اونپر قتل و قصاص جاری ہوگا پس دو سے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض دو رجعت مین ہمسے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ہان مگر ہمکو یہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تمسے روپیہ وصول کرینگے اگر اسکے اطمینان ہوجائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین الغرض ابو حنیفہ اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے علی ہذا القیاس ہزارون واقعے ہین جنمین ظاہر بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھہ ابو حنیفہ نے ظاہر کئے ہین پس ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے نہایت قابل حیرت یہ امر ہے کہ باوصفیکہ حضرات اہلسنت فضائل و مناقب

علوم وکمالات اہلبیت طاہرین عہ کے معترف ہین حتی کہ اس شاگردی کو ابوحنیفہ
کے بڑے فخر ومباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے باایں ہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے[لہ] اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسکی یہہ وجہ ہو
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قرآن ورسولؐ واہلبیت سے زیادہ علیحدگی رہی وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہونے سیکڑون مسائل مین خودرائی کرکے
خلاف حکم خدا ورسول اپنے قیاس ورائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابوحنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن وحدیث
واہلبیت کے مخالفت کرکے اپنے قیاس ورائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھے معاویہ ویزید وہارون رشید
وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپھی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوے اونکے لئے
یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلفّ حریر مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کردیا طرہ برآن یہہ اختراع کیا کہ اگر اپنی مان بہن
کے ساتھ نکاح[ملہ] کرلے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور چونکہ
خلفائے بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا ازحد
رائج تھا اسواسطے محدثین اہلسنت نے یہ روایت بنالی کہ آیہ نساؤکم حرث لکم
اسی بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے دبر مین جماع کرو جسکی قباحت پر

[لہ] سیرۃ النعمان

[ملہ] ہدایہ جلد اول صہ ۲۹۶

متنبہ ہو کر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سابقاً مذکور ہوا اگر امام ابو حنیفہ نے عام فتوی دیدیا کہ عورتون کے ساتہ لواطہ جائز کر اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبد الرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخصکو جو قابل اقتدا ہوا مردین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی ورکہا آپ اسنے ٹرہ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب وکباب کا از حد شوق تہا حتے کہ خود قاضی یحیے بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنّت کا تہا ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ تک شراب پیئے اور نشہ نہو تو اوسپر حد نہین اسیطرح نماز کی یہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہی ہے اولٹا وضو کرے اور کتّی کی کہال دباغت کی ہوئی پہنے اوسپر بہی چوتہائی کپڑہ نجاست سے آلودہ کرے اور الله بزرگست اور دو برگ سبز کہہ کے مرغون کیطرح دو چار ٹہونگین لگا کر بجاے سلام آخری گوز کر دی تو نماز درست ہی جیساکہ تفصیل اسکی ظفر المبین مین مذکور ہے اور جلد ہشتم ذو الفقار حیدری مین مفصل لکہ چکا ہون اسیطرح اون سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوئی واسطہ نہ رہا تہا امام ابو حنیفہ نے

صفحہ ۶۷۸ عینی شرح ہدایہ ج ۲ مطبوعہ لکھنؤ

ظفر المبین ص ۲۲۷

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۸ ج ۵

فتاوی سراجیہ صفحہ ۴۰ ج ۴

ظفر المبین صفحہ ۹

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ کہا ایمان ابوبکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کے اجمالاً جلد اوّل ذو الفقار حیدریہ مین مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوئے کہ اس امام کا مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است ۱۲ اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین ہے ازینجاست کہ اصول کو تابعین سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت مین احکام شرعی کی یہہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیر النعمان ص۲۰۱ مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے رواج عام حاصل کر لیا ایک ابوحنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ کا منصب ملا تو انہو نے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی مصمودی خلیفہ اندلس کے نہایت مقرب تہے اور کوئی شخص بلے انکے مشورہ کے عہدہ قضا پر مقرر ہو نہین سکتا تہا وہ صرف اپنے ہم مذہبون کو مقرر کرتے تہے سوا اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں نے اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور بنہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشان ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجا کہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتی ہیں خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے ابو حنیفہ نے بھی اپنا نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو تباہ کیا تھا[۱] پہلے اونہو نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا آخر میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلے جناب امام جعفر صادق سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستوں کے محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اسی منصور کی تعلیم سے امام مالک نے کتاب **موطا** تصنیف کی کہ بڑے فخر سے اس تعلیم کو امام مالک فخر کرتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور اوسکی تعریف عدالت و زہد و تقوے و فضل و کمال سے کتاب تاریخ[۱] خمیس اور کنز الاخبار[۲] اور تاریخ الخلفا[۳] علامہ سیوطی اور تاریخ[۴] ابن خلدون وغیرہ مالامال ہے ایسے خلیفہ عادل عالم و زاہد اہلسنت نے جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان مرتبہ اجتہاد بھی حاصل تھا نہ معلوم کتنی تحقیقات واقعیہ کے بعد اس امام اعظم

[۱] توبہ کرانا ابو حنیفہ کا کفر و زندقہ سے تاریخ بغداد اور جامع المسانید خوارزمی [illegible] میں منقول ہے صہ ۳۰۳

[۲] سیرۃ النعمان صہ ۲۵

ابوحنیفہ کو سنہ ۱۴۶ مین قید کیا مگر اونکے مریدون اور پیرون کی جماعت ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف ثبوت جرم ابوحنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب و دبدبہ شاہی اور شوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول حضرات اہلسنت ابوحنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قیدخانہ مین زہر دلوادیا مگر اسپر بھی فتنہ اونکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نہچھوڑی علامہ خطیب بغداد ایکسٹہ ۱۶۱ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامونکا نام دوسری جگہ لکھتے ہین جنہونے امام ابوحنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے پیش آئے حتی کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا حتی کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجایز ہوا وہ ائمہ سلف سے اپنے اس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شہادت انکی کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدری مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ امام صاحب کے قیاس و راے کا اور شریعت نبوی کے تخریب کے تصدیق اس تعریف سے بخوبی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ص ۲۱۶ کہتے ہین بعض لوگون کا خیال ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنے رومیون کے قانون سے بہت کچھ مدد لی اور اوسکے بہت سے مسائل

اپنی فقہ مین داخل کرلے لئے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابوحنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگریزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسیوجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھہ سمجھہ
بوجہ کہ اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچھہ دماغ سوزی کی مگر کچھہ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ ہمنے رومن لا نہین دیکھا جو موازنہ کرتا
بہرکیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدلدیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بھی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتھی کو دیکھنا چاہیئے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابویوسف شاگرد ابوحنیفہ جو بلقب احد صاحبین ملقب ہین
تاریخ الخلفا ص ۲۵۲ علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابویوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابوحنیفہ سے ہین اور انہین چند نفرون نے ملکر ابوحنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہمبستری
کیا تو اوس لونڈی سے کہا کہ ہم تمپر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابویوسف قاضی کو بلا بھیجا اور مسئلہ
بیان کیا ابویوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کے کہنے کا
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت جھوٹھا

جان کر اپنی کارروائی کرو ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہو آیا ہارون رشید کے حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کر کے ابویوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لنتہے اور نیز اوسی کتاب مین ہے کہ ایکروز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز پر راغب ہین چاہتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کاربرآری کرین کوئی حیلہ تمہارے پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کر دو بعد اوسکے نکاح کر لو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے ایک رات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوی دیا ہارون رشید نے حکم دیا لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کرنے مین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل از طلوع آفتاب وصول ہو جاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین خلیفہ نے عرض کیا کہ خزانچی اپنے گھر گیا دروازے بند ہین ابو یوسف نے کہا کہ ہمارے یہان بھی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کہلگئے اور شاہ ولے اللہ رسالہ انصاف مین لکہتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عیدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تہے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تہا اسے بہرکیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بخوبے
ثابت ہوئی کہ اونے امر و نہین خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ اپنے
دین و ایمان کو برباد کرتے تہے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہرکیف بفحواے ؎
کجا بودم اکنون کجا آمدم ز جا رفتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود دید جرح و قدح ابو حنیفہ سے ہے متعلق بفن حدیث
پس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہوون
بلکہ بہ لقب دجال ہذہ الامہ ملقب ہوون اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً در صورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف منادی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور مکذوب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
طرہ بر آن یہ ہے کہ بعض علماے اہلسنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
پچاس یا کچہ اس سے زاید بتائی تہی مگر بعض محققین متاخرین نے بڑی جانچ

پڑتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا انسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر و دیوان المبتدا و الخبر مین فرماتے ہین فابو حنیفۃ رح یقال بلغت روایتہ
الے سبعۃ عشر حدیثا او نحوها یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین انسے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولے اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوئی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ حمدا کثیرا یہانتک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی از راہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا ہیں اس
راہ سے بھی موضوعیت اسکے بدیہی ہے کیونکہ اولا یہ امر خارج از عقل ہے
کہ جناب امیرع ایسا اشرف و اشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول فرمائین
کہ اپنی دختر نیک اختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پیر شصت سالہ بد خلق بد مزاج
مشکوک النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول بنات اپنی
سیدہ کرانے انکے چچازاد بھائی محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور باوجودیکہ خود
حضرت کارہ اور متنفر ہون اور تمامی خاندان از خورد تا بزرگ ناراض ہون

صہ ۳۴
کما نقل فی الحطہ
لصدیق حسنخان
مطبوعہ نظامی

صہ ۱۹
کما نقل فی عجالۃ المنافعہ
لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بحال جبر شدید عقد فرمادین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کرسکتا تھا نیاگا ایسے امر کو جو بفرض
محال یا بین جبر شدید واقع ہو جیسا کہ روایات موضوعۂ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوئی بسیر راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر مین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعواے شاگردی و اخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جاوین بلکہ اسی جملے سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جسمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل و عباس و جناب امام حسن ع و امام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے از روے سلسلہ
موضوع و غلط ہے ویسے ہی از راہ درایت محض غلط و بے بنیاد ہے
کوئی اصلیت نہین ہے مین سمجھتا ہون کہ جن ہواخواہان خلیفہ دوم و ابو حنیفہ
نے کہ روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات و لغویات
سے ثابت کرنا چاہا کہ آخر اونہین کے ہم آوازون نے اس دعوے سے
استعفا دیا اور غلط بنایا اونہین لوگون نے دیگر حدیثون کی طرح بناکر ابو حنیفہ
کی طرف نسبت کردی تاکہ عمر اور ابو حنیفہ دونون کی خیرخواہی ہوجائے
ورنہ حقیقت مین ابو حنیفہ اس روایت سے ویسے ہی بری ہین جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یارونکے درمیانی کارروائی ہے ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ بلکہ صرف دارقطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابقاً معروض ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے بطلان و موضوعیت مین درایۃً روایۃً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی

ساتوین روایت اوسی ازالۃ العین صفحہ ۹۲۰ مین محدث ابو صالح سے روایت ہے مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث رسول بیان کی کہ ہر حسب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب ونسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابو صالح کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ص ۲۲۱ مین فرماتے ہین کہ کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میری نزدیک وہ مرتکب کذب ہوتا تہا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے یحیی بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم اوسے کچھ نہین دیکھتے پس تعجب ہے کہ ایسے کاذبین غیر موثوقین کے روایت الحق کے سامنے پیش کرکے ایسے امر عظیم کا اثبات چاہتے ہین

آٹھوین روایت اوسی ازالۃ العین ص ۹۲۲ مین ہے دارقطنی از حدیث لیث بن سعد از موسی بن علی بن رماج مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو جو راوی روایت ہین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین مجہولین سے شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقامون مین صحیح مسلم کے روایت مجاہیل سے ہے

جسکو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت تیمم مین ہے حدیث ابی الجہم
کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھے
مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا **نوین روایت** اوسے
ص ۹۴۳
ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ
روایت مینماید الخ حالانکہ عاصم کے بارے مین عام حکم ابن معین ہے کل عاصم
فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے
ص ۲۰۳
تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال
دسوین روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران
از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول ابن مہران یعنی سہیل بن ابی
خرم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب **راوی دوم** شریک اسکے
ص
بارے مین علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک بن عبد اللہ
نخعی کوفی یحیے بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے
کہ کہا ہمنے یحیے بن سعید سے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ شریک آخر عمر مین
مختلط ہو گیا یحیے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
بن عبد اللہ بن سنان نخعی جد اوسکا قاتل حسین ؑ ہے ابن مبارک سے
نقل ہے کہ کہا حدیث شریک لیس بشیئ ہے اور جوزجانی نے کہا
ص ۳۱۲
سیئ الحفظ مضطرب الحدیث مایل ہے انتہے اور سعی مشکور مین ہے کیا
علی بن مدینی نے کہ یحیی نے روایت نہ کی شریک سے **گیارہوین روایت**
ص ۲۸۴
زہری سے ہے تاریخ خمیس مین ہے کہ پہلے عمر کا عقد ام کلثوم سے ہوا

ص ۱۸۶
میزان الاعتدال
جلد اول

ص ۳۱۲
سعی مشکور
مولوی عبد الحی

ص ۲۸۴
تاریخ خمیس جلد ۲

لعبد وعسکر عون سے الخ یہہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکہا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیرؑ سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسولؐ
مین تہا کہ دیکہا زہری اور عروہ بن زبیر بیٹھے ہوئے جناب امیرؑ کا تذکرہ
کر رہے ہین پس ان دونون نے جناب امیرؑ کو برا کہنا شروع کیا یہہ خبر
جناب امام زین العابدینؑ نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنی جناب امیرؑ سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیرؑ کی عظمت جلالت
دیکہتا انتہی واضح رہے کہ ابن ابی الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام سے فورًا واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قوشجی ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیرؑ
سے خود استیعاب بن عبد البر مکی سے بہی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ مین
لکہتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا کہا عبد الرزاق نے سواے زہری کے اور کسینے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہی پس اس سے بہی انحراف زہری کا جناب امیر
علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ باوصفیکہ جناب امیرؑ کا سابق الاسلام
ہونا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ سب واقف ہین مگر محض

الغرض اغوا سے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام لائے پس اگر ایسے معاندین جناب امیر ؑ سے روایت کر کے اثبات اس عقد کا کیا جائے تو سر عجب نہیں با ایں ہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلائے تدلیس تھا کر روایت ہو اوسکی نسبت لوگون دوسرے کیطرف جسکی مذمت سابقاً مذکور ہوئی ہیں جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوتی ہے تو جہان اشتراک نام ہوگا ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبد الحق ہے جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری سے بعض جگہ بمجبوری اپنی روات کے معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بھی ابن زہری کی ضلالت دکھلانے کے لئے کافی ہے کیونکہ شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب صحبت مراد ہے یعنی خلفائے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکی قبیح جانتے تھے زہری بجواب اونکے کہتا کہ مین اونکے امر خیر مین شریک ہوں نہ امور شر کا وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھتا ہے اور خاموش رہتا ہے کچھ اعتراض نہین کرتا انتہی مین بعینہ مثال فاسقان کے اتقے پس جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفائے بنی امیہ ہوا اوسنے اگر اونکی خوشامد مین یہہ رعایت تدلیس پر تلبیس وضع کی ہو تو کونسی جائے تعجب ہے کیونکہ سابقاً تقید بنی امیہ کا دربارہ سب و شتم جناب امیر

صہ ۶۲
مسند سے

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانیمین جس سے توہین حضرت
کی ہوا ور خوشامد پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوترون کے واسطے
رسول پر تہمت لگادی ہو مذکور ہوی پس خود صحبت خلفای بنی امیہ
اسکے نفی کافی تھی چہ جائیکہ خود بھی تنابرا دشمن ہوکہ عیاذاباللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف اجماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار انہین
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم متبحر امام المتکلمین
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ الغین
کی اور صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ وجرح مجروحین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین بالشرح والبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا سبب تطویل سمجھ کر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم نے توفیق دی
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے محلی ہوکر ملاحظہ مومنین مین در آئیگی
والا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید افسوس صد افسوس کہ حضرات
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے جنکی راوی ضعیف کاذب وضاع
مفتری لیس بشئی دجال بلکہ خر دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان ومخالفین اہلبیت طاہرین ہوا خواہان وخادمان خلیفہ دوم سے
تو روایت کرتے ہی تھے نوبت بایجا رسید کہ قاتلان جناب سید الشہدا
مظلوم کربلا روحی لہ الفداء کے اولاد سے بھی اس باب مین روایت کرنے لگے

جنھونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی پہر اونکو یا اونکی اولاد کو آبرو ریزی
اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین بالانصاف ذرا غور کرین کہ ان راویون کے
روایتین کبھی لایق مستند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین و کاذبین و
مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بھی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے
کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجاے کہ چونکہ ابو حنیفہ
راوی سے ہے لائق اعتبار نہین اور ان روایات عقد کے بارہ مین تحقیق و تفحص سے
ذرا کام بھی نہین لیا جاتا یہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا و صحابہ خصوصا بی بی
عایشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجھکو روضہ
رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بھی
بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلسنت سے دکھائی جاتی ہین تو قدح و جرح
رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا
تامل نہین کرتے دیکھیے خود شاہ صاحب تحفہ صفحہ ۴۹۵ مین دسوان طعن بی بی
عایشہ یہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا ایک لڑکی
کو خوب آراستہ و پیراستہ کرکے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان قریش
کو شکار کرین اور پھنسائین انتہی حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین
پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اپچ کی لی ہو کہ جن امرون کو شیعہ نہین بھی لکھتے
اونکا بھی جواب دین بہر کیف اسکے جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب
این طعن انست کہ اول این روایت بچند وجہ مجروح است زیرا کہ خبر داد وکیع
بن الجراح عن عمار بن العمران عن امرأۃ منہم عن عایشہ آوردہ است و عمار

ف[illegible]

بن عمران مجہول الحال است وامرءتہ من عنہم مجہول الا سعد والمسمی است فلا یصح
الاحتجاج بہما و باز درین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم
روایات بے سروبن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن بشان مومنین نیست
دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم براے دختر خانہ پروردہ خود چہ
عیب دارد این جاے تعجب ہے کہ راوی کے صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے
تو یہہ روایت باطل ہوجاے استدلال نہ درست ہو حالانکہ سیکڑون بلکہ
ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بہری پڑی ہین
اوران روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب دجال وضاع
مفتری ہین اوسپر بہی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور
استدلال اس سے باطل نہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان
یہان قادح کیا جاتا ہے (حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بہی یونہین ہین)
اور روایات عقد جو بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سرا سر عجب ہے
دیکہئے اصابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یونہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن علی
الخ عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہے کہ یہان جو چاہا بنالیا خیر یہان تو
مطاعن بی بی عایشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیرؑ جو باکثر
ائمہ دین اہلسنت کیسی یقینی اور متواتر ہین اوسمین یہ کوشش کیجاتی ہے
کہ خود اپنے ہی یہان کی روایات مین کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ بنا

اصل روایت کو باطل کرین جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من سے علے
دھو ولے کل مومن بعدی ہین شاہ صاحب فرماتے ہین یہ حدیث باطل است
زیرا کہ در اسنادش اجلح واقع شدہ واو شیعی ست متہم در روایت ۔ و جمہور اورا
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوانکرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار مین موجود ہے پس امر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہو جائین حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہین اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کے لیے تصنیف ہوے
اور ان روایات موضوعہ کاذبہ مین روات دجال کذاب وضاع مفتری خادم خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسینؑ سے ہین ایک نظر سرسری بھی نہین ڈالی جاتی
کہ روات اس قصہ کے کیسے ہین نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کسطرح
یہ امور جو ان روایات مین مذکور ہین ممکن الوقوع ہین یا نہین بہرکیف ان
روایات کی حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی روایتین بالکل موضوع ہین
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی بشیر وسلمہ المولوی عبدالحی فی
صہ ۲۹۲
السعی المشکور پس الحمد للہ کہ یہ روایات بلکہ کل روایات اس قصہ کے غلط و بے بنا
ہوئی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے پچیس عالم نے
انکی متابعت کی اور بقول فاضل رشید خاطی ٹھہرے تو جہان اتنے دجال
وکذاب اغوا و اضلال کے لیے مہیا ہون اور محبین عمر و عثمان متابعت کرین تو کیون

تو سب جاعلی وضال ومضل بنائے جائینگے حالانکہ بلا اہل جرح وقدح کے بہی یہ روایتیں عقلاً باطل ہیں چہ جائیکہ بلا سند ہوں اور روایت بلا سند بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہیں بلکہ شتر بیمہار ہیں فالحمد للہ ثم الحمد للہ

بحث از دعوی اہلسنت بشہرت وتواتر این قصہ

جبکہ بحمد اللہ وحسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالاً وتفصیلاً بخوبی ثابت ہو چکی تو اب ہمکو کوئی ضرورت انکے دعوے شہرت وتواتر سے بحث کرنے کی نہیں رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہیں روایات موضوعہ کے مجموعہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و غلط و باطل ہوئے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے میں کیا عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں ع اگر احیاناً خبرے از اخبار ایشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا الفاظ متقاربہ نیست اختلاف الفاظ واضطراب آن بوجہے می آید کہ جمع وتطبیق دشوار مے افتد وتعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت انتہیٰ مگر بنظر مزید تسکین خاطر مخالفین اجمالاً اس سے بہی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ اولاً نفس وقوع عقد کے بارہ میں کوئی روایت بہی صحیح نہیں چہ جائیکہ مشہور ومتواتر ہو مگر ہان دربارہ وفات ام کلثوم وزید بن عمر کے شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہ ہی کہ درینجا خود بالقطع والتواتر ثابت ست کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ واو را

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب که در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمی کرد
و زید بن عمر جوان شد و لبست سال عمر یافت در خانہ جنگے کہ فیما بین
بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برائے اصلاح از خانہ خود برآمدہ بود
از دست کسی در آن حیص بیص شہید شد و مادر مطہر او نیز ہمان روز [illegible]
در گذشتہ بود ہر دو جنازہ را یکوقت حاضر نمودند حضرت امام حسینؑ و عبد اللہ
بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند انتہی اور مولوی حیدر علی نے بھی اسی
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو دادہ در وقت واحد بودہ محدثین
اہل حق ہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ و ہیچ ترددے
درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بنفس وقوع پر جسکے بارے مین
روایتین مذکور ہوئین گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہین کہ جب وفات پر
مان بیٹے کے دعوے تواتر ہوا تو عقد پر بھی ضروری ہوا لیکن اصل دعوے
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوے کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہین دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
منقولہ مولوی صاحب مین یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم وابنہا ص ۹۲۸
زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
وابنہا زید فی وقت واحد الخ پس محصل ان سندون کا یہی ہے کہ ام کلثوم

و زید نے ساتھہ وفات کیا امام حسن عم یا امام حسین عم یا سعد بن ابی وقاص یا ابوہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑہی ہے چاہیں اسکو سند صحیح سے تعبیر کریں یا متواتر بتائیں یا مشہور کہیں ہمکو اصلیت سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر عم کی کسیطرح تعیین نہین ہو سکتی کیونکہ اصل روایات مین صرف نام ام کلثوم و زید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی عم کے تعیین ہو سکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کر چکے ہین کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر عم اپنے بھائی امام حسین عم کے ساتھہ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بھی زندہ رہین جس سے ببداہتہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد معاویہ نہین وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تھی رواۃ نے بتدلیس و تلبیس بیان کیا اور علمائے بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشتہر ہونے سے ہر چند کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر کے اصول فقہ کی کتابون مین بیان ہوئی ہے اور جو شرائط
مقرر ہوئے ہین کسیطرح بیان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ
مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اولاد
زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا بھی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد
عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے
مدعی بھی ہوجاتے اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخرالدین
رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے
کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین
ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات
مختلفہ بیان کرین اور **تصدیق** اس دعوے کی عبداللہ بن زبیر کے
حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیساکہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اصحاب
برآمد عبداللہ بن زبیر پنجاہ مرد از سکان آن موضع نزد عائشہ آورد تا گواہی
دادند کہ این آب حواب نیست ولشکر از آب حواب در اول شب
گذشتہ و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغے بود کہ در اسلام بوقوع
پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہو
اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبروے
ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف امر پر پچاس
پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس پانچ راویون کا اتفاق
کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

صـ ۲۵۸
کما نقل فی فواتح الرحموت
شرح مسلم الثبوت
وقد نقل فی عبقات الانوار
صـ ۱۱۳۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ناجایز جانا ثابت بہ اجماع علماے امامیہ و اتفاق علماے اہلسنت اسدرجہ
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویسا ہی مشہور ہے
جیسا کہ ابوحنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
انسے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابوحنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہے
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سے نقل کرتے ہین مین نے مسانید
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور جن اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جسمین حارث بن
عمرو داخل ہے دوسرے طریق سے یہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہوسکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اونکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مرونکے امکان مین نہین ہے البتہ استے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت
کے یہان بہی ایسی حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہین ہے اور خود
فاضل رشید بہی استہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ
مین کہتے ہین استہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمہ اطہار درحق قدمائے
شیعہ مسلم ست زیراکہ در اکثر عاسے بودند الخ با اینہمہ بطلان واقعی روایت
قیاس و انتشار یہ استہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام من الملک
الغفار و فاضل ملتانی اپنی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین خبرہاست
کہ کذابین و وضاعین مشتہر میسازند و درحقیقت اصلے ندارد و بمجرد استہار احتجاج
نتوان کرد انتہے و تفصیلہ فے المجلد الاول من استقصاء الافحام پس جب
واقعی امر مشہور و متواتر ہین یہ احکام انکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ یہ لوگ
اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہ مین جسکی حالت مذکور ہوے
بشرط التسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ خبرہاست کہ کذابین وضاعین
مشتہر میسازند و درحقیقت اصلی ندارد پس بمجرد استہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کسدرجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بہی بالاتفاق اسکے مقر ہین
ہے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عضدی و دوا
و مولوی عبد الحلیم سابقًا مذکور ہوا اینہمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین و ہیچ تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جائیکہ

از بدیہیات باشد وجوابہ فی متین الصادقین پس جب ایسے ایسے اعتراض کے لیے جھوٹے اور غلط امر پر تواتر کرنا اور اوسکو مشہور کرنا ممکن ہے تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور و متواتر ہوں جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقیناً و واقعاً مشہور ہے تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کاذبین غادرین خائنین آثمین میں بغرض من الاغراض مفید علم قطعی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت انتساب تشیع کے برابر بھی نہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل و ادراک ایسے لغویات اور مزخرفات کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی و کافی ان روایات کا بشرط تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطائے علما کی قایل ہوں تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و قراین و شواہد و نظایر اوسکی سابقاً مذکور ہو چکے کہ بڑے بڑے علمائے محققین جیسے فقہا و جیسے محدثین و جیسے مورخین و جیسے متکلمین سیکڑوں اغلاط میں ایسا مبتلا ہوے کہ اپنے دھوکھوں کی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرنے لگے چنانچہ قصۂ وفات ام رومان اور نسبت متعہ طرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا روایت باطل جواز قیاس پر سابقاً مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کو سمجھ لینا اور سارے واقعے کو ادھر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہوں تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکے اور احوال شہرت و تواتر ابھی مذکور ہوے جس سے بطور حتم و یقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محض غلط اور موضوع
اور باطل اور تہمت و افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا
نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطبہ ام کلثوم
بنت ابو بکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بغرض اصلاح خرافت خلیفہ
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا مابعد والی راویوں اور
عالموں نے بالعمد یا بلا عمد زید و ام کلثوم کے اصلی حالات کو ادہر منسوب
کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعے
نہ کی از ینجاست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان
اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے

ص ۳۱۲
ازالۃ الخفا

اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے
کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے
معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسیطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے
پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسیطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت نہ لگاتے
نہ ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
نے یوں تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول میں رہے اور حضرت
راضی گئے ابو بکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگوں کے
ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے رہے پھر کیوں جزع کرتے ہو اسپر خلیفہ نے

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے اصحاب کے سبب سے تھے اسیطرح اور لوگون کے فہمائشین بھی مرقوم ہین مگر یہہ کسینے نہ کہا کہ اب کیا جزع وفزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل ومناقب وصحبت نبوی کے ساتھ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب و نسب بروز قیامت منقطع ہونگے مگر سبب و نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات کے لیے اسدرجہ کا عروۃ الوثقے جانا کہ مقابلہ اسکے تمامی فضایل ومناقب کو ہیچ و پوچ سمجھا پس اگرکچہ بہی اس واقعہ کے اصلیت ہوئے تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع وفزع خلیفہ نہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی وتشفی نہ کرتے کیونکہ کوئی عاقل نہین مان سکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت سمجھین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے برابر بہی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ عقلاً ونقلاً مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار وقہار کا سامنا پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور پلے سرے کے فضایل وبزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی ہے اور مسرور وخوش رہے چنانچہ دیکھئے بنا بر مزعوم اہلسنت کے بی بی عایشہ

مقتضی اللہ

کو وقت موت حضرت ابن عباسؓ نے اونہین فضائل و مناقب سے تسلی
اور تشفی دی جو انتہا درجہ کے فضایل سے انکے تھے چنانچہ صحیح بخاری سے
منتہی الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباسؓ آئے اور خیریت
مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہو انشاء اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہو اور سوائے
تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے
نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہؓ مین
مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف اونمین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
ہوتا تو اسوقت یہ امر بھی ان کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے
بڑھکر کوئی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر و عدالت
جو منتہاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہے ورنہ ایسے وقت نازک
مین ضرور ذکر کرتے **تیسرے** یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ
نہ فرماتے کہ میری بیچینی و اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے
اصحاب کے سبب سے ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تھی بقول
اہلسنت تو پھر انکے سبب سے خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا
اگر تمامی روے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق
کرتا **چوتھی** یہہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیرؑ
کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان صاحب کے
لیے سعی کی لا اقل مروان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدری جلد ثالث

میں مفصلاً لکھ چکا ہوں پانچویں یہہ کہ نواصب جنکی محبت شیخین سے
اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنت سب سے زیادہ ہے
وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہیں کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ میں اقوال نواصب
نقل کیے ہیں وہ نیز بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ تحفہ میں ص ۶۹۱
فرماتے ہیں بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہرا با حضرت مرتضی از
فضیلتے ست کہ مختص باوست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر خود را
داد و فرمود مرا اگر صد دختر بودی ہمہ را بعثمان میدادم پس
پس عثمان افضل باشد دریںباب از علی و تخصیص این فضیلت بعلی
روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار را مصاہرت باشد
و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت
زہرا از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر بزرگوار آنکہ حضرت مر
اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت او نسبت بعلی اقوی باشد
از انچہ نسبت بغیر وے بود نواصب دریں سخن قدح کردہ اند کہ بزرگی
زہرا مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند و ضعیفان
یغلبان قویا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث موہومہ
آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند
چہ بعد از وفات حضرت زہرا حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود
روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہری و نسبی
پس عثمان و علی در صہر برابر اند و آنکہ منکوحات ایشان مردند در روز قیامت

در منکوحات ایشان برانگیختہ میشوند پس بنت شمردن راچہ اعتبار است انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو سسر حضرت کا بنایا نہ یہ کہ داماد حضرت کا قرار دیا ہو پس اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو عمر کو سسر اور داماد رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہی گئی تہین جناب امیر سے افضل کہتے ہین حالانکہ اوس روایت کل صہر و نسب کو بہی سے لکہتے ہین معہذالک اس شرف دامادی رسول مین جناب امیر اور عثمان ہی کو داخل کرتے ہین نہ عمر کو بلکہ عمر و ابوبکر کو صرف سسر ہی جانتے ہین پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بہی اسکے مدعی نہین ہین کہ یہ عقد واقع ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہون ایسے امر کذب بحت کے کہ بقول اہلسنت وہ لوگ پابند راستی و صدق مقال ہین پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمن اہلبیت ہونا بہی ظاہر ہوا کہ باوصف عدم ادعاے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہین اور بے محابا کذب و افترا کے مرتکب ہوتے ہین اور خوف خدا و رسول نہین ہوتا پس درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹہرا جو درمیان کافر و منافق کے ہے جسکے بارے مین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے واللہ یشہد ان المنافقون لکاذبون واضح رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات خوارج و نواصب کو بڑی استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پہوٹا کچہ جواب بہی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے نہ یا جس سے تسلیم کرنا اوس اعتراض کا اور لا جواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے چونکہ ہم کو یہان کسیکے سوال و جواب سے غرض نہین ہے لہذا اسکا جواب نہین دیتے مگر اتنا لکھی دیتے ہین کہ بنا بر تسلیم عثمان کے مشابہت یا مماثلت جناب امیرؑ کے ساتھ اس دامادی نبوی مین محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال فقط وہ اشخاص ہو سکتے ہین جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے ازواج نے رو برو ے انحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابو العاص شوہر زینبؑ و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہؑ ام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان سے اون دونون دخترون کا عقد ہوا بلکہ وہ تینون باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے اشرف ہوے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار مردگان کے سوا زندون مین ابو سفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر بنا بہر کیف خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوے اور اگر عقد اونکا حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے جیسا کہ عثمان سمجھے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز نہ یہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے بہر کیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا و تہمت ہونے مین عقلاً و نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی اور ان راویون کے کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے مین ذرا شک و شبہہ نہ رہا اور اہلسنت کے بدتر از نواصب و خوارج ہونے مین ذرا تامل کی گنجایش نہین

فالقصہ الحق یعلو ولا یعلی والسلام علی من اتبع الہدی

خاتمہ

باقی رہا یہ امر کہ جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا اور اونکا شوہر کون تھا پس یہ امر حسب روایات فریقین ثابت ہے کہ جسطرح سائر بنات جناب امیر کا عقد اپنے ہی خاندان بنی ہاشم میں اولاد حضرت عقیل و جعفر و محمد سے ہوا گو وہ کل بیٹیاں حضرت جناب سیدہ سے نہ تہین اوسیطرح عقد حضرت ام کلثوم کا اپنے ہی خاندان میں حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا فقط اختلاف تہا تو اسمین کہ آیا عمر کے ساتھ عقد ہوا یا نہین سو اسکو بہی بخوبی ثابت کیا کہ ہرگز خلیفہ دوم سے عقد نہین ہوا اور اوسکے ساتھ یہ بیان اہلسنت کا بہی باطل ہوا کہ بعد عمر عون بن جعفر سے دختر جناب امیر کا عقد ہوا کیونکہ بالاتفاق علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ عون بن جعفر نے عہد خلافت عمر میں بجنگ تستر شہادت پائی پہر وہ زندہ کہان سے تہے جو بعد عمر اونسے عقد ہوتا گو یہ ممکن ہے کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلاف عقل ہے کہ محمد کے ہوتے اونکو چہوڑکر عون سے کیون ہونے لگا با اینہمہ عمر سے عقد ہونا ہر طرح محال ٹہہرا اور اسیکے ساتھ یہ دعوے بہی زیادہ تر غلط ہوا کہ بعد عمر محمد بن جعفر سے عقد ہوا بعد اونکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر از ینجاست کہ جن جن علما نے بالاتفاق بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا جہان ذکر وفات عون لکہا ہے مطلقاً عقد وغیرہ کو نہین لکہا بلکہ یہی بیان کیا کہ بجنگ تستر عہد عمر مین لاولد انتقال کیا جیسا کہ سابقاً عبارات

اصابہ و استیعاب مذکور ہوے مگر شیخ عبدالحق صاحب جنکو لقب محقق دہلوی کا
ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی زہری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبداللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غایب کر دیا اور صاحب
تاریخ خمیس دستی زہری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبداللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئے
اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسیکے ساتہ یہ بیان بہی ہی جو تمامی روایات مین مذکور ہی
کہ بعد محمد و عون عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی سے
خود جناب امیر ع نے یہ عقد کیا غلط ٹہرا کیونکہ عبداللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینب علیہا السلام تہے پہر باوصف موجودگی ونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سرور المحزون
شاہ ولی اللہ ازالۃ الغین مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اونمین
مہملات کے سات جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اور اصابہ سے
البتہ تعیین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ سے ہے
کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبداللہ

و عون بن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دار قطنی نے کہا بمقام حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت ہوی اور ابو عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے بعد عمر ہوا الخ جس سے بخوبی تطبیق در انحصار عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیرہ یعنی بعدیت عمر غلط ہی جیسا کہ مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا صرف محمد بن جعفر سے ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبد اللہ سے اور از انجا کہ حسب تصریحات علماے اہلسنت ہمسن و ہمعمر ہونا جناب زینبؑ عبد اللہ بن جعفر کا و جناب ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنّی نہونا درمیان ہر دو خواہر کے مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو خواہر کا بزمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم وغیرہ بیان کرتی ہین جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہی اور تائید اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران یہانتک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیرؑ نے تاخیر کی ہو اور اتنی مہلت دی ہو خصوصًا درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن ہون اور اس عسرت کے ساتھ گھر ہی مین اپنے بھتیجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی سے متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود بھی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر و ہمسن ہون

اور ضرورت امدورفت بھی خصوصاً بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت عبد اللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیرؑ کی زوجیت مین تہین ہمہ وقت رہتی تہے اور پردہ شرعی مانع وعایق اسکا تہا پس ایسی صورت مین عموماً عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہون چہ جائیکہ حد بلوغ شرعی پر پہونچ بھی گئے ہون چنانچہ جناب رسالتمآب نے بھی رقیہ وام کلثوم کا عقد ساتھی کیا تہا پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پا گیا تہا اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہی چنانچہ اصابہ مین ہے کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شریک معرکہ صفین رہے عبید اللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیرؑ کیطرف سے میدان مین لڑنے گئے دونوں مین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور دونوں وہین قتل ہوے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر مین تہے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر مخفی ہوے اور وہانسے فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے مادری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پہر کسی سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد محمد عقد انکا عبد اللہ سے ہوا غلط ہوچکا ہے اور سوا ے عبد اللہ

اہلسنت کے یہان بھی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی ام
صحیح ہے اور دعوائے عقد ثالث ورابع مثل دعوائے عقد عمر کے
غلط وافترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی یہان
تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد رحلت عبداللہ
تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتھ وفات کیا
جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول
خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بسبب اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت
ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا وشام
واقع ہوئی کہ دونو معظمہ نے اپنے بھائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت
مین رو روکر جان دی اور چونکہ وفات اون دونون معظمہ کے اور عبداللہ
بن جعفر کے بہت ہی قریب زمانہ مین ہوئی کیونکہ پہلے عبداللہ کہا کسینے
بعد عبداللہ کہا حالانکہ منشا اون قائلین اور ناقلین کا تعیین کرنا زمانہ
کا تہا مگر ناواقفون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قرب وفات سے اونکی
زوجیت کے قائل ہوئے هذا ما تيسر لي في هذا المقام بفضل الله المفضل
المنعام ولا غرو انکم ترک الاوائل للاواخر والله رزقنا نصیب من کاس
الکرام والحمد لله اولا واخرا والصلوة على نبيه واهل بيته
الطاهرين ما تعاقبت الليالي والايام

فقط

اعلان — یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت نہ اسے دیکھین نہ خرید کرین

اطلاع ضروری

جملہ حق تصنیف اس رسالہ کا محفوظ ہے کوئی صاحب بلا اجازت مصنف قصد طبع نفرمائین حسب ضابطہ رجسٹری اسکی کرادی گئی ہے جسکو منظور ہو یہ کتاب اس نشان سے طلب فرمائے۔

المشتہر
سید محمد عسکری بازار بندی ضلع چھپرا

جلد ثانی رمی الجمرات جواب آیات بینات زیر طبع ہے قبل ماہ رمضان چھپ جائیگی جو بزرگوار طالب ہون شہر لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان مکان نواب محمد مرزا خانصاحب مرحوم کے پتہ سے طلب کتاب مین عنایت نامہ تحریر فرمائین۔

راقم
سید عباد حسین